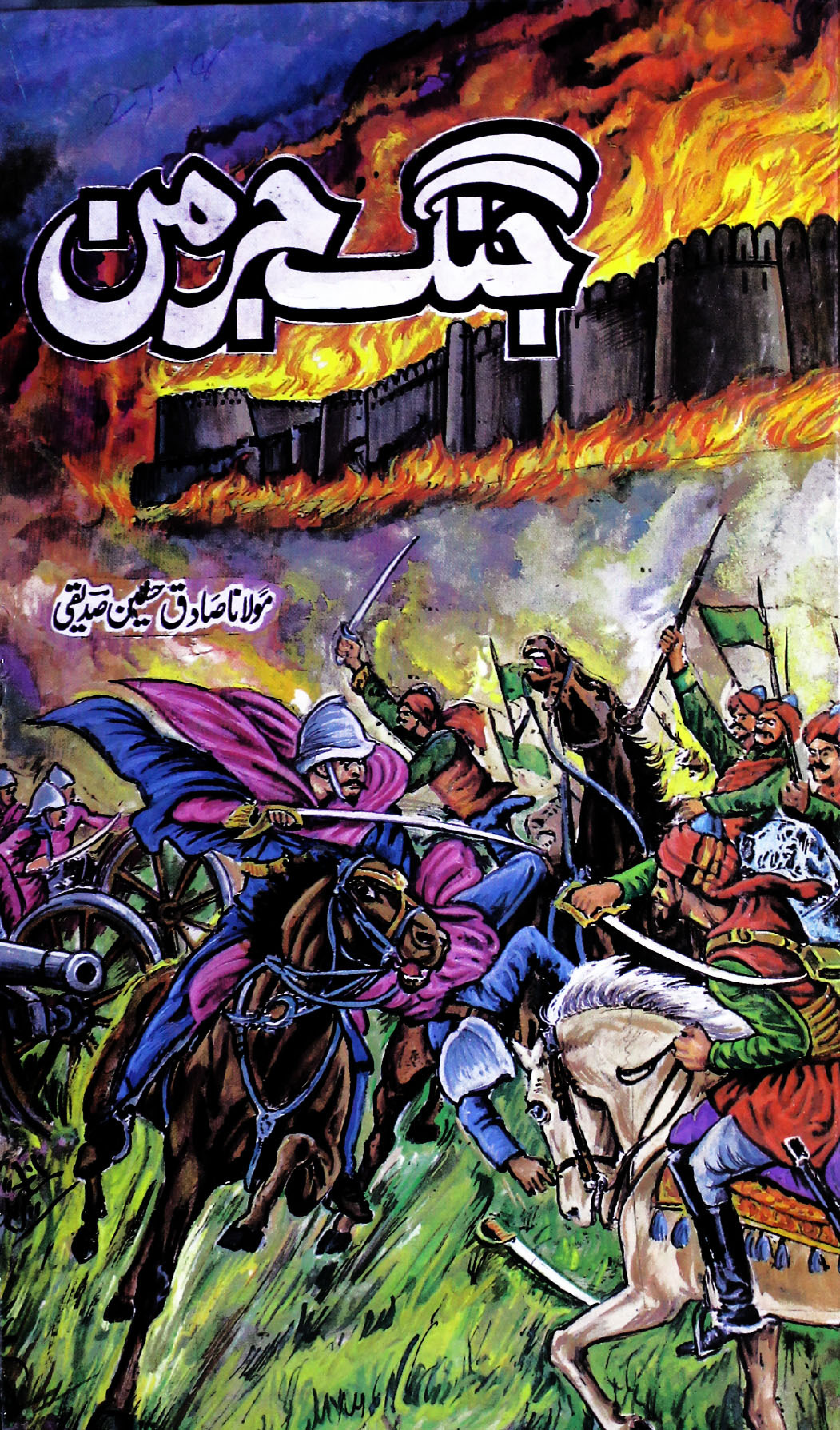
جنگ جرمن
مولانا صادق حسین صدیقی

Marfat.com

جنگِ جرمن

صادق حسین صدیقی۔

مکتبۂ القریش ○ سرکلر روڈ چوک اردو بازار لاہور۲

Marfat.com

98252.

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر : عبدالحفیظ قریشی
باہتمام : محمد علی قریشی
مطبع : نیر اسد پرنٹرز لاہور
سن اشاعت : 1995ء
تعداد : 600
قیمت : -80 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار، لاہور

Marfat.com

پہلا باب

احساسِ غلامی

ترکوں کا قافلہ اس سڑک پر چل رہا تھا جو قصبہ سگر سے قصبہ بباک کو جاتی ہے۔ یہ دونوں قصبے صوبہ ڈینیوب میں واقع تھے اور سولہویں صدی عیسوی میں صوبہ ڈینیوب پر ترکوں کا قبضہ تھا۔ صوبہ ڈینیوب یورپ میں واقع ہے۔

اس ترکی قافلہ میں کئی ادھیڑ عمر کے اور کئی نوجوان ترک تھے۔ کئی سن رسیدہ اور کئی نوخیز و پر جمال ترک لڑکیاں تھیں۔ سب گھوڑوں پر سوار تھے۔ گھوڑوں پر ہی اسباب بار تھا۔ عورتیں اور لڑکیاں درمیان میں تھیں کچھ مرد آگے تھے اور کچھ پیچھے۔ دو نوجوان ترک سب سے آگے تھے۔ یہ دونوں دوست تھے۔ ان میں سے ایک کا نام کاظم تھا جو بباک کے ترک رئیس کا لڑکا تھا اور دوسرے کا نام احمد سعید تھا۔ یہ بھی ایک دولتمند ترک کا چشم و چراغ تھا۔ دونوں نوعمر اور خوبصورت تھے۔ بڑے قد آور تھے۔ دونوں کے سینے کشادہ اور بازو بھرے بھرے تھے۔ پیشانیاں کشادہ اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ کاظم نے احمد سعید سے کہا "آؤ ذرا گھوڑوں کو تیز کریں"۔

احمد سعید نے کہا "اب بباک دور ہی کتنا رہ گیا ہے زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے کا راستہ ہوگا تیز چلنے سے کیا فائدہ ہے"۔

کاظم: میرا دل چاہتا ہے کہ میں تیز چلوں۔

احمد سعید نے مسکرا کر کہا "میں سمجھ گیا۔ تم شاید تیز دوڑ کر مربسا کو دیکھنا چاہتے ہو۔ مگر دوست خوب سمجھ لو وہ ایک عیسائی لڑکی ہے"!

کاظم: تم بھی کیسی باتیں کرنے لگے۔ مجھے مربسا کو دیکھنے کی تمنا کیوں ہوتی۔ میں خوب جانتا ہوں۔ وہ ایک عیسائی ساحرہ ہے تمہیں غلط فہمی ہے۔ میرا اس سے کوئی

Marfat.com

واسطہ نہیں ہے۔

احمد سعید: ہونا بھی نہیں چاہیئے۔ اچھا چلو۔

کاظم: چلو۔

دونوں نے گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں۔ سمجھ دار گھوڑوں نے جان لیا کہ انہیں دوڑ کر چلنے کا اشارہ کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کنوتیاں کھڑی کیں۔ تیزی سے قدم اٹھائے اور دیکھتے ہی دیکھتے سرپٹ دوڑنے لگے۔ دونوں گھوڑے بڑے تیز رفتار تھے۔ اس تیزی سے دوڑے کہ زمین کی طنابیں ہی کھینچ ڈالیں۔ تھوڑی ہی دیر میں قصبہ بباک کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں انہوں نے گھوڑوں کو باگیں کھینچ کر روکا اور آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ کچھ دور چل کر سڑک باغوں کے درمیان سے گذرتی تھی۔ دونوں طرف اونچے اونچے درخت کھڑے تھے جن کی شاخوں نے آپس میں گتھ ہو کر سڑک پر نہایت گہرا سایہ کر لیا تھا۔ ابھی دوپہر نہیں ہوئی تھی۔ ڈیڑھ پہر دن گذرا تھا۔ دھوپ ہر طرف پھیل رہی تھی لیکن سڑک کے جس حصہ کو یہ عبور کر رہے تھے۔ اس پر سایہ تھا۔ ایک گھوم پر انہوں نے سامنے سے ایک عیسائی نوجوان کو گھوڑے پر سوار آتے ہوئے دیکھا جب وہ قریب آیا تو ان دونوں نے اپنے گھوڑے ایک طرف کر لیئے۔ نوجوان عیسائی نے انہیں گھور کر دیکھا۔ کاظم نے کہا۔ اوہو سجمنڈ ہیں"۔

سجمنڈ نے برا سا منہ بنا کر کہا "جی ہاں میں ہی ہوں۔ کہیے کیا حکم ہے"؟

کاظم: کیا میرا مخاطب کرنا ناگوار گذرا۔

سجمنڈ: نہیں ناگوار کیوں گذرتا۔ مگر ایک بات سن لو۔

کاظم: کہیئے۔

سجمنڈ: عیسائیوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ ہم مسلمانوں کا احترام نہ کریں گے۔

کاظم: کیا مسلمانوں نے کبھی یہ خواہش کی ہے کہ عیسائی مسلمانوں کا احترام کریں؟

سجمنڈ: خواہش نہیں کی لیکن ہم عیسائی تمہیں اپنا حکمران سمجھ کر تمہارا احترام کرنے پر مجبور تھے۔

کاظم: کیا مسلمانوں سے آپ کو کوئی شکایت پیدا ہو گئی ہے؟

سجمنڈ: یہ شکایت کیا کم ہے کہ ترکوں نے ہمیں اپنا غلام بنا رکھا ہے۔

Marfat.com

کاظم: آپ غلام ہیں۔ کیا حکومت میں آپ کا حصہ نہیں کیا آپ کو مذہبی آزادی نہیں ہے۔

سجمنڈ: سب کچھ ہے لیکن ہم غلام بن کر رہنا نہیں چاہتے۔

کاظم: کیا ترکوں یا ترک حکومت کی طرف سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہے۔

سجمنڈ: کوئی تکلیف نہیں پہنچی مگر مجھے اس کا تجربہ ہوا ہے کہ غلاموں کی دنیا میں عزت نہیں ہوتی۔ یہ تینوں کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگے تھے۔

کاظم نے کہا "برسوں کے بعد تمہیں اب اس کا احساس کیسے ہوا"۔

سجمنڈ: یہ احساس اس طرح ہوا کہ ابھی چند روز ہوئے میں آسٹریا گیا تھا وہاں میرے بے شمار دوست ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں بباک کا رئیس ہوں۔ میری بڑی عزت و منزلت کرتے تھے مگر اس مرتبہ انہوں نے میری بالکل بھی عزت نہیں کی بلکہ تحقیر کی نظروں سے دیکھا۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے تم ترکوں کے غلام ہو دنیا میں غلام کی عزت نہیں ہوا کرتی۔

کاظم: تم آزاد ہونا چاہتے ہو تو سلطان سے درخواست کرو۔

سجمنڈ: کیا سلطان آزادی دے دیں گے؟

کاظم: سلطان کے خیالات بڑے اچھے ہیں۔ یقیناً آزادی دے دیں گے۔ سجمنڈ نے ہنس کر کہا آزادی دی نہیں جاتی بلکہ لی جاتی ہے۔ ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ آزادی حاصل کر کے رہیں گے۔ معاف کرنا آپ کو دیکھ کر اس وقت میری نگاہوں میں آسٹریا کا وہ منظر پھر گیا جس نے مجھے اپنی غلامی اور بیچارگی کا احساس دلایا تھا۔ میں ضبط کرنے پر بھی ضبط نہ کر سکا اور جس بات کو مجھے ابھی چھپانا چاہیئے تھا وہ تمہارے سامنے نکل گئی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمیں اپنی ذلت کا پورا احساس ہو چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غلاموں کی کوئی عزت نہیں ہوتی"۔

یہ کہہ کر سجمنڈ نے ایڑ لگا کر اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا۔ کاظم اور احمد سعید دونوں آہستہ آہستہ بڑھے۔ احمد سعید نے کہا "تم نے سجمنڈ کی باتیں سنیں"۔

کاظم: بڑے غور سے سنیں۔

احمد سعید: کس نتیجہ پر پہنچے۔

Marfat.com

کاظم: میرا خیال ہے کہ آسٹریا اور جرمنی میں ترکوں کے خلاف پھر کوئی سازش شروع ہو گئی ہے۔

احمد سعید: یہی بات ہے۔ عجب نہیں کہ ترک رعایا کو بغاوت پر برانگیختہ کر کے عام بغاوت کرائی جائے۔

کاظم: میرا بھی یہی خیال ہے۔ بناک کے عیسائیوں نے ضرور آسٹریا والوں سے سازش کر لی ہے۔

احمد سعید: خدا خیر کرے۔ یہ عیسائی جب بغاوت کرتے ہیں تو جوش و غضب سے اندھے ہو کر درندے بن جاتے ہیں۔

کاظم: یہاں فوج نہیں رہتی تھوڑی سی پولیس ہے چھاؤنی بھی یہاں سے دور ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان لوگوں نے بغاوت کی پخت و پز کر لی ہے جتنے عرصہ میں اور تم باہر رہے اتنے عرصہ میں انہوں نے بغاوت کے زہریلے جراثیم اپنی قوم میں پھیلا دیئے ہیں۔ ہمیں فوراً اس کی اطلاع کلکٹر کو دینی چاہیئے۔

یہ دونوں باتیں کرتے چلے جا رہے تھے کہ کسی نے نہایت شیریں لہجہ میں کہا "اچھا کاظم ہیں"۔

کاظم اور احمد سعید دونوں نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔ باغ کے دروازے پر ایک نوخیز و پری چہرہ عیسائی دوشیزہ نہایت خوشنما کپڑے پہنے بڑی شان سے کھڑی تھی۔ اس کے چہرہ کا شہابی رنگ دمک رہا تھا۔ بڑی بڑی موٹی آنکھوں سے تیز روشنی خارج ہو رہی تھی۔ بڑی جبین معلوم ہو رہی تھی۔ کاظم نے غیر ارادی طور پر گھوڑا روک لیا۔ احمد سعید آگے بڑھ گئے اور چند قدم پر جا کھڑے ہوئے۔ کاظم نے کہا "اوہو مرسیا تم ہو"۔

مرسیا: میں روزانہ تمہارے آنے کا انتظار کرتی رہتی تھی۔

کاظم: میں بڑا خوش قسمت ہوں۔

مرسیا: تم نے آتے ہیں اتنے دن کیوں لگا دیئے؟

کاظم: ہم لوگ جس تقریب میں شرکت کے لیے گئے تھے وہ چند روز کے لیے ملتوی ہو گئی تھی۔

مرسیا: یا وہاں کوئی اور دلچسپی کا سامان پیدا ہو گیا تھا۔

Marfat.com

کاظم نے اس کے رخِ روشن پر نظریں جما کر کہا۔
"وہاں یہاں کی سی دلچسپی کا سامان کہاں"۔
مرسیا: کیا تم تنہا ہی آئے ہو یا گھر کے سب آدمی بھی آرہے ہیں؟
کاظم: سب آگئے ہیں۔ پیچھے قافلہ آرہا ہے۔
مرسیا: اب بھی وقت پر آگئے۔
کاظم: کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔
مرسیا: ہاں مجھے تم سے بہت سی خاص باتیں کہنی ہیں۔
کاظم: تو کہہ ڈالئے
مرسیا: اس وقت نہیں۔ جب تم میرے پاس آؤ گے۔
کاظم: لیکن تمہارے بھائی سخمنڈ تو کچھ خفا معلوم ہوتے ہیں۔
مرسیا: تم کل شام کے وقت یہیں آکر ملنا۔
کاظم: ضرور آؤں گا۔

مرسیا باغ کے اندر چلی گئی۔ کاظم گھوڑا بڑھا کر احمد سعید کے پاس پہنچے اور یہ دونوں دوست باتیں کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔

Marfat.com

دوسرا باب

پیشین گوئی

راستہ میں احمد سعید نے کاظم سے دریافت کیا۔ کہو مرسیا سے کیا باتیں ہوئیں؟

کاظم: باتیں کیا ہوئیں۔ کہنے لگی اتنے عرصہ کہاں رہے۔ اب بھی وقت پر آگئے۔ مجھے تم سے بہت سی خاص باتیں کہنی ہیں۔

احمد سعید: تم نے پوچھا نہیں کیا خاص باتیں ہیں؟

کاظم: پوچھا تھا کہنے لگی۔ اس وقت نہیں جب تم میرے پاس آؤ گے تب کہوں گی

احمد سعید: تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ، تمہارے بھائی کچھ خفا معلوم ہوتے ہیں۔

کاظم: کیوں نہ کہتا۔ کہا۔ مگر اس بات کا اس نے کچھ جواب ہی نہیں دیا۔
کہنے لگی کل شام کو یہیں آکر ملنا۔

احمد سعید: عجب بات کہی ہے۔ تم نے بھی کچھ سمجھا؟

کاظم: مجھے تو اس کی تمام گفتگو ہی کچھ لایعنی سی معلوم ہوئی۔

احمد سعید: ہاں یوں تو اس کی تمام گفتگو ہی بے معنی تھی مگر ایک بات اس نے خاص طور پر کہی کہ اس وقت آپ کو دیکھ کر میری نگاہوں میں آسٹریا کا وہ منظر پھر گیا۔ جس نے مجھے اپنی غلامی اور بیچارگی کا احساس دلایا تھا مگر اس نے یہ نہیں بتایا کہ وہ منظر کیا تھا۔

کاظم: اور اسی سے میں نے اس کی گفتگو کو سنا۔

یہ دونوں نوجوان گفتگو کرتے ہوئے قصبہ کے قریب پہنچ گئے۔ ایک درویش سیاہ فرغل پہنے ان کے سامنے آگیا۔ درویش جوان اور اس کا چہرہ بڑا بارعب تھا۔ سیاہ خوشنما داڑھی چوڑے سینہ پر بکھری ہوئی تھی۔ ان دونوں نے نہایت ادب سے

Marfat.com

درویش کو سلام کیا۔ درویش نے کہا "حق حق ہے"۔

کاظم: یہ سچ ہے حق۔ ہمیشہ حق ہی ہوتا ہے۔

درویش: قصبہ بباک پر مریخ کی تیزی اور تندہی کے اثرات پڑ ہی رہے تھے کہ زحل کی نحوست بھی شامل ہوگئی۔ خدا بہتر کرے۔

درویش نے قدم بڑھایا۔ کاظم نے کہا "ذرا ٹھہریئے"

درویش رک گئے اور بولے "بچہ! وہ انسان انسان کہلانے کا مستحق نہیں جو خود غرض ہو جو اپنی ہی بھلائی چاہے۔ انسان وہ ہے جو سب کا بھلا چاہے اور مسلمان وہ ہے جو مسلمانوں کے لیے اپنی جان دے دے۔

کاظم: آپ نے یہ سچ فرمایا۔

درویش: اقرار کرو کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر نہ چلے جاؤ گے۔

کاظم: میں اقرار کرتا ہوں۔

درویش: خدا سے دعا مانگو کہ وہ مریخ کی تیزی اور زحل کی نحوست اس قصبہ سے دور کر دے۔

کاظم: میں ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگوں گا مگر یہ تو بتایئے کیا۔ اس قصبہ پر کوئی بلا نازل ہونے والی ہے؟

درویش: خدا بہتر جانتا ہے۔ میں پھر تمہارے پاس آؤں گا۔ درویش چلے گئے۔ کاظم نے احمد سعید کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تم نے سنا!"

احمد سعید: سب کچھ سنا۔ میرا دل پریشان ہونے لگا ہے۔

کاظم: میں بھی سخت پریشان اور متفکر ہو گیا ہوں۔ قصبہ پر نحوست چھا رہی ہے مگر یوں آخر درویش کا اس سے کیا مطلب تھا کہ انسان وہ ہے جو سب کا بھلا چاہے اور مسلمان وہ ہے جو مسلمان کے لیے اپنی جان دے دے۔

احمد سعید: آج جو ملتا ہے معموں اور کنایوں میں باتیں کرتا ہے۔

کاظم: میں تو یہ سمجھا ہوں کہ ہم پر کوئی مصیبت نازل ہونے والی ہے۔

احمد سعید: اور یہ مصیبت عیسائیوں کے ہاتھوں نازل ہوگی۔

Marfat.com

کاظم: میرا خیال ہے کہ عیسائی پھر بد عہدی پر آمادہ ہو گئے ہیں۔
احمد سعید: یقیناً۔ ان خدا کے بندوں کو سمجھ نہیں آتی کہ جنگ و جدل میں فائدہ نہیں ہے۔ بدامنی تباہی کے گڑھے میں گرا دیتی ہے۔
کاظم: مگر تم نے دیکھا کہ اگر ہم قافلہ سے آگے بڑھ کر نہ آتے تو یہ باتیں معلوم نہ ہوتیں۔
احمد سعید نے کاظم کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا "یہ بھی تو کہو کہ مرسیا کا بھی دیدار نہ ہوتا۔
کاظم: مجھے اس کے دیدار کی تمنا نہیں تھی۔
احمد سعید: لیکن مرسیا معلوم بھولی اور نیک لڑکی ہے۔
کاظم: یہ سچ ہے کہ وہ نیک طبیعت ہے۔

اس وقت قافلہ پیچھے سے آ کر ان کے ساتھ ہو گیا اور یہ سب قصبہ میں داخل ہوئے۔ قصبہ خاصا بڑا تھا اس کے راستے کشادہ تھے بازار اچھے اور پر رونق تھے۔ بعض مکانات نہایت عالیشان اور کئی کئی منزل کے تھے۔

یہ قافلہ قصبہ کے کنارہ ہی کنارہ چل کر ایک دو منزلہ شاندار مکان کے سامنے جا کر رکا۔ اہل محلہ کو ان کے آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ بچوں کے ٹھٹ لگ گئے لڑکے اور لڑکیاں آ جمع ہوئیں۔ بعض بڑے لڑکے اور لڑکیاں چھوٹے بچوں کو گود میں اٹھائے ہوئے تھے۔

چونکہ اس قافلہ کے ساتھ عورتیں اور نوخیز لڑکیاں بھی تھیں اس لئے جوان اور بوڑھے آدمی جو اس طرف سے گزرتے تھے ایک نظر قافلہ پر ڈال کر سلام کر کے چلے جاتے تھے۔

گھوڑے منزل پر آ کر ہنہنانے لگے تھے گویا کہہ رہے تھے۔ گھر آ گیا۔ زین اور لگام اتار ہمیں آزاد کرو۔ کاظم اور احمد سعید گھوڑوں سے اتر کر باگیں ہاتھوں میں لے کر کھڑے ہو گئے تھے۔ اہل قافلہ گھوڑوں پر سے نیچے کود کر اترے اور جلدی جلدی اسباب اتارنے لگے۔ وہ سواریاں جن میں عورتیں اور لڑکیاں تھیں آگے بڑھیں۔ جو سواری دروازہ کے سامنے پہنچ جاتی۔ اس میں سے عورتیں اتر کر مکان کے اندر چلی جاتیں اور یہ خالی سواری بڑھ جاتی اور دوسری اس کی جگہ آ جاتی۔

Marfat.com

یہ سواریاں کچھ لینڈو سے ملتی جلتی تھیں۔ ان میں گھوڑے جوتے جاتے تھے ایک لینڈو جب دروازہ کے سامنے آئی تو کچھ کھسر پھسر کی آوازیں آنے لگیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ بعض کمسن لڑکیاں اس میں ہیں جو کسی بات پر بحث کر کے ہنس رہی ہیں۔ جب ان کے اترنے میں کچھ دیر ہوئی تو کاظم نے کہا "اترو بھئی۔ دیر ہو رہی"۔

کھسر پھسر بند ہو گئی۔ کسی دوشیزہ نے داہنا پیر پردہ سے نکال کر پائیدان پر رکھنا چاہا۔ غلطی سے پائیدان پر نہ رکھا گیا۔ اندر سے جیسے کسی نے اسے دھکیل دیا۔ وہ زمین پر آپڑی اس کا سارا جسم سیاہ لبادہ میں لپٹا ہوا تھا حتی کہ ہاتھ اور پیر بھی بالکل اسی طرح جس طرح اس موجودہ زمانے میں عرب خواتین جب کہیں جاتی ہیں تو سر سے پیر تک اپنے جسم پر کپڑا لپیٹ لیتی ہیں اور منہ پر نقاب ڈال لیتی۔ ان کے بدن کا کوئی حصہ بھی نظر نہیں آتا۔

اس لڑکی کے گرتے ہی گاڑی کے اندر سے آواز آئی "ہائے" ادھر لڑکی کے چہرے سے نقاب الٹ گیا۔ دیکھنے والوں کی نظروں میں بجلی سی کوند گئی۔ بالکل ایسا معلوم ہوا جیسے چودھویں رات کا چاند زمین پر اتر آیا ہو۔

احمد سعید قریب ہی کھڑے تھے ان کے دل میں انسانی ہمدردی نے کچھ ایسا جوش مارا کہ تمام تکلفات کو بالائے طاق رکھ کر جلدی سے گھوڑے کی باگ میں سے ہاتھ نکال کر جھپٹے اور پری رو دوشیزہ کو سہارا دے کر کھڑا کر دیا۔

معلوم ہوتا تھا اس مست شباب دوشیزہ کے چوٹ نہیں آئی تھی وہ ذرا سا سہارا پاتے ہی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ نقاب اس نے پہلے ہی درست کر لیا تھا۔ احمد سعید ہٹ کر پھر اپنی جگہ آ کھڑے ہوئے لیکن اس وقت وہ پسینہ تر ہو رہے تھے۔ ایسے جیسے انہوں نے کوئی بڑی ہی مشقت کا کام کیا ہو یا اچانک ان پر کسی مرض کا دورہ ہو گیا ہو۔ چہرہ تمتا گیا آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ منہ پر ہوائیں سی چھوٹنے لگیں۔ کاظم نے دیکھا۔ انہوں نے کہا "دوست شاید تمہاری طبیعت کچھ بگڑ گئی ہے"۔

احمد سعید کاظم سے آنکھیں چار نہ کر سکے۔ انہوں نے نظریں چراتے ہوئے جواب دیا "نہیں میں اچھا ہوں"۔

کاظم : نہیں نہیں تمہاری طبیعت خراب ہو گئی ہے چہرہ سرخ ہو رہا ہے۔ آنکھیں چڑھ رہی ہیں۔ پسینہ آ رہا ہے تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ میرے ساتھ آؤ باغیچہ میں آرام

Marfat.com

کرنا جب طبیعت سنبھل جائے تب اپنے گھر جانا۔

احمد سعید: مگر میں اچھا ہوں۔ میرا فکر نہ کرو۔

کاظم: نہیں نہیں، میرے ساتھ آؤ۔

کاظم نے اپنا اور احمد سعید کا دونوں گھوڑے اپنے خادم کے سپرد کیے اور احمد سعید کو ساتھ لے کر باغیچہ کی طرف چلے۔ مکان کی پشت پر باغیچہ تھا قد آدم سے اونچی اس کی چہار دیواری تھی۔ اس میں ایک خوشنما عمارت تھی۔ کاظم نے احمد سعید کو اس عمارت میں لیجا کر لٹا دیا۔

Marfat.com

تیسرا باب

شریر سہیلی

نجمہ جب کھڑی ہوگئی اور اس نے اپنا نقاب درست کر لیا تو ایک اور شوخ و شنگ لڑکی گاڑی سے اتر کر اس کے پاس آئی اور یہ، دونوں خرام ناز سے چل کر مکان میں داخل ہوئیں۔ یہاں پہنچ کر دونوں نے نقاب الٹ دیئے نجمہ کی سہیلی بھی کافی خوبصورت تھی۔ اس نے کہا "یہ کیا کیا تم نے نجمہ"۔ نجمہ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ جب یہ دونوں برآمدہ میں پہنچیں تو وہاں وہ سب عورتیں اور لڑکیاں موجود تھیں جو ان دونوں سے پہلے سواریوں سے اتر کر جمع ہو گئی تھیں۔ ان میں نجمہ کی والدہ فریدہ بھی تھی۔ انہوں نے نجمہ کو دیکھتے ہی کہا ارے یہ تجھے کیا ہو گیا نجمہ؟"

نجمہ نے کہا "کچھ نہیں ہوا امی جان"

نجمہ کی سہیلی نے مسکرا کر کہا "ہوا کچھ نہیں صرف گرنے کی مشق کی تھی۔

فریدہ کہاں سے گری۔

سہیلی: گاڑی پر سے پوری طرح لڑھک گئیں۔

فریدہ: کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔

سہیلی: کہیں مشق میں بھی چوٹ آیا کرتی ہے۔

نجمہ نے شریر سہیلی کو دیکھ کر کہا "تیرا کلیجہ"۔

فریدہ: لیکن گری کیسے۔

سہیلی نے شرارت بھری چتون سے نجمہ کو دیکھ کر کہا "ذرا دکھا دو پھر گر کر"۔

فریدہ نے ہنس کر کہا "بڑی شوخ ہے بھئی میں یہ پوچھتی ہوں گری کیوں"۔

Marfat.com

سہیلی : اس کا جواب تو یہی دیں گی لیکن میرا خیال ہے دل میں آیا ذرا اگر کر دیکھو گر پڑیں"

فریدہ : بھئی نجمہ تو بتا آخر ہوا کیا۔

نجمہ : امی جان جب میں اترنے لگی تو دفعتاً مجھے گرمی معلوم ہوئی میں نے پائیدان پر پیر رکھا۔ آنا یاد ہے۔ پھر کچھ خبر نہ رہی۔ ایک جھٹکا لگا دیکھا تو گری پڑی ہوں میں جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

فریدہ : وہاں آدمی بھی ہوں گے ؟

نجمہ : کچھ زیادہ نہیں تھے۔

فریدہ : بڑی غلطی ہوئی۔ گاڑی کے گرد قناتیں کھنچوا کر چڑھنا، اترنا چاہیئے۔

نجمہ : تیری طبیعت ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئی ہے۔ رئیسہ تو نجمہ کو باغیچہ میں لے جا۔ وہاں تازہ ہوا لگے گی تو طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔

نجمہ کی سہیلی کا نام رئیسہ تھا اس نے کہا "آؤ نجمہ"

فریدہ کی سب بڑی عزت اور لحاظ کرتے تھے۔ نجمہ اور رئیسہ دونوں چلیں، رئیسہ نے چلتے چلتے کہا اور مشق کرو گرنے کی"۔

نجمہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا "میں نے مشق کی تھی"۔

رئیسہ : پھر ایسی کیا چیز دیکھی جس کے دیکھنے میں ایسی منہمک ہوئیں کہ پائیدان کا خیال نہ رہا اور لڑھک گئیں۔

نجمہ : بہری تھی تو نے سنا نہیں کہ اچانک گرمی معلوم ہوئی اور گر پڑی۔

رئیسہ : گرمی معلوم ہو رہی تھی نہ اترتیں۔

نجمہ : ہاں یہ غلطی ہو گئی۔

رئیسہ : جب میں نے تمہیں گرتے اور چہرہ بے نقاب ہوتے دیکھا تو دھک سے رہ گئی بے ساختہ میری زبان سے "ہائے" نکلا۔ مگر تم سے زیادہ پھرتی اس نوجوان نے کی جس نے تمہیں جھپٹ کر اٹھایا۔

نجمہ : نوجوان نے اٹھایا.......کیا مجھے بھائی جان نے نہیں اٹھایا تھا۔

رئیسہ : جیسے کچھ معلوم ہی نہیں۔

نجمہ : واللہ مجھے معلوم نہیں میں تو بھائی جان ہی کو سمجھ رہی تھی۔

Marfat.com

رئیسہ: جب وہ جھپٹے ہے تب میں نے بھی یہی سمجھا تھا کہ تمہارے بھائی جان ہوں گے۔
مگر جب وہ کھڑا ہوا اور میں نے دیکھا تو بڑا تعجب ہوا۔ وہ تمہارے بھائی کاظم نہ تھے
بلکہ کوئی اور ہی تھا۔

نجمہ: اور کون تھا رئیسہ؟

رئیسہ: کیا تم نے اسے دیکھا بھی نہیں؟

نجمہ: بالکل بھی نہیں

رئیسہ: جانتی میں بھی نہیں اسے

دونوں باتیں کرتی باغیچہ میں پہنچ گئیں۔ باغیچہ نہایت دلکشا تھا۔ روشیں صاف تھیں کئی قطاریں سرو کے درختوں کی تھیں۔ کئی بارگیں سی لمبی بنی ہوئی تھیں اور ان پر انگور کی بیلیں پھیل رہی تھیں جن پر خوشے لگے ہوئے تھے۔ کئی تختے خوشبودار اور خوش رنگ پھولوں کے تھے، کئی لان سبز اور ملائم گھاس کے تھے۔ باغیچہ کے بیچ میں ایک مربع حوض تھا جو پانی سے لبریز تھا۔ اس کے درمیان میں ایک فوارہ لگا ہوا تھا۔ فوارہ میں سے پانی کی باریک دھاریں ابل رہی تھیں۔

یہ دونوں حوض کے سامنے پہنچیں۔ نجمہ کی طبیعت واقعی کچھ کسلمند سی تھی۔ وہ اس وقت آرام کرنا چاہتی تھی۔ حوض کے سامنے کچھ فاصلہ پر نہایت خوشنما عمارت تھی۔ اس نے اس کی طرف قدم بڑھایا۔ رئیسہ نے کہا کہاں چلیں۔ آؤ حوض پر بیٹھیں گے"۔

نجمہ کٹھ پتلی کی طرح اس کے ساتھ ہولی۔ دونوں حوض پر جا کر بیٹھ گئیں اور پانی کے اچھلنے کا تماشہ دیکھنے لگیں۔ دونوں کافی حسین اور پری چہرہ تھیں۔ بالکل پریاں معلوم ہو رہی تھیں۔

نجمہ نے کہا "مجھے رہ رہ کر خیال آ رہا ہے کہ کس نے مجھے اٹھایا اور بھائی جان نے یہ گوارہ کر لیا۔

رئیسہ: حیرت مجھے بھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ کوئی تمہارے بھائی جان کے دوست ہوں گے۔

نجمہ: کیا حماقت ہوئی ہے آج۔

رئیسہ: آخر تم مجھ سے پہلے کیوں اتریں۔

Marfat.com

نجمہ : غلطی ہوگئی۔

رئیسہ : اب افسوس کیا کر رہی ہو۔

نجمہ : تیرے نزدیک یہ افسوس کی بات ہی نہیں۔

رئیسہ : مگر اب ہو کیا سکتا ہے جو ہوگیا سو ہوگیا۔

نجمہ : ٹھیک کہتی ہے نہ معلوم کیوں میری طبیعت کچھ افسردہ ہو رہی ہے۔

رئیسہ : تمہاری افسردگی نے مجھے بھی افسردہ کر دیا ہے آؤ پھر واپس چلیں۔

نجمہ : ابھی نہیں۔

رئیسہ : اچھا آؤ بارہ دری میں بیٹھیں گے۔

نجمہ : بلکہ دارالمطالعہ میں چلو

رئیسہ : کیا ایسی حالت میں کتابوں سے مغز پچی کروگی؟

نجمہ : ہاں۔ شاید کسی کتاب کے دیکھنے ہی سے کچھ افسردگی دور ہو جائے۔

رئیسہ : تمہارے دماغ میں تو خبط ہے۔ افسردگی کتابوں کے دیکھنے سے دور ہوگی یا تفریح کرنے سے۔

نجمہ : کتابوں سے بڑھ کر تفریح کی کوئی چیز نہیں ہے۔

رئیسہ : تو چلی جاؤ تم اور کرو دماغ سوزی میں تو ذرا باغیچہ میں گھوم پھر کر تفریح کرونگی

نجمہ : بڑی تفریح کرنے والی آئی چل میرے ساتھ"۔

رئیسہ نے مسکرا کر کہا "واہ وا تم تو حکم چلانے لگیں"۔

نجمہ : حکم نہیں، میری شریر سہیلی۔ آؤ کتابیں پڑھیں گے"۔

رئیسہ : تمہاری تو مت ماری گئی ہے۔ سفر کر کے آئی ہو۔ چہرہ پر غبار چھایا ہوا ہے۔ دل و دماغ افسردہ ہیں۔ اس وقت چھوٹے سے کمرہ میں محصور ہو کر کتابوں سے مغز مارنا ٹھیک ہے یا تفریح کرنا اچھا ہے۔

نجمہ : ذرا چل تو۔ دیکھ طبیعت درست ہوتی ہے یا نہیں۔

رئیسہ : تم مانوگی تھوڑا ہی۔ چلو

دونوں وہاں سے چلیں اور عمارت کے سامنے چبوترہ تھا اس پر چڑھیں۔ اس عمارت کا منظر بھی اچھا تھا۔ وہ چبوترہ کو طے کر کے برآمدہ میں آئیں رئیسہ نے کہا "دارالمطالعہ میں چل

Marfat.com

کر کیا کروگی۔ آؤ بڑے کمرے میں چل کر صوفوں پر لیٹ جائیں"

نجمہ : تیرا دل اس وقت کتابیں پڑھنے کو نہیں چاہتا۔ چل بڑے کمرے ہی میں چل۔

دونوں خرام ناز سے چلیں اور بڑے کمرہ میں داخل ہوئیں۔ یہ کمرہ کافی بڑا تھا۔ اس میں کئی صوفے پڑے تھے۔ کئی کرسیاں لگی تھیں۔ ایک صوفہ پر احمد سعید لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان دونوں پری رخساروں کے ہلکے قدموں کی چاپ سن کر غیر ارادی طور پر کچھ سوچ کر ان کی طرف دیکھا۔ نجمہ اور رئیسہ کی نظریں بھی ساتھ ہی ان پر پڑیں۔ نجمہ جھجھک کر وہاں سے بھاگی۔ رئیسہ بھی بھاگ آئی۔ دونوں نے چبوترہ سے بھی نیچے جاکر دم لیا۔ نجمہ نے کہا "کم بخت بڑے کمرے میں لے گئی۔ دیکھا وہاں جانے کا مزا"

رئیسہ : مجھے کیا خبر تھی کہ وہاں کوئی پڑا ہے۔

نجمہ : اب مکان میں چل۔

دونوں مکان کی طرف روانہ ہوئیں۔

Marfat.com

چوتھا باب

خوفناک خواب

نجمہ نے عشا کی نماز پڑھی۔ رئیسہ بھی نماز سے فارغ ہو کر اس کے پاس آئی۔ اس نے کہا "کہو بھوک لگی یا نہیں"۔

نجمہ : میں نے کہہ دیا رئیسہ تو کھانا کھا لے میں نہ کھاؤں گی۔

رئیسہ : تم نہ کھاؤ گی تو میں بھی نہ کھاؤں گی۔ آخر تم کھاتی کیوں نہیں ہو۔

نجمہ : کیا کہوں طبیعت آج کیسی ہو گئی ہے کچھ کھانے کو جی ہی نہیں چاہتا۔

رئیسہ : زیادہ حسین ہونا بھی اچھا نہیں۔ میرا خیال ہے تمہیں کسی کی نظر لگ گئی ہے۔

نجمہ : بیساختہ ہنس پڑی۔ اس کے موتیوں جیسے سفید آبدار دانت عنابی لب کھلنے سے بجلیاں گرانے لگے۔ اس نے کہا "مجھے نظر لگ گئی یعنی اتنی بڑی کو"۔

رئیسہ : نظر صرف بچوں کو ہی نہیں لگتی ہے بلکہ بوڑھوں تک کو بھی لگ جاتی ہے اور تمہاری تو ماشاء اللہ نظر ہی عمر لگنے کی ہے۔ اس وقت فریدہ آگئیں۔ انہوں نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے رئیسہ کہ نجمہ کو نظر لگ گئی ہے۔

نجمہ : مگر امی جان! کیا اتنے بڑوں کو بھی نظر لگ جاتی ہے۔

فریدہ : کیوں نہیں لگ جاتی تو نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا نجمہ

نجمہ : ابھی تک کھل کر بھوک نہیں لگی ہے۔

فریدہ : اسی لیے تو کہہ رہی ہوں کہ طبیب کو بلا کر دکھا دوں۔

نجمہ : مگر میں بیمار کب ہوں۔

فریدہ : بیمار نہیں ہے تو بھوک کیوں نہیں لگی۔

نجمہ : شائد سفر کا کسل ہو۔

Marfat.com

فریدہ: طبیب جو بات ہوگی نبض دیکھتے ہی بتادیں گے۔

نجمہ: وہ تو نبض دیکھ کر نسخہ لکھنا جانتے ہیں۔ چاہے کوئی بیمار ہو یا نہ ہو۔

فریدہ نے ہنس کر کہا "پگلی۔ تو سمجھتی ہے کہ طبیب کو جو کوئی نبض دکھاتا ہے خواہ وہ اچھا ہو یا بیمار اسے نسخہ ضرور لکھ دیتے ہیں۔

نجمہ: جی نہ صرف نسخہ لکھ دیتے ہیں بلکہ اصرار کر کے پلاتے بھی ہیں۔

فریدہ: اور تو دوا سے چڑتی ہے۔

نجمہ: چڑتی تو نہیں۔ البتہ دوا تو دوا ہی ہے۔ اچھی نہیں لگتی۔

فریدہ: بڑی بڑی شاہزادیاں بھی یہی دوا پیتی ہیں۔

نجمہ: امی جان! دوا پینا میرے بس کی بات نہیں ہے۔

فریدہ: اچھا تو کھانا کھالے

نجمہ: کھالوں گی۔

فوراً فریدہ نے کنیزوں کو آواز دی۔ وہ دوڑی ہوئیں آئیں۔ انہیں کھانا لانے کو کہا۔ انہوں نے لاکر کھانا چن دیا۔ رئیسہ اور نجمہ نے کھانا کھایا۔ فریدہ چلی گئیں۔ یہ دونوں کھا کر صحن میں چہل قدمی کرنے لگیں۔

چاندنی رات تھی۔ تمام صحن میں چاندنی بکھری پڑی تھی۔ یہ دونوں مہ پارہ چاندنی میں نہارہی تھیں۔ کچھ دیر چہل قدمی کر کے دونوں ایک مختصر کمرہ میں جا داخل ہوئیں۔ یہ کمرہ نجمہ کی خواب گاہ تھی۔ رئیسہ کی مسہری بھی آج اسی کمرے میں بچھادی گئی تھی۔ دونوں پر بستر لگے ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک پر رئیسہ اور دوسری پر نجمہ پڑ گئیں۔ کمرہ میں شمع جل رہی تھی۔ دونوں کے چہرے روشنی میں جگمگا رہے تھے کچھ دیر باتیں کر کے دونوں سوگئیں۔ ایک کنیز نے دبے قدموں آکر شمع پر ابرق کا سرپوش ڈال دیا۔ اس سے روشنی بہت کم ہوگئی لیکن پھر بھی معمولی چراغ کی سی باقی رہی۔ دونوں نوجوان تھیں مست شباب تھیں کچھ عجیب شان سے پڑی سو رہی تھیں۔

رات گذرتی رہی۔ سکوت چھاتا رہا۔ یہاں تک کہ پچھلی رات کا وقت آگیا۔ تہجد گذار لوگ اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد مرغوں نے بانگ دینی شروع کی۔ دفعتہً نجمہ نے چیخ ماری۔ رئیسہ اچھل کر اٹھتی چلی آئی۔ نجمہ کچھ بڑبڑانے لگی۔ رئیسہ

Marfat.com

نے اپنی مخمور آنکھیں جن میں نیند گھل مل رہی تھی مل کر نجمہ کو آواز دی۔ نجمہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرہ سے خوف و ہراس ٹپک رہا تھا۔

رئیسہ نے کہا "نجمہ کیا ہوا؟"

نجمہ نے غور سے اسے دیکھ کر کہا "رئیسہ تو ہے"۔

رئیسہ: ہاں میں ہوں

اس وقت فریدہ بھی وہاں آگئیں۔ انہوں نے دریافت کیا "یہ چیخ کس نے ماری تھی!

رئیسہ نے جواب دیا "نجمہ نے۔

فریدہ: شاید یہ ڈر گئی۔

رئیسہ: جی ہاں۔ دیکھئے ان کی صورت سے اب تک خوف ٹپک رہا ہے۔

فریدہ نے ابرقی سرپوش شمع کے اوپر سے اٹھا دیا۔ تمام کمرہ روشنی سے بھر گیا۔ انھوں نے نجمہ کے پاس بیٹھ کر کہا کیا بات ہوئی بیٹی"

نجمہ: میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے۔

فریدہ: رات تو نے دیر سے کھانا کھایا۔ کچھ طبیعت کسلمند تھی۔ پیٹ کی گرانی میں خوفناک خواب ہی نظر آیا کرتے ہیں۔ ڈرو مت

نجمہ: میں ڈر نہیں رہی ہوں امی جان

رئیسہ: کیوں ڈرتی ہو۔ میں بیٹھی ہوں۔ امی جان آگئی ہیں۔

نجمہ: میرا خواب ہی عجیب وغریب ہے۔

فریدہ: کیا دیکھا تو نے

نجمہ: ابھی میرا دل ہولیں کھا رہا ہے۔

فریدہ: تو ڈر گئی۔ سورۂ فاتحہ پڑھ لے۔

نجمہ نے آہستہ آہستہ سورۂ فاتحہ پڑھی۔ اس وقت صبح کی اذان ہوئی۔ جب تک اذان ہوتی رہی وہ اذان کے فقرے دہراتی رہیں۔ جب اذان ختم ہو گئی تو انہوں نے دعا پڑھی۔

فریدہ نے کہا "آؤ پہلے نماز پڑھ لیں"۔

تینوں اٹھ کر باہر آئیں۔ کنیزیں بھی بیدار ہو گئی تھیں۔ انہوں نے وضو کر کے نماز

98252

Marfat.com

پڑھی۔ نماز پڑھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگیں۔ جب تلاوت سے فارغ ہوئیں تو کاظم بھی آ گئے۔ انہوں نے کہا ”میں نے سنا ہے رات نجمہ ڈر گئی“۔

فریدہ : رات کہاں۔ صبح ہونے۔ کہتی ہے اس نے کوئی خوفناک خواب دیکھا ہے۔

کاظم : خواب میں ڈر گئی۔ واہ۔ وا

نجمہ : بھائی جان خواب ہی بڑا خوفناک تھا۔

کاظم : کیا خواب دیکھا ہے تو نے۔

نجمہ : ابھی عرض کرتی ہوں۔

رئیسہ کاظم کی طرف سے پیٹھ موڑ کر بیٹھ گئی تھی اور اس نے اپنے چہرہ پہ سیاہ نقاب ڈال لیا تھا۔

کاظم نے کہا ”ہاں تیار ہو لو۔ بڑی مہم سر کرنی ہے نا“۔

نجمہ : امی جان خدا جانے یہ مرد اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں۔

کاظم : مرد ہی سمجھتے ہیں۔

نجمہ : بڑے مرد ہوئے۔

کاظم : نہیں مردمی تو اب عورتوں میں آ گئی ہے۔

نجمہ : جو مردانہ کام کرے وہی مرد ہے۔

کاظم : اچھا بھئی تم ہی مرد سہی۔ مگر تم اپنا خواب تو سناؤ۔

نجمہ : تم سنتے کہاں ہو۔

کاظم : بولو تو کیسے سنوں۔

نجمہ : چپ بیٹھے سنتے رہو۔

کاظم : بہت اچھا۔

نجمہ نے بیان کرنا شروع کیا ”میں نے دیکھا کہ ہم اس قصبہ کے بہت سے آدمی ایک جگہ جمع ہیں۔ سب ڈر رہے ہیں۔ میں نے امی جان سے پوچھا ”آج کیا بات ہے۔ لوگ کیوں ڈر رہے ہیں۔“ امی جان نے جواب دیا“ یہ لوگ کہہ رہے ہیں کوئی بلا آنے والی ہے“۔ میں ہنس پڑی۔ مگر میں نے جتنی شناسا عورتوں اور لڑکیوں کے چہرے دیکھے سب پریشان اور مضمحل تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں شور ہوا ہم سب گھبرا کر دیکھنے لگے۔ ہم سے بہت دور

Marfat.com

بڑے فاصلہ پر دیکھا کچھ سائے سے بھاگے آ رہے تھے۔ ان کی شکلیں کچھ خوفناک سی معلوم ہو رہی تھیں۔ سب انہیں دیکھ کر ڈر گئے۔ بھائی جان تم بھی ڈر گئے۔ دفعتہً منظر بدل گیا۔ وہ خوفناک شکلیں جو بھاگی آ رہی تھیں غائب ہو گئیں اور ایک دریا لہریں لیتا ہوا ہماری طرف بڑھنے لگا۔ جب وہ قریب آیا تو میں نے دیکھا خون کا دریا تھا میں کانپ گئی۔ میری کئی ساتھی عورتیں اور لڑکیاں اس دریا میں از خود کود گئیں اور ڈوب گئیں۔ مجھے بڑا غم اور فکر ہوا۔ اس وقت شور ہوا میں نے پلٹ کر دیکھا تو ہمارے پیچھے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ وہ شعلے بڑی تیزی سے بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ ایک طرف خون کا دریا تھا۔ دوسری طرف آگ میں گھر گئی۔ بیساختہ میری چیخ نکل گئی۔ فوراً ہی آنکھ کھل گئی۔ دیکھتی ہوں تو زبیدہ مجھے آوازیں دے رہی ہے"۔

فریدہ نے کہا "بڑا خوفناک خواب دیکھا ہے تو نے"

کاظم: "اور تعجب خیز بھی معلوم ایسا ہوتا ہے کہ رات تجھے حرارت ہو گئی۔ اکثر بخار میں ایسے ہی ڈراونے خواب نظر آتے ہیں۔ فکر نہ کر"۔

کاظم چلے گئے۔ کنیزوں نے ناشتہ لا کر چنا۔ یہ ناشتہ کرنے لگیں۔

Marfat.com

پانچواں باب

کیا کوئی مصیبت نازل ہونیوالی ہے

کاظم اس روز بڑے متفکر اور پریشان رہے۔ وہ ان باتوں کی کڑیاں ملا رہے تھے جو کل سے اب تک انہیں معلوم ہوئیں تھیں۔ سجمنڈ کا مسلمانوں سے بلاوجہ ناراض ہونا۔ اس کے دل میں غلامی کا احساس ہو جانا۔ مریسا کا یہ کہنا کہ "اب بھی تم وقت پر آگئے ہو تم سے بہت سی خاص باتیں کہنی ہیں"۔ وہ کیا خاص باتیں ہیں۔ درویش کا یہ کہنا کہ "دعا مانگو کہ وہ مریخ کی تیزی اور زحل کی نحوست اس قصبہ سے دور کر دے۔ سب کے بعد نجمہ کا خوفناک خواب۔ وہ اس خیال سے پریشان رہے کہ قصبہ بباک پر کوئی آفت نازل ہونے والی ہے انہوں نے اس کا تذکرہ کسی اور سے نہیں کیا۔ لیکن ان کا دل بہت مضطرب ہو گیا۔ انہیں یہ خوف ہوا کہ کہیں عیسائی کوئی سازش تو نہیں کر رہے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ دولِ یورپ سلطنت عثمانیہ کے خلاف برابر سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ اکثر بغاوتیں کرا دیتے ہیں اور جب عیسائی بگڑتے ہیں تو وحشی درندوں سے بدتر ہو جاتے ہیں۔

وہ دوپہر کے وقت نجمہ کے کمرہ میں گئے۔ اس وقت وہ تنہا تھی۔ انہیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی "آیئے" بھائی جان۔

کاظم بیٹھ گئے۔ انہوں نے کہا "نجمہ تو رات کے وقت کے خواب سے اب تک خوفزدہ معلوم ہوتی ہے"۔

نجمہ: خوف زدہ تو نہیں ہوں بھائی جان لیکن جب خواب کا خیال آجاتا ہے تو دل دھڑکنے لگتا ہے۔

کاظم: کیوں؟

نجمہ: خواب ہی ایسا تھا۔

Marfat.com

کاظم : جو سائے تو نے دیکھے وہ کیسے تھے ۔

نجمہ : بڑے خوفناک

کاظم : خوفناک تو ہوں گے۔ وہ کس مذہب کے لوگ معلوم ہوتے تھے ؟

نجمہ : مجھے ان کی صورتیں اچھی طرح نظر نہیں آئیں۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتی وہ کس مذہب کے لوگ تھے تمہارا کیا خیال ہے ۔

کاظم : اگر میں خواب دیکھتا تو اپنا خیال ظاہر کر دیتا ۔

نجمہ : میرا خیال ہے کہ ہم مسلمانوں کے اوپر کوئی ..... مصیبت نازل ہونیوالی ہے ۔

کاظم : یہی میرا خیال ہے۔ مرسیا کو تو جانتی ہے۔

نجمہ : جانتی ہوں۔ وہ اکثر ہمارے گھر آتی رہتی تھی۔ اب کہاں ہے ۔

کاظم : اس قصبہ میں اپنے گھر پر ہے ۔

نجمہ : اس کا ذکر کیوں کیا تم نے ۔

کاظم : کل جب میں اور بھائی احمد سعید آرہے تھے تو .....

نجمہ : معاف کرنا دخل درمعقولات ہوتا ہے۔ احمد سعید کون ہیں ۔

کاظم : میرے دوست ہیں اس سفر میں میرے ساتھ۔ جب تو گاڑی سے اترتے ہوئے گر پڑی تھی اس وقت اسی نے تجھے اٹھایا تھا اس وقت دفعتاً ان کی طبیعت بھی خراب ہو گئی تھی۔ میں انہیں باغیچہ میں پہنچا آیا تھا ۔

نجمہ کی زبان سے بے ساختہ نکلا "اچھا وہ احمد سعید تھے"۔

کاظم نے حیرت سے نجمہ کو دیکھ کر کہا کیا تو نے احمد سعید کا نام سنا تھا ؟

نجمہ : جی نہیں ۔

کاظم : پھر تو نے یہ کیسے کہا کہ اچھا وہ احمد سعید تھے ۔

نجمہ : بات یہ ہوئی بھائی جان کہ جب میں اندر گئی اور امی جان نے مجھے دیکھا تو وہ کچھ پریشان ہو گئیں۔ انہوں نے ضد کر کے مجھے باغیچہ میں بھیجا۔ میری سہیلی رئیسہ بھی ساتھ گئی ۔ جب ہم دونوں بڑے کمرہ میں گئیں تو وہاں ایک مرد کو دیکھ کر بھاگ آئیں۔ وہ شاید احمد سعید ہی تھے ۔

کاظم : ہاں وہی تھے ۔

Marfat.com

نجمہ : اچھا تو کل جب تم اور وہ آرہے تھے تو کیا ہوا؟

کاظم : اول مرسیا کا بھائی سجمنڈ ملا۔ اگرچہ اس سے میرے تعلقات اچھے ہیں لیکن وہ بڑی بے اعتنائی سے پیش آیا۔

نجمہ : عیسائیوں کا اخلاق ہی ایسا ہے۔

کاظم : یہ بات نہیں ہے۔ وہ کسی کا بہکایا ہوا تھا۔

نجمہ : ممکن ہے۔ کیا اس نے کچھ کہا بھی تھا۔

کاظم : ہاں۔ اس گفتگو سے پتہ چلتا تھا کہ وہ مسلمانوں اور حکومت عثمانیہ سے سخت ناخوش ہے۔

نجمہ : کہیں کوئی سازش تو نہیں کر رہے یہ عیسائی۔

کاظم : میرا خیال یہی ہے۔

نجمہ : لیکن اس میں مرسیا کا کیا ذکر آیا۔

کاظم : سجمنڈ تو مجھے راستہ میں ملا اور جب ہم دونوں اس کے باغ کے دروازہ پر پہنچے تو مرسیا ملی۔ اور اس نے کہا "تم اب بھی وقت پر آگئے۔ مجھے تم سے بہت سی خاص باتیں کرنی ہیں کل آنا۔

نجمہ : عجب بات ہے یہ۔ تو تم آج اس کے پاس گئے۔

کاظم : ابھی کہاں گیا ہوں۔

نجمہ : جانا تو چاہیئے تھا۔

کاظم : اس نے شام کے وقت آنے کو کہا تھا۔

نجمہ : بھائی جان! اس وقت میری آنکھیں سی کھل گئی ہیں یا دماغ روشن ہو گیا ہے۔ میرا خواب حرارت کی بنا پر نہیں تھا۔

کاظم : اور

نجمہ : ہم پر کوئی مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ قدرت نے اس سے [illegible]ہ کر دیا ہے۔

کاظم : میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔

نجمہ : شاید مرسیا سے مل کر کچھ اور باتیں معلوم ہو سکیں۔

Marfat.com

کاظم : مجھے بھی یہی یقین ہے ۔

نجمہ : اگر یہ یقین ہو جائے کہ عیسائی فساد کرنا چاہتے ہیں تو یہاں سے نکل جانا چاہیئے ۔

کاظم : کہاں نکل چلنا چاہیئے ۔

نجمہ : ایڈریانوپل یا قسطنطنیہ کی طرف

کاظم : لیکن کیا یہاں کے تمام مسلمان ترک وطن کر سکتے ہیں ۔

نجمہ : کیوں نہیں کر سکتے ۔

کاظم : یہ تمہارا خیال ہے بعض لوگ سواریاں دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے نہ جا سکیں گے بعض اپنے کاموں کو نہ سمیٹ سکیں گے بعض کو کچھ اور رکاوٹیں حائل ہو جائیں گی"۔

نجمہ : ایک مرتبہ جب میں چھوٹی تھی ایک مولوی صاحب آئے تھے شاید تمہیں بھی یاد ہو۔ ان کا وعظ ہمارے مکان کے سامنے ہوا تھا۔ انہوں نے بڑا اچھا وعظ کہا تھا اثنائے وعظ میں یہ بھی فرمایا تھا کہ جب کسی مقام پر مسلمانوں پر کوئی غیر قوم کے لوگ سختیاں کریں اور ان کے مذہب میں بھی مداخلت ہونے لگے اور وہاں کے مسلمانوں میں قوت مدافعت نہ ہو تو مسلمان ہجرت کر جائیں۔

کاظم : کتنی تمہید کے بعد تم نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے ۔ حالانکہ قریب قریب ہر مسلمان اس مسئلہ کو جانتا ہے ۔

نجمہ : پھر کیا مشکل ہے مسلمانوں کو ہجرت پر آمادہ کر کے ترک وطن کر لیا جائے ۔

کاظم : تم یہ سمجھتی ہو کہ سب فارغ البال ہیں۔ تمہاری طرح جب اور جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔ یہ بات نہیں ہے ۔ فارغ البالی ہونے پر بھی بعض مجبوریاں ایسی ہوتی ہیں کہ ترک سکونت آسان نہیں ہوتا ۔

نجمہ : مگر تم اعلان تو کر دو۔ جو لوگ تیار نہ ہو سکیں گے وہ تمہیں الزام تو نہ دیں گے ۔

کاظم : ایک بات مجھے اور یاد آئی ۔

نجمہ : کیا ؟

کاظم : کل ایک درویش بھی راستہ میں ملے تھے انہوں نے فرمایا تھا کہ مسلمان وہ ہے جو مسلمان کی مدد کرے۔ اس کے لیے جان دے دے۔ خود غرض انسان، انسان نہیں ہوتا ۔

نجمہ : یہ تو ٹھیک ہے میں نے جو کتابیں پڑھی ہیں ان میں بھی خود غرض کو بُرا بتایا گیا ہے ۔

Marfat.com

اگر مسلمانوں میں اخوت اور ہمدردی نہیں تو ایمان کامل نہیں ۔

کاظم : پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ قصبہ کے تمام مسلمانوں کو چھوڑ کر ہم چلے جائیں ۔

نجمہ : یہ میں نے کب کہا ۔ میرا مطلب تو یہ ہے کہ سب کو اطلاع دے دو ۔ تاکہ وہ بھی تیاری کرلیں ۔

کاظم : درویش نے ایک بات اور کہی تھی ۔

نجمہ : وہ کیا ؟

کاظم : کہنے لگے ۔ دعا کرو کہ مریخ کی تیزی اور زحل کی نحوست قصبہ سے خدا دور کر دے ۔

نجمہ : تب کوئی شک نہیں کہ قصبہ پر کوئی بلا ضرور نازل ہونیوالی ہے ۔

کاظم : جب میں نے ان سب کڑیوں کو ملایا تو میں بھی اس نتیجہ پر پہنچا ہوں ۔ خدا ہم پر اپنا رحم کرے ۔

نجمہ : آمین ۔ اچھا تو آج تم جاکر مریسا سے مل آؤ ۔ اس سے جو باتیں معلوم ہوں مجھے بھی بتانا

کاظم : انشاءاللہ عصر کی نماز پڑھ کر جاؤں گا ۔ دیکھو نجمہ تم تو بہت اداس معلوم ہو رہی ہو اس سے صحت پر بڑا اثر پڑتا ہے ۔ خوش رہو !

یہ کہہ کر کاظم اٹھے ۔ نجمہ بھی اٹھی اور ان کے ساتھ کمرہ کے دروازے تک آئی جب کاظم چلنے لگے تو اس نے انہیں سلام کیا ۔ انہوں نے دعا دی ۔

Marfat.com

چھٹا باب

ناتمام گفتگو

کاظم عصر کی نماز پڑھتے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر مرسیا سے ملنے کے لیے چلے۔ جب وہ قصبہ سے باہر نکلے تو وہی درویش انہیں ملے جو گذشتہ روز انہیں ملے تھے۔ کاظم نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر بڑے غور سے انہیں دیکھا اور کسی قدر مسکرا کر کہا مرسیا سے ملنے چلے ہو؟

کاظم کو اس بات سے بڑی حیرت ہوئی کہ انہوں نے کیسے اس بات کو معلوم کر لیا کہ وہ مرسیا سے ملنے جا رہے ہیں۔ انہوں نے سوائے نجمہ کے کسی سے بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا۔ وہ حیران ہو کر درویش کی صورت دیکھنے لگے۔

درویش نے کہا "تم حیران ہو رہے ہو؟ اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟"

کاظم: کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ جس بات کی کسی کو خبر نہیں ہے۔ اس کا آپ کو علم ہو گیا ہے۔

درویش: مگر تم نے اس بات کا اقرار تو نہیں کیا۔

کاظم: میری حیرت ہی اقرار کی دلیل ہے۔

درویش: بعض باتیں ایسی ہو جاتی ہیں کہ سادہ لوح لوگ اسے خرق عادات پر محمول کرنے لگتے ہیں لیکن جب انہیں اس بات کا علم ہو جاتا ہے تو سمجھ جاتے ہیں کہ معمولی بات تھی۔ تم اس لیے جا رہے ہو کہ وہ تمہیں اپنا ہمراز بنائے گی؟

کاظم: نہیں بلکہ میں اس لیے جا رہا ہوں کہ اس نے مجھے بلایا تھا۔ البتہ کوشش یہ کروں گا کہ وہ مجھے ہمراز بنا لے۔

Marfat.com

درویش: مشکل ہے نا سمجھ نوجوان عورت سے راز اگلوانا بڑا دشوار ہے۔

کاظم: مگر میں نے تو یہ سنا ہے کہ عورت پیٹ کی ہلکی ہوتی ہے۔

درویش: مشہور یہی ہے لیکن جب تجربہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت۔ کا سمجھنا ہی مشکل ہے۔ یہ بھولی بھالی صورت والیاں بڑی ہی سنگدل اور متحمل مزاج ہوتی ہیں۔

کاظم: لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کچھ معلومات ہیں۔

درویش: ہاں ہیں مگر اتنے کم کہ نہ ہونے کے برابر کہے جاسکتے ہیں۔

کاظم: کیا میں بھی معلوم کر سکتا ہوں۔

درویش: نامکمل حالات کے جاننے سے کوئی فائدہ نہیں۔ صرف یہ بات ذہن میں رکھو کہ مسلمان مبتلائے امتحان ہونے والے ہیں۔

کاظم: کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ فتنہ کا دروازہ کس طرف سے کھلنے والا ہے۔

درویش: عیسائیوں کی طرف سے۔ اگر ہو سکے تو تم مریا سے معلوم کرنا۔

یہ کہہ کر درویش چلے گئے۔ کاظم کو ان کے روکنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ انہوں نے بھی اپنا گھوڑا بڑھایا اور مریا کے باغ میں جا پہنچے۔ باغ کا دربان انہیں جانتا تھا۔ اس نے انہیں سلام کیا اور جب وہ گھوڑے سے اترے تو وہ اس کی باگ پکڑ کر اصطبل کی طرف لے گیا۔

کاظم کچھ دور چل کر اس روش پر چلے جس کے دونوں طرف سرو کی قطاریں تھیں۔ یہ باغیچہ خاصا دلکش تھا۔ پھولوں کے پودے تختوں میں لہلہا رہے تھے۔ خوشبو مہک رہی تھی۔ مغرب کی طرف جھک جانے والے آفتاب کی سنہری کرنیں پھولوں میں جذب ہو رہی تھیں۔ نہایت سہانا سماں تھا۔

کاظم تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ سامنے کی طرف سے مریا آتی ہوئی نظر پڑی۔ وہ دلبرانہ حشر سامانیوں کے ساتھ فضا کو منور کرتی خراماں خراماں بڑھی چلی آرہی تھی۔ آج اس نے لباس بھی نہایت عمدہ اور ایسا چست پہن رکھا جس میں سے اس کے سڈول جسم کا عضو عضو پھوٹ رہا تھا۔

اس نے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا "خوش آمدید!"

کاظم نے کہا "میں نے اپنا وعدہ پورا کیا"۔

Marfat.com

مرسیا : بہت بہت شکریہ۔ آیئے اس طرف چلیں"۔

مرسیا نے اس روش پر چلنے کا اشارہ کیا جو گھوم کھا کر باغ کی پشت پر جا نکلتی تھی۔

کاظم کو حیرت ہوئی۔ انہوں نے کہا

"کیوں کوٹھی کی طرف کیوں نہیں چلتیں"؟

مرسیا : آج کچھ مہمان آئے ہوئے ہیں میں ان سے بچ کر اس طرف آئی ہوں۔

کاظم : مہمان کہاں سے آگئے۔

مرسیا : آسٹریا سے......

یہ کہتے ہی اس نے اپنے نازک لبوں کو دانتوں سے کاٹا، جس سے معلوم ہوا کہ وہ اس بات کو بتانا نہیں چاہتی تھی۔ مگر بیساختہ نکل گئی۔ اور اسی بیساختگی پر اُسے افسوس ہوا ہے۔

کاظم نے دیکھ لیا۔ انہوں نے کہا"۔

کیا بات ہے جو تمہیں اس بات کے اظہار پر افسوس ہو رہا ہے"؟ مرسیا شرمندہ ہوگئی اس کی نشیلی آنکھیں جھک گئیں۔ اس نے کہا۔

"نہیں افسوس تو نہیں ہو رہا"!

کاظم : تب شاید میں نے غلط سمجھا

مرسیا : آؤ اس طرف تنہائی میں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔

کاظم : چلو۔

دونوں چل پڑے۔ چلتے چلتے کاظم نے کہا میں اس بات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم مجھ پر بڑی مہربانی کرتی ہو۔

مرسیا اس ایک ہی فقرہ سے پگھل گئی۔ اس نے دل ربا نگاہوں سے انہیں دیکھ کر کہا "تم میری مہربانی کے معترف ہو"؟

کاظم : بہت زیادہ

مرسیا : مگر میں کچھ اور سمجھی تھی۔

کاظم : تم کیا سمجھی تھیں؟

مرسیا : بس اس بات کو نہ کھلواؤ۔

کاظم : میں ہرگز نہ کھلواتا اگر یہ بات میرے متعلق نہ ہوتی۔

Marfat.com

مرسیا : تو سنو میں یہ سمجھتی تھی کہ تم بہت ہی بے مروت۔ انسان ہو۔

کاظم : یہ خیال تمہیں کس طرح ہوا؟

مرسیا : تمہاری بے اعتنائی دیکھ کر

کاظم : میں نے کیا بے اعتنائی کی؟

مرسیا : کیا تم نے مجھ سے کبھی سیدھے منہ بات کی ہے۔

کاظم : میں نے کوشش کی لیکن بے تکلفانہ گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

مرسیا : تب میں غلط فہمی میں مبتلا رہی۔

کاظم : آخر تم نے آج سے پہلے کبھی اس طرح گفتگو کی ہے جس طرح اب کر رہی ہو

مرسیا : حقیقت یہ ہے کہ مجھے بھی بے تکلفانہ گفتگو کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

کاظم : خوب میرا ہی نیزہ مجھ پر لوٹا دیا۔

مرسیا : لیکن خداوند کی قسم میں سچ کہہ رہی ہوں۔

کاظم : مجھے یقین آگیا۔ جانتی ہو مجھے کھل کر باتیں کرنے کی جرأت کیسے ہوئی۔

مرسیا : مجھے کیا معلوم

کاظم : کل جب تم نے کہا کہ خاص باتیں کرنی ہیں تو میرا حوصلہ بڑھ گیا۔

مرسیا : میں شائد ایسی باتیں کبھی نہ کہتی اگر واقعی مجھے تم سے خاص باتیں کہنی نہ ہوتیں۔

کاظم : میں انہیں باتوں کو سننے کے لیے آیا ہوں۔

مرسیا : لیکن وہ باتیں بیان کرنے سے پہلے تمہیں عہد کرنا ہوگا۔

کاظم : عہد...... کس بات کا؟

مرسیا : اگر تم میری باتیں نہ مانو تو ان باتوں کو جو میں تم سے کہوں گی کسی سے نہ کہو گے۔

کاظم : کیا تمہیں یہ یقین ہے کہ میں تمہاری باتیں اوروں سے کہتا پھروں گا۔

مرسیا : مجھے یقین ہے تم ایسا نہ کرو گے مگر پھر بھی موقع کی نزاکت اور باتوں کی اہمیت کے لحاظ سے تمہیں عہد کرنا ہوگا۔

ابھی کاظم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ بھاری قدموں کی چاپ ہوئی۔

Marfat.com

دونوں نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔ایک جوان آدمی آرہا تھا۔جس کے تیور کہہ رہے تھے کہ وہ بے رحم ہے۔اس نے قریب آتے ہی کہا"مرسیا! تم ایک ترک سے باتیں کر رہی ہو"۔

مرسیا کا چہرہ فق پڑ گیا۔وہ اسے دیکھنے لگی۔

Marfat.com

ساتواں باب

عجیب راز

مرسیا ایک لمحہ تو پریشان اور خوفزدہ رہی لیکن پھر سنبھل گئی۔ اس عرصہ میں آنے والے نوجوان عیسائی نے کاظم سے مخاطب ہو کر کہا "تم یہاں کیسے آئے ؟"

قبل اس کے کہ کاظم کچھ جواب دے مرسیا نے کہا "میں نے بلایا تھا"۔

عیسائی نے تیز و تند ہو کر گرجتے ہوئے کہا "تم نے بلایا تھا ایک ترک کو"۔

مرسیا نے تن تنہا کہا "ہاں میں نے بلایا تھا"۔

عیسائی : یہ ڈھٹائی ۔

مرسیا : تم نے میرے مہمان کی توہین کر کے میری دل آزاری کی ہے ۔

عیسائی: اب تم میری توہین کر رہی ہو مرسیا ۔

مرسیا : تمہیں مجھ سے معافی مانگنی چاہیئے ۔

عیسائی : آہا "میں معافی مانگو۔ ایک نادان چھوکری سے ایک قومی غدارہ سے ۔

مرسیا بگڑ گئی اس نے کہا "خبردار ! تم نے تہذیب کا دامن چھوڑ دیا ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں ایک کمزور لڑکی ہوں ۔

عیسائی : جانتی ہو میرا نام جان ہے ۔

مرسیا : جانتی ہوں۔ اگر تم میرے بھائی کے دوست نہ ہوتے تو نہ معلوم اب تک کیا ہو جاتا ؟

اس نوجوان عیسائی کا نام جان تھا اس نے کہا "کیا ہو جاتا ؟"

مرسیا : تمہیں آسٹریا واپس جانا پڑتا ۔

جان : اوہ تم بھول گئیں اس بات کو کہ تم اور تمہارا بھائی میرے رحم و کرم پر ہو ۔

Marfat.com

مریسا نے غضبناک ہو کر کہا "جاؤ یہ دھمکیاں کسی اور کو دینا"۔

جان درشت مزاج اور کمینہ خصلت تھا اس نے کہا "جانتی ہوں میرے ہاتھ میں ہنٹر ہے اور میں تمہیں اس سے سیدھا کر دوں گا۔

اب تو کاظم خاموش کھڑے ان دونوں کی باتیں سنتے رہے لیکن جب جان نے مریسا کو ہنٹر کی دھمکی دی تو وہ ضبط نہ کر سکے۔ انہوں نے کہا "او نوجوان عیسائی! معلوم ہوتا ہے تمہارا دماغی توازن خراب ہو گیا ہے"۔

جان: تمہیں بولنے کا کیا حق ہے؟

کاظم: تم تہذیب و شرافت سے گر گئے۔ ایک معصوم لڑکی کو ہنٹر کی دھمکیاں دینے لگے۔

جان: تم مجھے نہیں جانتے میں بڑا غصہ والا ہوں کہیں یہاں سے تمہارے عزیزوں کو تمہاری لاش نہ لے جانی پڑے۔

کاظم: "ڈینگیں نہ مارو۔ یہ سمجھ لو کہ تم ایک مسلمان سے باتیں کر رہے ہو اور مسلمان کو جب غصہ آ جاتا ہے تو پھر وہ شیر ببر کے گلے چیر ڈالتا ہے۔

جان: یہ حوصلہ۔

یہ کہہ کر جان آستینیں چڑھانے لگا۔ کاظم کو بے ساختہ ہنسی آ گئی۔ جان غصے سے اور بھی سرخ ہو گیا۔ اس نے کہا "تم ہنسے کیوں؟"

کاظم: اس لیے کہ جو شیخی بگھارا کرتے ہیں۔ وہ پہلے آستینیں ہی چڑھایا کرتے ہیں۔

جان: تم ہنس لیے اچھا کیا۔ کیونکہ تمہاری یہ ہنسی آخری ہنسی تھی۔

یہ کہہ کر وہ جھپٹا مریسا ایک طرف ہٹ گئی جان نے کاظم کے سر سے ہنٹر مارا کاظم کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ انہوں نے لپک کر جان کے دونوں مونڈھے جا پکڑے اور انہیں اس زور سے ہلایا کہ باوجود ضبط کرنے کے وہ چیخ اٹھا۔ مریسا نے جھپٹ کر کاظم کے ہاتھ پکڑ لئے اور کہا "بس اس قدر کافی ہے۔

کاظم نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ اس قدر بے حال ہو گیا تھا کہ بڑی مشکل سے گرتے گرتے سنبھلا۔ اس نے تیز کینہ ور نگاہوں سے کاظم کو دیکھا۔ کاظم نے کہا "ایک خادم اسلام کی قوت کا اندازہ کیا"!

Marfat.com

جان : کیا مرسیا کا لحاظ تھا۔ خیر۔ تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ تو ی کون ہے۔

جان چلا گیا۔ مرسیا نے کہا" کاظم! یہ اچھا نہ ہوا۔ ہم نے اس سے جھگڑا کیا"۔

کاظم نے اس کے رخ روشن پر نظریں ڈال کر کہا" تم اس سے اس قدر ڈرتی کیوں ہو"۔

مرسیا : تم نہیں جانتے وہ کون ہے؟

کاظم : کون ہے۔

مرسیا : وہ شاہ جرمنی کا تیسرے درجے کا مصاحب ہے۔

کاظم : ہوا کرے وہ ہمارا کیا کر سکتا ہے۔

مرسیا : بہت کچھ کر سکتا ہے۔

کاظم : کیا اس کے ہاتھ میں حکومت ہے؟

مرسیا : حکومت تو اس کے ہاتھ میں نہیں ہے مگر حکمران ہیں۔ میں آج ایک راز تم پر ظاہر کرتی ہوں۔

کاظم : کہو

مرسیا : میں یہ راز اس وقت تک تم پر ظاہر نہ کرتی جب تک تم سے عہد نہ لے لیتی لیکن تم نے اس وقت جان کا مقابلہ کر کے میرے دل پر فتح پا لی ہے اس لیے بغیر کسی عہد و اقرار کے ظاہر کرتی ہوں تم جانتے ہو سجمنڈ کون ہے؟

کاظم : تمہارا بھائی ہے۔

مرسیا : اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے۔

کاظم : نہیں۔

مرسیا : تب مجھ سے سنو۔ یہ سجمنڈ وہ ہے جسے تمہارے سلطان مراد خاں سوم نے ٹرینلونیا اور پولینڈ کا حکمران بنوایا تھا۔ اس اظہار حقیقت سے کاظم کا منہ فرط حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اس نے کہا" یہ سجمنڈ پولینڈ کا حکمران ہے"۔

مرسیا : ہاں

کاظم : اور تم اس کی بہن ہو۔

مرسیا : ہاں میں اس کی سب سے چھوٹی بہن ہوں۔ شائد تم اس بات کو بھولے نہ ہو گے کہ

Marfat.com

۱۵۸۶ء میں جب پولینڈ کا بادشاہ سٹیفن باتھوری فوت ہوا تو سلطان مراد خاں سوم نے سویڈن کے شاہزادے سجمنڈ کو وہاں کا بادشاہ بنوایا تھا۔

کاظم: یہ تو مشہور بات ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے۔

مرسیا: جب میرا بھائی تخت نشین ہوا تو اس وقت میری عمر دس سال کی تھی۔ میں سویڈن میں رہتی تھی۔ تخت نشینی کے بعد پولینڈ پہنچی۔ پولینڈ کی حکومت ملنے پر ہمارے خاندان کی شہرت تمام یورپ میں ہو گئی اور چونکہ باب عالی ہماری کمک پر تھے اور باب عالی سے یورپ کی تمام عیسائی سلطنتیں دبتی اور ڈرتی تھیں اس لیے سارے بادشاہ میرے بھائی کا لحاظ پاس کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ میں بڑی ہوتی گئی چونکہ بھائی نے میری تعلیم و تربیت اچھے طریقہ پر کرائی۔ اس لیے میں سیاسیات میں بھی حصہ لینے لگی۔ مجھے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ سجمنڈ پر شاہ جرمن کا اثر پڑ گیا ہے اور وہ باب عالی کے احسانات کو بھولتے جاتے ہیں۔ ایک روز میں نے ان سے کہا "آپ کو عثمانی سلطان کے زیر سایہ رہنا چاہئیے۔ ان کی بدولت آج ہمیں یہ رتبہ حاصل ہوا ہے۔" بھائی نے ہنس کر کہا "یہ حقیقت ہے کہ ٹرینلو نیا اور پولینڈ کی حکومت ہمیں عثمانی سلطان مراد خان سوئم کی بدولت ملی ہے لیکن مرسیا اب ہماری حکومت میں اضافہ ہونے والا ہے۔ بالڈیوا اور ودیلیشیا کے دو صوبے ہمیں اور ملنے والے ہیں تو ہم موقع کو کیوں جانے دیں۔ شاہ جرمنی نے ہم سے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ ان دونوں صوبوں پر ہمارا قبضہ کرا دے گا۔ میں خاموش ہو رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد یحیٰ جان ہمارے یہاں آکر مہمان ہوا۔ یہ حضرت بڑے دل پھینک واقع ہوئے ہیں۔ اول تو وہ میری ایک خادمہ پر ریجھے۔ شاید میری طرف ملتفت ہونے کی جرأت نہ کر سکے کیونکہ میں شہزادی تھی اور وہ ایک بادشاہ کے مصاحب لیکن جب بھائی جان نے اسے منہ لگا لیا تو وہ مجھ پر ڈورے ڈالنے لگا۔ میں ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئی۔ یہ آسٹریا واپس چلے گئے۔

چند ہی روز کے بعد اچانک ایک دن بھائی جان نے مجھ سے کہا "مرسیا! ہمیں صوبہ ودیلیشیا میں خفیہ طور پر جانا ہے۔ وہاں مصلحتاً عام آدمیوں کی طرح رہیں گے۔ کیا تم ساتھ چلو گی۔

میں بیمار ہوگئی لیکن حیران تھی کہ ایک بادشاہ معمولی حیثیت سے رہنے کے لیے کیوں جا رہا ہے۔ آخر ہم یہاں آئے اور تقریباً دو سال سے رہ رہے ہیں۔ کبھی کبھی بھائی جان مہینہ دو مہینے کے لیے پولینڈ چلے جاتے ہیں۔ ہمیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ میں اس فکر میں تھی کہ آخر بھائی جان یہاں اس طرح کیوں رہ رہے ہیں۔ کوئی پندرہ روز کا عرصہ ہوا کہ مجھے وہ بات معلوم ہوگئی اور میں تمہیں بھی بتائے دیتی ہوں۔

...... اوہو! ٹھہرو بھائی جان آرہے ہیں۔ جان نے ان سے ضرور سب باتیں کہی ہوں گی۔ اگر تم میری بات رکھنا چاہتے ہو تو اس وقت یہاں سے چلے جاؤ میں عنقریب تم سے مل کر سب کچھ بتا دوں گی۔ جاؤ جلدی چلے جاؤ۔ ابھی انہوں نے تمہیں دیکھا نہیں ہے۔

یہ کہہ کر مریانے التجا آمیز نظروں سے انہیں دیکھا۔ کاظم بغیر کچھ کہے وہاں سے چلے اور درختوں کی آڑ لیتے اصطبل پر آئے۔ وہاں سے اپنا گھوڑا لیا اور اس پر سوار ہو کر چل دیئے۔

Marfat.com

آٹھواں باب

کاظم کا افسوس

دوسرے روز صبح کی نماز سے فارغ ہو کر کاظم اپنے محل میں آئے اور قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگے۔ جب تلاوت سے فارغ ہوئے تو خادماؤں نے ناشتہ چن دیا اور انہوں نے دوسرے کمرہ میں جا کر ناشتہ کیا۔ ناشتہ کر کے دارالمطالعہ میں چلے آئے۔ کوئی کتاب کھول کر پڑھنے لگے مگر کتاب میں جی نہ لگا۔ بند کر کے بیٹھ گئے اور کچھ سوچنے لگے۔ انہیں مریبا سے کچھ واقعات معلوم ہوئے تھے۔ وہ حد درجہ حیرت ناک تھے۔ وہ شاہ زادی تھی۔ پولینڈ کے بادشاہ سجمنڈ کی بہن دونوں بھائی بہن شاہی کروفر کو چھوڑ کر عام لوگوں کی طرح معمولی حیثیت سے رہتے تھے۔ انہیں یہ بڑا افسوس ہوا کہ سجمنڈ جس پر عثمانی سلطان نے احسان کیا اسے پولینڈ کا بادشاہ بنوایا۔ اب وہی شخص احسان فراموشی پر آمادہ ہو گیا تھا محض دو صوبوں مالڈوبا اور دریشیا کے لالچ پر۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک عرصہ سے پولینڈ کا حکمران سلاطین عثمانیہ مقرر کرتے چلے آ رہے تھے۔ ۱۵۷۰ء میں سلطان سلیم خاں ثانی نے پولینڈ میں شاہ فرانس چارلس نہم کے بھائی ہنری ڈیوک آف انجو کو تخت نشین کرایا تھا لیکن ہنری بزدل تھا وہ فرانس کی حسین عورتوں کو نہ چھوڑ سکا۔ پولینڈ کو چھوڑ کر فرانس بھاگ آیا۔

ہنری ۱۵۷۴ء میں پولینڈ سے بھاگ کر آیا تھا۔ اسی سال یعنی ۱۴ دسمبر ۱۵۷۴ء کو سلطان سلیم خاں ثانی نے وفات پائی اور ان کی جگہ ان کے بیٹے سلطان مراد خاں سوم تخت نشین ہوئے۔ سلطان مراد خاں سوم کو ہنری کے بھاگ آنے کی اطلاع ہو گئی۔ وہ شاہ فرانس چارلس نہم سے اس قدر ناراض ہوئے کہ انہوں نے اپنی تخت نشینی کی اطلاع دربار فرانس کو نہ دی اور جب امرائے پولینڈ نے تخت نشینی کی مبارک باد دینے کے لیے اپنے

Marfat.com

سفیروں کو باب عالی کے دربار میں بھیجا تو سلطان مراد خاں سوم نے ان سفیروں کو حکم دیا کہ وہ واپس جا کر امرائے پولینڈ سے کہہ دیں کہ وہ ٹرینسلوینیا کے حکمران اسٹفین باتھوری کو پولینڈ کا بادشاہ بنالیں چنانچہ پولینڈ والوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور اسٹفین باتھوری کو ۱۵۷۵ء میں اپنا بادشاہ بنالیا۔

۱۵۸۶ء میں اسٹفین باتھوری فوت ہوگیا۔ امرائے پولینڈ نے سلطان مراد خاں سوم کو اس کے انتقال کی اطلاع دی اور درخواست کی کہ اب نیا بادشاہ مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ سلطان نے حکم دیا کہ سویڈن کے شاہزادہ سجمنڈ کو اپنا حکمران مقرر کر لو۔ امرائے پولینڈ میں تخت نشین کر لیا۔ سجمنڈ کو ایک بڑی حکومت مفت ہاتھ آگئی۔ وہ سلطنت عثمانیہ کا بہت مشکور رہا۔ سلطنت عثمانیہ کا یہ رعب وداب تھا کہ پولینڈ پر باب عالی ہی بادشاہ مقرر کرتے تھے اور تمام یورپ ان کے انتخاب کو تسلیم کر لیتا تھا۔

چونکہ یہ تاریخی واقعات تھے ساری دنیا کو معلوم تھے۔ کاظم بھی واقف تھے۔ انہیں یہ افسوس ہوا کہ سجمنڈ اچانک آگیا اور وہ خاص بات معلوم ہونے سے رہ گئی جو مرسیا بیان کرنے والی تھی۔ انہیں اس بات کا بھی احساس ہوا کہ سویڈن کی شاہزادی اور پولینڈ کے بادشاہ کی بہن مرسیا ان سے کچھ انس رکھتی ہے۔ انہیں بیٹھے بیٹھے خیال ہوا کہ نجمہ نے ان سے کہا تھا کہ مرسیا سے جو باتیں معلوم ہوں وہ اسے بھی بتا دیں۔ وہ اسے واقعات بتانے کے لیے چلے۔ جب اس کے کمرہ میں پہنچے تو نجمہ اور اس کی سہیلی رئیسہ دونوں بیٹھیں تھیں۔ ان کے قدموں کی چاپ سن کر رئیسہ نے اپنی دلفریب آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔ دیکھتے ہی اٹھی اور بجلی کی سی تیزی کے ساتھ دوسرے کمرہ میں بھاگ گئی۔ نجمہ نے بھی انہیں دیکھا۔ اس نے مسکرا کر کہا "تم بغیر اطلاع کے چلے آئے بھائی جان"

کاظم شرمندہ ہو گئے انہوں نے کہا "ہاں مجھ سے غلطی ہو گئی میں نے سمجھا تھا تمہاری سہیلی چلی گئی ہوگی"۔

نجمہ: میرے اصرار کرنے پر وہ رک گئی تھی۔ لیکن اپنے دل میں کیا کہے گی کہ نجمہ کے بھائی جان کیسے ہیں۔ بغیر اطلاع، جب چاہتے ہیں چلے آتے ہیں۔

کاظم: اس وقت مجھے بڑی شرمندگی لاحق ہوئی ہے اپنی سہیلی سے معافی مانگ لینا۔

یہ کہہ کر وہ واپس لوٹنے لگے۔ نجمہ نے کہا "اب کہاں لوٹے جا رہے ہو۔ وہ تو دوسرے

Marfat.com

کمرہ میں چلی گئی ہے۔ اس وقت تم شاید کوئی خاص بات کہنے کے لیے آئے ہو"۔

کاظم : ہاں میں وہ حیرتناک باتیں کہنے کے لیے آیا ہوں جو مجھے مرسیا سے کل معلوم ہوئی تھیں۔ رات کو نہ آسکا تھا۔ اب آیا ہوں۔

نجمہ : تو تشریف رکھیے۔ میں ذرا رئیسہ سے معذرت کر آؤں۔

کاظم نے کرسی پر بیٹھ کر کہا "ضرور کر آؤ"۔

نجمہ دوسرے کمرہ میں پہنچی۔ رئیسہ وہاں جا کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ وہ نجمہ کو دیکھ کر مسکرائی۔ نجمہ نے کہا "میں معذرت کرنے آئی ہوں"۔

رئیسہ نے کہا "معذرت کی ضرورت نہیں۔ میں نے ان کی اور تمہاری باتیں سن لی ہیں انہیں واقعی میری موجودگی کا علم نہیں تھا۔ اس لیے بے تکلف چلے آئے"۔

نجمہ : اسی لیے وہ معافی مانگ رہے ہیں۔

رئیسہ : یعنی معافی کا سوال دوسرا ہے۔

نجمہ : خوب۔ گویا تم معاف کرنا نہیں چاہتی ہو۔

رئیسہ : یہ بات نہیں۔

نجمہ : اور کیا بات ہے؟

رئیسہ : قاعدہ یہ ہے کہ معافی مانگنے والا خود معافی مانگے۔

نجمہ : اچھا تو بھائی جان کو بلاتی ہوں۔ وہ خود آ کر معافی مانگ لیں گے۔

نجمہ مڑی۔ رئیسہ نے جلدی سے اٹھ کر اسے پکڑ لیا اور کہا "پگلی! معافی سامنے ہی آنے سے ہوتی ہے۔ تحریری بھی تو ہو سکتی ہے۔

نجمہ : تو میں تحریری لا کے دیتی ہوں۔

رئیسہ : اچھا میں نے معاف کر دیا۔

نجمہ مسکراتی ہوئی کاظم کے پاس آئی اور کہا "میری سہیلی نے تمہیں معاف کر دیا ہے"۔

کاظم : شکریہ!

نجمہ : میرا یا میری سہیلی کا

کاظم : دونوں کا

نجمہ نے کرسی پر بیٹھ کر کہا "اب سناؤ کیا باتیں معلوم ہوئیں"۔

Marfat.com

کاظم: سناؤں کیا۔ مرسیا پولینڈ کے بادشاہ سجمنڈ کی بہن ہے۔

یہ سن کر نجمہ کا خوبصورت منہ فرطِ حیرت سے کھلا رہ گیا۔ اس نے کہا "گویا وہ سویڈن کی شہزادی ہے۔

کاظم: ہاں

نجمہ: یہی بات ہے جب وہ میرے پاس آئی تھی اور میں اسے دیکھتی تھی تو اس کی صورت سے اس کی بڑھی ہوئی خوبصورتی کے علاوہ ایک دلفریب شان بھی نظر آتی تھی۔ میں دل میں کہا کرتی تھی کہ یہ شان تو شاہزادیوں جیسی ہے آج معلوم ہوا۔ وہ شان شاہزادیوں ہی کی تھی۔ اچھا باتیں کیا ہوئیں اس سے؟

کاظم نے شروع سے تمام حالات بیان کرنے شروع کیے جان کا ملنا۔ اس سے جھڑپ ہونا۔ مرسیا کا بان کو ڈانٹنا اور رجان کے چلے جانے کے بعد اپنا راز ظاہر کرنا مگر خاص بات کہنے سے پہلے اس کے بھائی کا آجانا اور ان کا چلے جانا۔

نجمہ بڑی توجہ سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ اس نے سب کچھ سن کر کہا "کیسی حیرتناک باتیں معلوم ہوئی ہیں لیکن اصل بات رہ گئی"۔

کاظم: اسی کا مجھے بھی افسوس ہے لیکن میں جلد ہی معلوم کر لوں گا۔ یا تو آج مرسیا یہاں آئے یا کل میں اس کے پاس جاؤں گا۔

یہ کہہ کر کاظم اٹھے اور چلے آئے۔ دوپہر کے وقت ان کے دوست احمد سعید آئے انہوں نے ان سے بھی تمام حالات بیان کر دیئے۔ احمد سعید نے کہا "حیرت کی بات ہے۔ دوست تم مرسیا کے فریب میں نہ آجانا۔ جیسا بھائی احسان فراموش ہے ویسی ہی بہن بھی ہوگی۔

کاظم: تم سچ کہتے ہو۔

احمد سعید کچھ دیر بیٹھ کر چلے گئے۔ اس روز شام تک کاظم نے مرسیا کے آنے کا انتظار کیا لیکن نہ وہ خود آئی نہ اس کا کوئی قاصد آیا۔ اگلے روز صبح کے وقت کچھ دن چڑھے کاظم گھوڑے پر سوار ہو کر مرسیا کے باغ میں گئے۔ وہاں جا کر باغبانوں سے معلوم ہوا کہ مرسیا اور سجمنڈ بھائیوں کے ساتھ آسٹریا چلے گئے۔ کاظم کو یہ سن کر بڑا افسوس ہوا۔ خاص بات معلوم ہونے سے رہ گئی۔

Marfat.com

نواں باب

خوفناک افواہیں

کاظم کو اس بات کی لگن لگ گئی کہ یہ معلوم کریں کہ سجمنڈ اور مرسیا کیوں گئے اور یہاں اُنے عرصہ کس لیے رہے لیکن یہ معلوم کرنا آسان نہیں تھا۔ رات کے وقت وہ اپنے کمرہ میں بیٹھے غور و خوض کر رہے تھے کہ نجمہ آگئی۔ اس نے کہا "ادھر تم تو کچھ چپ بیٹھے ہو"

کاظم: آؤ بیٹھو نجمہ

نجمہ بیٹھ گئی۔ اس نے کہا "کیا مرسیا کے پاس نہیں گئے"؟

کاظم: گیا تھا۔ وہ آسٹریا چلی گئی۔

نجمہ: خدا کی قسم میرا یہی خیال تھا کہ وہ ملے گی نہیں۔

کاظم: یہ خیال تمہارا کس وجہ سے تھا۔

نجمہ: اسے میں نہیں جانتی۔ مگر میرا دل کہہ رہا تھا۔

کاظم: نجمہ! مجھے بڑی تشویش ہے کہ وہ کیا بات تھی جسے مرسیا کہنا چاہتی تھی اور نہ کہہ سکی تھی

نجمہ: کیا کہا جا سکتا تھا۔ کیا اس کی کوٹھی پر کوئی نہیں ملا،

کاظم: کوٹھی پر چند پہرے والے اور چند باغبان ہیں۔

نجمہ: ان لوگوں میں سے ضرور کسی کو ان کے یہاں رہنے اور اچانک چلے جانے کے حالات معلوم ہوں گے۔

کاظم: شاید ہوں۔ مگر وہ بتانے کیوں لگے۔

نجمہ: پولیس سے کہو وہ معلوم کرے گی۔

Marfat.com

کاظم : مشکل یہ ہے کہ پولیس والے سختی نہ کرسکیں گے اور بغیر سختی کے کچھ بھی معلوم نہ ہوگا
یہ تو ایسا ہوتا کہ کوئی ان سے بہلا پھسلا کر معلوم کرتا ۔

نجمہ : ایک دم اچھل پڑی۔ اس نے کہا "ایک تدبیر میرے ذہن میں آئی ہے"

کاظم : کیا ؟

نجمہ : ہمارے باغ میں جو مالی ہے اس کی ایک لڑکی ہے رومیلہ۔ ذرا سورت دار اور بڑی شوخ و تنگ ہے تم نے دیکھا ہوگا

کاظم : اسے نوروز ہی دیکھ لیتے ہیں ۔

نجمہ : اس کا ایک رشتہ دار مریسا کے باغ میں ہے اور اس رشتہ دار کے بھی ایک لڑکی ہے۔ اس کا کچھ ایسا ہی نام ہے ۔

وہ ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سوچنے لگی۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا "یاد آگیا اس کا نام شاید سکریٹا ہے"۔

کاظم : پھر

نجمہ : پھر کیا۔ رومیلہ سے کہو۔ کچھ لالچ دو۔ سکریٹا سے ضرور حالات معلوم کرے گی۔

کاظم : تم نے ٹھیک مشورہ دیا لیکن تم پہلے اس کے ذریعہ سے اسے یہاں بلوالو ۔

نجمہ : پھر کیا ہوگا ۔

کاظم : جب وہ آجائے گی تدبیر تب بتاؤں گا ۔

نجمہ : ابھی کیوں نہیں بتا دیتے ۔

کاظم : ممکن ہے تمہاری زبان سے اس کے سامنے کچھ نکل جائے۔ تم رومیلہ سے یہ کہو کہ مجھے مریسا کے متعلق کچھ معلوم کرنا ہے ذرا سکریٹا کو بلالا ۔

نجمہ : اچھا میں اسے صبح بلواؤں گی ۔

کچھ دیر اور بیٹھ کر وہ چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد کاظم نے آہستہ سے کہا "میں بھی کیسا بیوقوف ہوں۔ نجمہ سے یہ دریافت نہ کیا کہ اس کی سہیلی ہے یا چلی گئی۔"
انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی اور شب خوابی کے کپڑے بدل کر خواب گاہ میں چلے گئے۔ صبح کی اذان سنتے ہی اٹھ بیٹھے۔ ضروریات سے فراغت کرکے قریب کی مسجد میں نماز پڑھنے گئے۔ جب نماز پڑھ کر آرہے تھے تو چند مسلمان جوان سے پہلے نماز

Marfat.com

پڑھ کر آئے تھے چپکے چپکے کچھ باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے بھی کان لگا دیئے مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ جب وہ ان لوگوں کے بالکل قریب پہنچ گئے تو ان میں سے ایک نے کہا "لو یہ کاظم بھی آ گئے۔ ان سے پوچھو"۔

کاظم سلام کر کے ان کے پاس کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

ایک بوڑھے ترک نے کہا "معلوم ہوا ہے کہ سجمنڈ اور اس کی بہن دونوں چلے گئے"۔

کاظم: جی ہاں۔ وہ کل چلے گئے۔

دوسرے ترک نے کہا "تمہارے تو ان سے مراسم تھے کچھ کیسے آدمی تھے"۔

کاظم: کچھ زیادہ مراسم نہیں تھے۔ معمولی تعلقات تھے

ایک اور ترک نے کہا "مگر سجمنڈ کی بہن تو سنا ہے۔ اکثر تمہاری بہن کے پاس آتی رہتی تھی"۔

کاظم: جی ہاں کبھی کبھی آ جاتی تھی۔ کبھی میں بھی ان کے ہاں چلا جاتا تھا لیکن آخر بات کیا ہے"۔

ایک ترک: بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ یہ دونوں قیصر جرمنی کے جاسوس تھے۔

کاظم کا دماغ روشن ہو گیا جس عقدہ کو حل کرنے کے لیے وہ کئی روز سے پریشان تھے اسے ایک ترک کی ذرا سی بات نے ایک ہی لمحہ میں حل کر دیا تھا انہوں نے کہا "حقیقت یہ ہے کہ میں نے انہیں جاسوس نہیں سمجھا تھا لیکن ایک عجیب طریقہ پر مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ وہ معمولی لوگ نہیں ہیں بلکہ سجمنڈ پولینڈ کا بادشاہ ہے اور اس کی بہن مریسا شاہزادی ہے۔

سب لوگ اس بات کو سن کر دنگ رہ گئے۔ ان میں کئی کی زبان سے بے ساختہ نکلا تب وہ یقیناً "جاسوس تھے"۔

کاظم: مگر آپ لوگوں کو یہ بات معلوم کیسے ہوئی۔

کئی آدمیوں نے کہا "اس کی تو عام شہرت ہے"۔

کاظم: میں بھی اس بات کا سراغ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

ایک جوان ترک نے کہا "بھیا کوشش کرتے رہو۔ سانپ نکل گیا لکیر پیٹا کرو"۔

وہ تو چل گیا اور لوگ جمع کھڑے رہے۔

Marfat.com

کاظم نے کہا کوئی اور بات تو معلوم نہیں ہوئی"۔

بوڑھا نزک : قصبہ میں بہت سی خوفناک افواہیں پھیل رہی ہیں ۔

کاظم : کچھ مجھے بھی سنایئے ۔

بوڑھا نزک : کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ خاص طور پر یہ چند افواہیں مشہور ہیں کہ یہاں کے عیسائیوں کو فساد پر آمادہ کیا گیا ہے،

مسلمانوں کی خبریں پہنچانے کے لیے چند عیسائیوں کو جاسوس مقرر کیا گیا ہے۔ اس قصبہ کا نقشہ تیار کر کے لے گئے ہیں تاکہ حملہ کے وقت آسانی سے قبضہ کیا جا سکے غرض اسی قسم کی اور بہت سی افواہیں مشہور ہو رہی ہیں ۔

کاظم : خدا ان متنفیوں سے مسلمانوں کی حفاظت کرے ۔

سب نے آمین کہی ا اور اپنی اپنی راہ لگے۔ کاظم نے اپنے مکان پر چلے آئے چونکہ انہیں بھی بہت سی باتیں ایسی ہی معلوم تھیں۔ اس لیے یہ فکر ہوا کہ کہیں بدبخت عیسائی بغیر جنگی نوٹس کے اچانک حملہ نہ کر دیں۔ وہ مکان میں داخل ہوئے چونکہ اب سورج نکل آیا تھا اور سنہری کرنیں پھیلنے لگی تھیں۔ پھولوں پر رات کی برسی ہوئی شبنم حرارت پاکر بخارات بن بن کر اڑنے لگی تھی۔ اس لیے پھول اور نکھر گئے تھے۔ کاظم اس وقت باغیچہ میں چلے گئے۔ کلیاں چٹک گئی تھیں اور پھول شاداب ہو گئے تھے خوش رنگ پھول بہار دے رہے تھے اور بھینی بھینی خوشبو مہک رہی تھی ۔

کاظم کو اس وقت کی باغیچہ کی دلکشی بہت ہی پسند آئی ۔ وہ روشوں پر چہل قدمی کرنے لگے۔ ٹہلتے ٹہلتے ان کے قدم از خود فوارہ کی طرف اٹھ گئے انگور کی بیلوں کے پیچھے فوارہ تھا ۔ وہ انگور کی ٹٹیوں کے نیچے سے گذرنے لگے کئی اچھے خوشے انہیں پسند آئے اور انہوں نے بغیر کسی قصد و ارادہ کے توڑ لیے ۔

جب وہ فوارہ پر پہنچے تو انہوں نے رئیسہ کو حسن کی تمام جلوہ آرائیوں اور شباب کی تمام رعنائیوں کے ساتھ حشر بہ دامان بڑی شان سے کھڑے دیکھا ۔ چونکہ وہ اتفاقیہ کئی مرتبہ اسے دیکھ چکے تھے اس لیے اس وقت بھی دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اس کی نگاہ ان پر پڑی وہ گھبرائی اور جلدی سے بھاگی ۔

Marfat.com

کاظم فوراً مڑ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا "مت بھاگو۔ میں جا رہا ہوں میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ بغیر کسی ارادہ کے نہ معلوم کیوں یہاں چلا آیا!"

وہ تیز قدمی سے واپس لوٹ پڑے۔

Marfat.com

دسواں باب

ایک اور خوفناک خبر

کاظم باغ میں سے اس طرح نکل کر آئے جیسے کوئی بڑا بھاری جرم کیا ہو۔ جرم کی بات بھی تھی۔ اسلام تاک جھانک کو بدتہذیبی اور گناہ کی بات بتاتا ہے۔ ایک مسلمان جو شرع کا پابند ہو شریف طبیعت ہو۔ وہ ہرگز کسی نامحرم لڑکی کو دیکھنا گوارا نہیں کر سکتا۔ نہ کوئی دخترِ اسلام ہی اس بات کو پسند کر سکتی ہے کہ وہ خدا اور رسول کے احکام کے خلاف بے حجاب و بے نقاب پھرے۔ خود تماشہ بنے اور لوگوں کو تماشائی بننے کی دعوت دے کوئی اسے دیکھے اور کسی کو وہ دیکھے۔

کاظم چھپتے چھپاتے اپنے کمرہ میں آ گئے۔ خادمہ نے فوراً ناشتہ کی تیاری کی اطلاع دی۔ انہوں نے دوسرے کمرہ میں جا کر ناشتہ کیا اور وہاں سے دارالمطالعہ میں چلے گئے۔ ابھی وہ پڑھنے کے لیے کسی کتاب کا انتخاب ہی کر رہے تھے کہ نجمہ آ گئی۔ اسے دیکھتے ہی وہ کچھ خوفزدہ سے ہو گئے۔ یہ سمجھے کہ وہ انہیں یہ سرزنش کرنے آئی ہے کہ وہ اس کی سہیلی کو دیکھنے کے لیے باغیچہ میں کیوں گئے۔ انہوں نے نجمہ کی صورت دیکھی۔ یہ دیکھنے کو کہ اس کے تیور کچھ تیز تو نہیں ہیں۔ اگرچہ نجمہ ان سے عمر میں چھوٹی تھی لیکن چھوٹے کا بڑے کو نصیحت کرنا اور بھی شرم کی بات ہوتی ہے۔ وہ کچھ محجوب نظر آنے لگے۔ انہوں نے کہا "بیٹھو نجمہ"

نجمہ ان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ نجمہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ کاظم نے کہنا شروع کیا "بھئی آج ہم سے پھر غلطی ہو گئی"۔

نجمہ نے گھورتی ہوئی نظروں سے ان کی طرف دیکھ کر کہا "کیا؟"

کاظم اس کی تیز نگاہیں دیکھ کر سمجھ گئے کہ اس کی سہیلی نے ضرور اس سے ان کی شکایت کی ہے۔ اور وہ اس وقت انہیں سرزنش کرنے ہی آئی ہے۔

Marfat.com

انہوں نے کہا "میں نے آج مسجد سے آتے وقت کچھ ایسی باتیں سنیں جن سے طبیعت کو اضطراب لاحق ہو گیا ۔ میں خلافِ معمول باغیچہ میں چلا گیا ۔ وہاں تمہاری سہیلی کا سامنا ہو گیا میں یقین دلاتا ہوں کہ نہ مجھے اس کے وہاں ہونے کا علم تھا نہ یہ معلوم تھا کہ وہ صبح ہی تفریح کے لیے وہاں چلی جاتی ہے"۔

نجمہ : بھلا کیا کہے گی میری سہیلی اپنے دل میں۔

کاظم : اسی بات کا مجھے بھی خیال ہو رہا ہے ۔

نجمہ : وہ بڑی شریف طبیعت ہے اس نے مجھ سے تمہاری شکایت نہیں کی ہے ۔

کاظم نے اطمینان کا سانس لیا ۔ انہوں نے کہا "تم اس وقت کیسے آئی ہو"؟

نجمہ : یہ کہنے کہ میں نے رومیلہ کو بھیج دیا ہے ۔ شاید وہ سکریٹا کو لے کر آجائے ۔ اس سے کس طرح گفتگو کی جائے ۔

کاظم : جب رومیلہ اسے لے کر آجائے تو رومیلہ کو میرے پاس بھیج دینا میں اسے سمجھا دوں گا ۔

نجمہ چلی گئی ۔ کاظم کتاب پڑھنے لگے ۔ کوئی ایک پہر دن چڑھا ہو گا کہ رومیلہ آئی ۔ کافی شکیل تھی ۔ شرارت اس کے چہرے سے ظاہر تھی ۔ اس نے کہا "سکریٹا آگئی ہے"۔

کاظم نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا

"رومیلہ! ہمیں تم پر بڑا بھروسہ ہے ہم سکریٹا سے ایک بات معلوم کرنا چاہتے ہیں"۔

رومیلہ نے شرارت سے مسکرا کر کہا "میں سمجھ گئی آپ مرسیا کے متعلق معلوم کرنا چاہتے ہیں"۔

کاظم : نہیں رومیلہ ۔ ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ مرسیا اور اس کا بھائی یہاں کیوں آکر رہے اور اچانک کیوں چلے گئے "؟

"رومیلہ نے آنکھیں مٹکا کر کہا "واہ واس ذرا سی بات کے معلوم کرنے کیلئے آپ نے مجھے جانے اور اسے آنے کی تکلیف دی"۔

کاظم : یہ ذرا سی بات نہیں ہے رومیلہ ۔ قصبہ کے اندر لوگوں کو عجیب عجیب شکوک ہو رہے ہیں ۔ سچ یہ ہے کہ ہمارے اور ہماری سلطنت کے لیے بڑا خطرہ نظر

Marfat.com

آرہا ہے۔ ہم تمہیں پھر سب کچھ بتا دیں گے۔ اپنی ترکیب سے اس سے سارے حالات معلوم کر لو۔

رومیلہ: میں سب کچھ سمجھ گئی ہوں۔ دیکھنا کس طرح معلوم کرتی ہوں۔

کاظم: ایسا بھی ممکن ہے کہ ہم بھی کہیں قریب ہوں اور تمہاری باتیں سن سکیں۔

رومیلہ: آپ ایسا کریں کہ فوارہ کی روش پر سرد کی قطاروں کے قریب جو انگور کی لمبی ٹٹی ہے اس میں چھپ رہیں۔ میں اسے وہیں لاؤں گی اور اس کے پاس ہی باتیں کروں گی۔

کاظم: ٹھیک ہے۔

رومیلہ: بس تو آپ وہاں چلے جائیے۔

کاظم: تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ سیجمنڈ پولینڈ کا بادشاہ ہے۔

رومیلہ: یہ بات چند ہی روز ہوئے مجھے سکریٹا نے بتائی تھی۔

کاظم: تب یقین ہے تم سب کچھ معلوم کر لو گی۔

رومیلہ نے مسکرا کر کہا "یقین تو یہی ہے"۔

وہ چلی گئی۔ کاظم اٹھے اور نجمہ کے پاس گئے وہ اس وقت اپنے کمرہ میں نہیں ملی۔ انہوں نے اسے تلاش کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ وہاں سے سیدھے باغیچہ میں پہنچے اور بتائی ہوئی انگور کی ٹٹی میں جا چھپے۔ ابھی انہیں چھپے کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ دفعتہً حسین قہقہہ کی آواز آئی اور کھٹ سے رئبیسہ داخل ہوئی۔ اس شان سے کہ اس کا سر کھلا ہوا تھا۔ دوپٹے کے پلو اس کے دونوں ہاتھوں پر پڑے تھے اور آنچل سر سے ڈھلک کر پشت پر جا پڑا تھا۔ وہ ہنستی ہوئی آ رہی تھی۔ اس کے سفید گلابی گال دمک رہے تھے۔ آنکھیں اور بھی حسین ہو گئی تھیں۔ کاظم نے اس فتنۂ روزگار کو دیکھ لیا۔ اس کی نگاہ بھی ان پر جا پڑی وہ جھجکی اور الٹے قدموں واپس بھاگی۔ اس کے پیچھے ہی نجمہ تھی۔ اس نے کہا کہاں بھاگی جا رہی ہے کیا وہاں شیر بیٹھا ہے۔

رئبیسہ نے ہنس کر شوخی کے لہجہ میں کہا "ذرا جا کر دیکھو"۔

نجمہ نے اندر جھانک کر دیکھا۔ کاظم پر اس کی نظریں پڑیں۔ اس نے شرارت سے کہا "او تم چھپے بیٹھے ہو"۔

Marfat.com

کاظم : خاموش رہو یا چلی جاؤ۔

وہ اور رئیسہ وہاں سے چلی گئیں۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے باتیں کرنے کی آواز سنی۔ رومیلہ کی آواز پہچان لی۔ معلوم ہوا رومیلہ اور سکریٹا باتیں کرتی آرہی ہیں دونوں انگور کی ٹٹی کے پاس آکر رک گئیں۔ کاظم ہمہ تن متوجہ ہوکر ان کی گفتگو سننے لگے

رومیلہ کہہ رہی تھی "شائد مرسیا کی شادی کرنے گئے ہیں"۔

سکریٹا : ابھی شادی کی بات نہیں ہے۔

رومیلہ : تو ہی تو کہہ رہی ہے کہ جان اسے پٹا کرلے گیا ہے۔

سکریٹا : میں تو یہ کہہ رہی تھی کہ تمہارے آقا اور جان میں جھڑپ ہوگئی تھی۔ مرسیا نے تیرے آقا کی طرفداری کی۔ جان کو سخت ناگوار گزرا۔ اس نے سجمنڈ سے شکایت کی سجمنڈ تیز ہوکر آئے مگر تیرے آقا وہاں سے جاچکے تھے۔ ان سب میں مشورہ ہوا اور وہ فوراً ہی تیار ہوکر چلے گئے۔

رومیلہ : تو اسی لیے نہ کہ مرسیا کی جان سے شادی کردیں۔

سکریٹا : نہیں سجمنڈ بڑے مغرور ہیں۔ وہ اس بات کو ہرگز گوارہ نہ کریں گے کہ ان کی بہن ایک عام آدمی سے بیاہی جائے۔

رومیلہ : تو مجھے پگلی بتارہی ہے اور خود پگلیوں والی باتیں کررہی ہے۔

سکریٹا : کیسے؟

رومیلہ : ایسے کہ جب مرسیا کی شادی کرنی نہیں تھی تو سجمنڈ دفعتہً چلے کیوں گئے۔ کیا کوئی خوف پیدا ہوگیا تھا؟

سکریٹا : ہاں۔

رومیلہ : کیا خوف ہوگیا تھا؟

سکریٹا : جان نے سجمنڈ کو بتایا کہ مرسیا کاظم کو چاہتی ہے ممکن ہے کہ اس نے تمام باتیں ان سے بیان کردی ہوں۔

رومیلہ : ایسی کیا باتیں تھیں۔

سکریٹا : مجھے ایک مرتبہ خود سجمنڈ نے بتایا تھا کہ وہ دریشا کے تمام صوبہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ تیاریاں ہورہی ہیں۔ اچانک اس صوبہ پر حملہ کیا جائے گا۔ یہ بات مرسیا کو بھی

Marfat.com

معلوم تھی۔ جان کو خوف ہوا کہ کہیں یہ بات مرسیا نے کاظم کو بھی نہ بتا دی ہو اور مسلمان اصلیت سے واقف ہو کر انہیں گرفتار نہ کر لیں۔

رومیلہ: شاید جس بات کے لیے سجمنڈ یہاں آئے تھے وہ پوری ہو گئی ہے۔

سکریٹا: نہ صرف پوری ہو گئی ہے بلکہ صبح و شام ہی میں اس صوبہ پر قیصر جرمنی، حملہ کرنے والا ہے۔ آخر تو مجھے یہاں بلا کر کیوں لائی۔

رومیلہ: یہ معلوم کرنے کے لیے کہ مرسیا کب واپس آئے گی۔

سکریٹا: اب نہ آئے گی۔ شاید تیرے آقا نے پوچھا ہو گا۔

رومیلہ: ہاں۔

سکریٹا: دیکھ جو باتیں میں نے تجھے بتائی ہیں ان کا کسی سے ذکر نہ کر دینا۔

اب دونوں وہاں سے چل پڑیں اور ان کی آوازیں آنی بند ہو گئیں۔۔

کاظم وہاں سے نکل آئے۔

Marfat.com

۴۰

گیارھواں باب

۵۰

بغاوت کی افواہ

کاظم نے جو باتیں سکریٹا سے سنیں ان سے ان کی پریشانی اور بڑھ گئی۔ وہ سمجھ گئے کہ عیسائی فتنہ و فساد کرنا چاہتے ہیں۔ اس نواح میں ترکی فوجیں بالکل بھی نہ تھیں۔ یہاں سے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قلعہ زغوذر نامی تھا۔ اس میں کچھ فوجیں تھیں۔ انہوں نے سوچا کہ وہاں جا کر اس وقت تک انہیں جو حالات معلوم ہوئے ہیں وہ وہاں کے افسروں کے گوش گذار کر دیں اور ان سے یہ درخواست کریں کہ وہ بباک کی حفاظت کے لیے ایک دستہ بھیج دیں۔ ابھی وہ ان ہی خیالات میں غلطاں و پیچاں تھے کہ احمد سعید کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ وہ فوراً باہر کے دیوان خانے میں چلے آئے۔ وہاں احمد سعید بیٹھے ہی تھے۔ علیک سلیک ہوئی۔ احمد سعید نے کہا۔

"تم نے کچھ سنا"؟

کاظم: کیا کوئی نئی بات ہو گئی ہے؟

احمد سعید: معلوم ہوا ہے کہ درلیشیا کا گورنر باغی ہو گیا ہے۔

کاظم: خدا خیر کرے۔ یہ خطرہ تو اس وقت سے تھا جب سے اس صوبہ کا گورنر عیسائی مقرر ہونا شروع ہوا تھا۔

درلیشیا کے صوبہ پر ترکی گورنر مقرر ہوا کرتا تھا لیکن فرانس کے بادشاہ ہنری سوم نے عثمانی سلطان مراد خاں سوم سے ۹۸۶ھ بمطابق ۱۵۷۹ء میں چند مراعات خصوصی حاصل کیے تھے اور چند درخواستیں بھی پیش کی تھیں۔ ایک درخواست یہ تھی کہ مارسیلز کے عیسائی غوطہ خوروں کو سلطانی علاقہ کے سمندر میں سے صدف اور مونگا نکالنے کی اجازت دی جائے۔ سلطان نے یہ درخواست منظور کر لی تھی۔ مارسیلز کے عیسائیوں

Marfat.com

کو صدف اور مونگا نکالنے کی اجازت دے دی تھی۔ مارسیلز کے عیسائی بھاری تعداد میں صدف اور مونگا نکالنے کے بہانہ سے وہاں آ آ کر آباد ہونے لگے۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ان کی ایک نوآبادی قائم ہوگئی۔

اس کے کچھ عرصہ کے بعد شاہ فرانس نے پھر درخواست کی کہ صوبہ دریلشیا جو ترکوں کے قبضہ میں ہے۔ اس میں عیسائیوں کی آبادی زیادہ ہے۔ سلطان وہاں عیسائی گورنر مقرر کر دیا کریں۔ سلطان نے ازراہ مروت یہ درخواست بھی منظور کر لی اور صوبہ دریلشیا میں عیسائی گورنر مقرر کرنے لگے۔

سلطان مراد خاں سوم نے شاہ فرانس کی یہ درخواستیں کچھ اپنی کمزوری اور فرانس کو قوی سمجھ کر منظور نہیں کی تھیں کیونکہ اس زمانہ میں سلطنت عثمانیہ اس قدر طاقت ور تھی کہ یورپ کی تمام عیسائی سلطنتیں بھی مل کر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں۔ بحری قوت کا یہ عالم تھا کہ یورپ کی تمام سلطنتوں کے جہاز مل کر بھی اتنے نہیں تھے جتنے ایک تنہا سلطنت عثمانیہ کے تھے بلکہ یورپ کی مشہور سلطنتوں کا یہ عالم تھا کہ سوائے وینس، اسپین اور انگلینڈ کے کسی سلطنت کے پاس بحری بیڑہ نہ تھا۔ فرانس کے پاس بالکل بھی جہاز نہ تھے۔ وہ وینس والوں کے جہازوں میں سامان تجارت بار کر کے لایا کرتا تھا۔ قیصر جرمنی کے پاس بھی جہاز نہ تھے۔ اگر روس کے پاس جہاز تھے بھی تو وہ صرف نام کے تھے ترکی جہازوں کے مقابلہ میں بالکل کشتیاں معلوم ہوتے تھے۔ برطانیہ کے پاس کوئی مضبوط بحری بیڑہ نہ تھا۔

۱۵۸۸ء میں جب اسپین نے برطانیہ پر حملہ کی تیاری کی تو ایلزبتھ ملکۂ انگلستان نے سلطان سے مدد کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ سلطان نے برطانیہ کی مدد کی اور اسپین کے بحری بیڑہ کو تباہ کر دیا تھا۔

اس زمانہ میں ترکی سلطان شہنشاہ بحر کہلاتے تھے۔ ایک انگریز پروفیسر نے جو اچھے مورخ تھے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ "انگریزوں کی بحری ترقی کا زمانہ ملکہ الزبتھ کے عہد سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے تمام دنیا میں ترکی بحری قوت بے مثل تھی"۔

از تاریخ عثمان صفحہ ۲۰۱

Marfat.com

اس تحریر سے مقصد یہ ہے کہ اس زمانہ میں عثمانی سلطنت کی دھاک تمام و دل یورپ پر بیٹھی ہوئی تھی کسی کی یہ مجال نہیں تھی کہ وہ سلطان سے کوئی بات بہ زور منوا سکے۔ البتہ فرنگی اپنی چالاکی سے عاجزانہ درخواستیں کر کے اپنا مطلب نکال لیتے تھے۔ چنانچہ دریشیا میں عیسائی گورنر کی تقرری بھی عاجزانہ درخواست کر کے ہی منظور کرائی گئی تھی۔

احمد سعید نے کہا "سلطان مراد خاں سوم مرحوم نے عیسائیوں کی تالیف قلوب کے لیے دریشیا میں عیسائی گورنر کی تقرری منظور کی تھی"۔

کاظم : لیکن عیسائی اس پر بھی مشکور نہ ہوئے۔

احمد سعید: وہ مشکور ہو ہی نہیں سکتے۔ انہیں مسلمانوں سے کد کی یہ وجہ ہے کہ اسلام نئی شان سے جلوہ گر نہ ہوتا مسلمان سروں سے کفن باندھ کر مغروروں اور باطل پرستوں کی سرکوبی کے لیے حجاز سے نہ نکل پڑتے تو دنیا بھر میں عیسائیوں کی سلطنت ہوتی اور شاید ساری دنیا عیسائی ہو جاتی"۔

کاظم : یہ ان کی خام خیالی ہے۔ سرورِ کائنات فخرِ موجودات باعث تخلیقِ عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے تقریباً چھ سو برس تک عیسائی رہے۔ لیکن وہ ساری دنیا کو عیسائی نہ بنا سکے۔ عیسائیت سے بہک کر گمراہ ہو گئے۔ اسلام نے جب بتایا کہ عیسائیت کیا تھی اور مسلمانوں نے جب دنیا کو سمجھایا کہ عیسائی کیا بن گئے ہیں تو نقشہ ہی اور گیا۔ دراصل عیسائیوں کو پرخاش ہی یہ ہے کہ مسلمانوں نے ان کی اور ان کے مذہب کی پول کھول دی۔

احمد سعید : یہ تم نے ٹھیک کہا۔ مگر آج قصبہ میں افواہیں بڑی خوفناک پھیل رہی ہیں۔ گورنر کے باغی ہو جانے سے مسلمان بڑے متراد ہو گئے ہیں۔

کاظم: اس نواح میں مسلمانوں کی آبادی بہت ہی کم ہے اس لیے انؓ کا پریشان اور متراد ہونا کچھ بیجا نہیں ہے۔

احمد سعید: یہی بات ہے۔

کاظم : لیکن گورنر کے باغی ہونے کی کیا وجہ ہوئی؟

احمد سعید : سوائے اس کے کہ وہ عیسائی ہے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض خفیہ رپورٹیں جو باب عالی میں ارسال کرنے کے لیے ماتحت افسروں نے

Marfat.com

بھیجی تھیں وہ اس نے روک لیں۔

کاظم: یقیناً روک لی ہوں گی۔ دوست معاملات بہت خطرناک ہو گئے ہیں قیصر جرمنی ہمارے صوبہ پر حملہ کرنے والا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ گورنر بھی قیصر جرمنی سے ساز کر گیا ہے

احمد سعید: مجھے بھی یہی خیال ہوا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے تمہیں مجھ سے زیادہ حالات معلوم ہیں۔

کاظم: دو تین روز ہی کے اندر مجھے اتنے اور ایسے حیرتناک حالات معلوم ہوئے ہیں کہ میں بوکھلا گیا ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔

احمد سعید: کچھ حالات مجھے بھی بتاؤ۔

کاظم: سجمنڈ جو یہاں رہتا تھا وہ پولینڈ کا بادشاہ تھا۔

احمد سعید حیرت سے کاظم کو تکنے لگے۔ کاظم نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا وہ افشائے راز کے خوف سے بھاگ گیا۔ اب یقیناً وہ جرمنی فوجوں کے ساتھ یہاں آئے گا۔

احمد سعید: جس قدر تعجب مجھے یہ خبر سن کر ہوا ہے اتنا کبھی نہ ہوا تھا۔ تم نے کیا سوچا ہے؟

کاظم: میرا ارادہ یہ ہے کہ ترغوذر کے قلعہ میں جاؤں اور وہاں ان تمام باتوں کی اطلاع دے کر اگر ممکن ہو تو قصبہ کی حفاظت کے لیے ایک فوجی دستہ لے آؤں۔

احمد سعید: فوجی دستہ کا آنا ضروری ہے۔ اس سے ان شوریدہ سر اور خنڈے عیسائیوں کے دماغ درست ہو جائیں گے جو شر و فساد کرنا چاہتے ہیں۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔

کاظم: میری عدم موجودگی میں تمہارا یہاں رہنا ضروری ہے۔ خدا جانے ہمارے جاتے ہی کیا معاملہ پیش آ جائے۔

احمد سعید: مجھ سے زیادہ لوگ تمہارا لحاظ کرتے اور کہنا مانتے ہیں۔ تم یہاں رہتے تو اچھا تھا۔

کاظم: ترغوذر میں کئی افسروں سے میری شناسائی ہے۔ اس لیے میں اپنا وہاں جانا مناسب سمجھتا ہوں۔

احمد سعید: لیکن جلد جانا چاہیے۔

کاظم: میں آج ہی کسی وقت روانہ ہو جاؤں گا۔ تم یہاں کی دیکھ بھال رکھنا۔ غلط افواہوں کو روکنا مسلمانوں کی تسلی کرتے رہنا۔

Marfat.com

احمد سعید: اطمینان رکھو جو کچھ مجھ سے ہو گا کروں گا۔
کاظم نے تیاری شروع کی اور اسی روز دوپہر کا کھانا کھا کر روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

بارھواں باب

حسن کا ڈاکو

کاظم چلے اور ترغوذ میں جا پہنچے۔ یہ ایک بہت ہی مختصر قلعہ تھا۔ اس میں ایک ہزار ترکوں کا ایک دستہ رہتا تھا۔ اتنی تھوڑی فوج اس نواح کے انتظام کے لیے کافی تھی۔ مسعود بک اس فوج کے افسر تھے۔ کاظم کی ان سے اس وقت سے واقفیت تھی۔ جب سے وہ ان کے والد کی ماتحتی میں رہے تھے۔ کاظم کے باپ تسکری پاشا ایڈریانوپل کی فوج میں سپہ سالار تھے۔ کچھ دنوں سمرنا میں بھی رہے تھے۔ ان کا اچانک انتقال ہو گیا تھا انہوں نے اپنی حیات ہی میں بباک میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ وہیں ان کو جاگیر بھی ملی تھی۔

جب کاظم جوان ہوئے اور فوجی تعلیم بھی حاصل کر لی تو انہوں نے فوج میں بھرتی ہونا چاہا مگر ان کی والدہ نے روک دیا۔ اس کی وجہ کچھ یہ نہ تھی کہ کاظم کی والدہ فوج کی ملازمت اچھی نہ سمجھتی تھیں بلکہ وہ یہ چاہتی تھیں کہ ان کا لڑکا شروع ہی میں کسی اچھے عہدہ پر ممتاز ہو جائے۔ اور قاعدہ یہ تھا کہ جو لوگ فوج میں بھرتی ہوتے تھے۔ انہیں ان کے کارناموں کے مطابق بتدریج ترقی ملتی تھی۔

مسعود بک نے کاظم کی بڑی آؤ بھگت کی اور ان سے اچانک آنے کی وجہ پوچھی، کاظم نے تمام حالات ان سے بیان کیے۔ وہ بڑی توجہ سے سنتے رہے۔ جب وہ سب کچھ بیان کر چکے تو انہوں نے کہا "مجھے یہ سن کر تعجب ہوا کہ سجمنڈ جو سویڈن کا شاہزادہ اور پولینڈ کا بادشاہ ہے۔ کیسے اور کیوں بباک میں عام آدمیوں کی طرح آ کر رہا۔ لیکن اور باتیں مجھے شاید تم سے زیادہ معلوم ہیں۔ جرمنی آمادہ بہ فساد ہے۔ اس نے ٹرنیلونیا اور مالڈیویا کے عیسائیوں کو بھڑکا دیا ہے اور وہ بغاوت کے دروازے پر کھڑا ہے۔ میں یہ تعجب کر رہا تھا کہ اس صوبہ میں فساد کی چنگاریاں کون پھینک رہا ہے۔ اب تمہارے کہنے سے معلوم

Marfat.com

ہوا کہ سجمنڈ نے بھینکی ہیں"۔

کاظم: آپ نے ان واقعات کی اطلاع باب عالی کو دے دی۔

مسعود بک: ہاں میں اطلاع دے چکا ہوں لیکن باب عالی نے وزارت میں تبدیلیاں کی ہیں۔ اور محکمہ بحری کا بھی نیا انتظام کیا ہے معلوم ہوا ہے فرہاد پاشا صدر اعظم بنائے گئے ہیں اور سنان پاشا امیر البحر کو معزول کر کے ان کی جگہ خلیل پاشا کو امیر البحر مقرر کیا ہے۔ ان تبدیلیوں کی وجہ سے شائد میری درخواست پر ابھی تک کوئی غور نہیں ہوا ہے۔

کاظم: لیکن مجھے خوف ہے کہیں بغاوت کی ابتدا ہمارے صوبہ دریشیا ہی سے نہ ہو جائے سجمنڈ کے دفعتہً بھاگ جانے سے اس کا امکان اور بڑھ گیا ہے۔

مسعود بک: یہ تم سچ کہتے ہو۔

کاظم: ہمارا قصبہ سرحد کے قریب ہے اور بے پناہ ہے۔ نہ اس کی چہار دیواری ہے نہ وہاں فوج ہے۔ میں اس لیے آیا تھا کہ آپ ایک دستہ قصبہ کی حفاظت پر مامور کر دیتے۔

مسعود بک: مگر یہ بات میرے اختیار میں کب ہے۔ کم سے کم گورنر کی اجازت ضروری ہے۔

کاظم: لیکن گورنر فرنگی ہے اور فرنگیوں سے ساز کر چکا ہے۔ اگر اس سے درخواست بھی کی گئی تو وہ اول تو اس پر غور ہی نہ کرے گا اور غور بھی کیا تو اجازت نہ دے گا۔

مسعود بک: میں یہ سمجھتا ہوں۔ ایک بات میرے امکان میں ہے وہ یہ کہ میں ایک دستہ چاند ماری کرنے کے بہانہ سے اس طرف بھیج سکتا ہوں۔

کاظم: مگر میں چاہتا ہوں کہ یہ دستہ بباک ہی میں مقیم رہے۔

مسعود بک: اس کی ایک صورت ہے کہ تم ایک درخواست مجھے دو میں سپہ سالارِ اعظم کے پاس بھیج دوں۔

کاظم: اور جب تک جواب آئے ایک فوجی دستہ آپ بباک ہی میں رہنے دیں۔

مسعود بک: میں تمہاری وجہ سے اپنی ذمہ داری پر ایسا بھی کر دوں گا۔

کاظم: میں بہت مشکور ہوں گا۔

مسعود بک: اس میں مشکور ہونے کی کوئی بات نہیں ہے تمہارے والد کے احسانات

Marfat.com

میں تا زندگی نہیں بھول سکتا۔ تم ایسا کرو کہ کم سے کم ایک ہفتہ یہاں ٹھہرو۔ اس عرصہ میں شائد وہاں سے جواب ہی آجائے۔

کاظم: میں تو فوراً ہی واپسی کے ارادہ سے آیا تھا۔

مسعود بک: حکم بھی آجائے تب بھی میں ایک ہفتہ سے پہلے تمہیں نہ جانے دوں گا چلو درخواست لکھ کر مجھے دے دو۔

کاظم نے درخواست لکھ کر مسعود بک کو دی۔ انہوں نے اسی وقت اس پر مفصل رپورٹ لکھ کر ایک سوار کو دے کر روانہ کر دیا۔

ترغوذر کے گرد باغات کثرت سے تھے۔ جو دور تک پھیلتے چلے گئے تھے۔ ترکوں کو باغ لگانے کا شوق تھا۔ کاظم صبح اور شام گھومنے باغوں میں چلے جاتے۔ ایک روز جب وہ حسبِ معمول ایک باغ میں گئے اور اس کی روشوں پر چہل قدمی کرنے لگے تو انہوں نے دور ہا نوں کی آوازیں سنیں۔ معلوم ہوا چند لڑکیاں ہنسی مذاق کر رہی ہیں، یہ عصر کی نماز پڑھ کر یہاں آئے تھے۔ آفتاب مغرب کی طرف جھک گیا تھا۔ دھوپ سمٹ کرا دنچے درختوں کی چوٹیوں پر جا پہنچی تھی۔ درختوں کی کثرت کی وجہ سے گہرا سایہ ہو کر اندھیرا سا پھیلنے لگا تھا۔ انہیں خوف ہوا کہ باغ میں لڑکیاں آئی ہوئی ہیں کہیں وہ اوپر نہ آنکلیں وہ دوسری طرف چلے گئے۔ وہاں ایک چھوٹا سا گھاس کا لان تھا۔ وہ اس پر بیٹھ گئے اور یہ قصد کر لیا۔ کہ جب دن چھپ جائے گا تو مغرب کی نماز وہیں پڑھ کر چلیں گے۔

اس لان کے گرد پھولوں کے پودوں کی باڑ لگی ہوئی تھی۔ پھول کھل رہے تھے۔ خوشبو مہک رہی تھی اس وقت پھولوں پر کچھ عجیب نکھار آگیا تھا۔

وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے کہ دفعتاً ہلکی چیخ کی آواز آئی۔ انہوں نے متحیر ہو کر دیکھا۔ دل میں آیا کہ دوڑ کر دیکھیں کیا معاملہ ہے مگر چیخ کسی لڑکی کی تھی۔ جانا مناسب نہ سمجھا۔ اچانک کئی لڑکیوں کی آوازیں آئیں اور پھر ایک زور کی چیخ آئی۔ اب کاظم سے نہ رہا گیا۔ جلدی سے اٹھے اور جس طرف سے چیخ آئی تھی اس طرف دوڑے۔ لان کو پار کر کے ایک روش پر ہو لیے۔ ایک گھوم پر انہیں چند لڑکیاں گھبرائی ہوئی آتی ملیں۔ وہ ہرنیوں کی طرح چوکنی ہو رہی تھیں۔ ایک لڑکی کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔ یہ سب لڑکیاں نوخیز و خوبرو تھیں مگر اس وقت ایسی افسردہ تھیں کہ انہیں نہ پردہ کا خیال ہوا۔ نہ کاظم سے

Marfat.com

حجاب کیا۔ کاظم نے پوچھا" یہ کیا ہوا۔ خون کیسے نکل رہا ہے"۔

ایک لڑکی نے جلدی سے کہا" سلمہ کی خبر لیجئے اسے ایک بدبخت عیسائی نے پکڑ رکھا ہے"۔

انہیں معلوم نہیں تھا کہ سلمہ کون ہے۔ مگر وہ یہ سمجھ گئے کہ کسی مسلمان لڑکی کو کسی عیسائی نے پکڑ لیا ہے۔ جوش اور غصہ سے ان کا خون کھولنے لگا۔ انہوں نے دریافت کیا" کس طرف ہے وہ"

ایک اور لڑکی نے اشارہ کر کے کہا" اس بائیں طرف والی روش پر چلے جائیے۔ مگر جلدی کیجئے۔ کہیں وہ اسے اٹھا کر نہ لیجائے اس کے ساتھ گھوڑا بھی ہے"۔

کاظم: اور تم اپنی سہیلی کو ایک کافر کے جنگل میں چھوڑ کر چلی آئیں۔

جس لڑکی کے ہاتھ میں سے خون نکل رہا تھا اور درد کرب جس کے چہرے سے ظاہر تھا اس نے کہا" میں نے اس بدبخت کا مقابلہ کیا تھا اس نے میرے ہاتھ پر تلوار کا چرکا لگایا۔ بوٹی اڑ گئی میں گھبرا گئی اور سب ہی گھبرا کر بھاگ آئیں"۔

کاظم نے اور کچھ دریافت کرنا مناسب نہ سمجھا وہ تیزی سے جھپٹے کچھ دور چل کر انہوں نے دیکھا کہ ایک قوی ہیکل عیسائی ایک حسین اور نازک اندام لڑکی کو اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے لڑکی ابھی تک اس کے قابو میں نہیں آئی تھی۔ کاظم نے للکارا۔" بزدل ٹھہر تیرا قاتل آپہنچا ہے"۔

عیسائی نے نگاہیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔ اس نے اس زور سے لڑکی کو دھکا دیا کہ وہ زمین پر گر گئی اور تلوار کھینچ کر کاظم کی طرف جھپٹا۔ کاظم ڈرے نہیں۔ بڑھے چلے گئے اور جوں ہی عیسائی نے ان پر وار کیا وہ پینترا بدل کر دوسری طرف جا کودے اور فوراً جھپٹ کر اس زور سے اس کی کنپٹی پر مکہ مارا کہ وہ تیورا کر جھک گیا۔ انہوں نے اس سے تلوار چھین لی۔ عیسائی نے ایک لمحہ ضائع نہیں کیا۔ بھاگا۔ قریب ہی اس کا گھوڑا کھڑا تھا۔ اس پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔

لڑکی جس کا نام لڑکیوں نے سلمہ بتایا تھا اس عرصہ میں اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی... متشکرانہ نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے اس سے کہا" تم اپنی سہیلیوں کے پاس چلی جاؤ وہ گھاس والے لان کے پاس موجود ہیں میں اس بدبخت کو دیکھتا ہوں"۔

سلمہ روانہ ہوئی۔ کاظم نے دوڑ کر دیکھا عیسائی بہت دور جا چکا تھا۔ وہ وہاں سے واپس لوٹ آئے

Marfat.com

تیرھواں باب

وحشت ناک خبر

جب کاظم قلعہ ترغود میں آئے تو کافی رات جا چکی تھی۔ باغ میں جو واقعہ انہیں پیش آیا تھا اس نے انہیں حیران کر رکھا تھا۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ عیسائی سلمہ کو زبردستی کیوں اور کہاں لے جانا چاہتا تھا۔ ایک دفعہ ان کے دل میں آیا تھا کہ وہ سلمہ با اور لڑکیوں سے اس کے متعلق کچھ دریافت کریں لیکن یہ بات اسلامی تہذیب کے خلاف تھی کہ وہ لڑکیوں سے اس کے متعلق کچھ دریافت کریں

س لیے چپ ہو رہے۔ انہوں نے ان میں سے کسی سے یہ بھی نہیں دریافت کیا کہ وہ لڑکیاں کون ہیں جب وہ سب چلی گئیں تب وہ واپس لوٹے تھے جاتے ہی ان کے سامنے کھانا آگیا۔ کھانا کھا کر انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی اور خواب گاہ میں جانے کے قصد سے اٹھے اسی وقت کسی کے ہلکے قدموں کی چاپ ہوئی۔ ساتھ ہی شیریں آواز آئی "بھائی جان! آپ ناخوش تو نہ ہوں گے کہ میں نے آپ کو بھائی جان کہا"

کاظم رک گئے انہوں نے کہا "نہیں۔ یہ تو خوش ہونے کی بات ہے"۔

"میں ایک بات عرض کرنے آئی ہوں"

کاظم: پہلے یہ بتاؤ تم ہو کون؟

لڑکی: میں سلمہ ہوں۔

کاظم: یہ تو میں نے تمہاری آواز سے ہی پہچان لیا تھا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ تم کس کی بیٹی ہو۔

سلمہ: آپ کے میزبان کی۔

کاظم: جب تو بہن بھائی کا رشتہ اور بھی پختہ ہو گیا۔ اب شوق سے کہو جو کہنا چاہتی ہو۔

Marfat.com

سلمہ : جو واقعہ باغ میں ہوا تھا آپ اس کا کسی سے ذکر نہ کریں۔ کاظم کو یہ سن کر بڑا تعجب ہوا وہ مسعود بک سے اس واقعہ کو اس لیے کہنا چاہتے تھے کہ وہ سراغ لگا دیں کہ وہ عیسائی کون تھا۔ لیکن سلمہ منع کر رہی تھی۔ انہوں نے کہا "کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ کیوں ذکر نہ کروں"۔

سلمہ : میں اس کی وجہ بھی نہیں بتا سکتی۔

کاظم : یا بتانا نہیں چاہتیں۔

سلمہ : جو چاہے سمجھ لیجئے۔

کاظم : کیا اس میں کوئی مصلحت ہے؟

سلمہ : ایسا ہی ہے۔

کاظم : میرا ارادہ تمہارے والد سے ذکر کرنے کا تھا لیکن اب نہ کروں گا۔

سلمہ نے شوخی کے انداز میں کہا "جب تو آپ بڑے اچھے بھائی جان ہیں"۔

کاظم : جس لڑکی کے زخم آیا تھا اس کا کیا حال ہے۔

اس وقت کھسر پھسر کی آواز آئی۔ کاظم نے سمجھ لیا کہ سلمہ تنہا نہیں ہے۔ کوئی اور لڑکی بھی اس کے ساتھ ہے۔ انہوں نے کہا "جواب نہ دیا تم نے سلمٰی!

سلمہ : اسے اب آرام ہے۔

کاظم : تمہارے ساتھ کیا وہی مجروح لڑکی ہے

سلمہ : نہیں۔

کاظم : اور کون ہے۔

سلمہ : کوئی ہو۔ اب آپ کو اس سے کیا۔ سلام عرض کرتی ہوں۔ وہ چلی گئی۔ کاظم حیرت و استعجاب میں پڑ گئے۔ سلمہ نے باغ والے واقعہ کا ذکر کرنے سے کیوں روک دیا۔ وہ میرے میرے پاس کیوں آئی تھی۔ اس کے ساتھ اور کون لڑکی تھی۔ ان ہی خیالات میں غوطے کھاتے ہوئے وہ خواب گاہ میں چلے گئے۔

صبح کو اذان کی آواز سنتے ہی اٹھ کر نکل آئے۔ ضروریات سے فراغت کی اور قریب کی مسجد میں نماز پڑھنے چلے گئے۔ جب نماز پڑھ کر آئے تو خادم نے عرض کیا "دوسرے برابر والے کمرے میں ناشتہ تیار ہے"۔

Marfat.com

جب سے کاظم یہاں آئے تھے اسی کمرہ میں ناشتہ کیا کرتے تھے۔ آج پہلا موقع تھا کہ دوسرے میں انہیں ناشتہ کے لیے جانا پڑا۔ وہاں ناشتہ موجود تھا۔ وہ کھانے لگے۔ انہوں نے کمرہ کے پردہ کو حرکت کرتے دیکھا وہ سمجھ گئے کوئی دوسرے کمرہ میں موجود ہے وہ منتظر ہوئے کہ کوئی ان سے کلام کرے گا۔ لیکن انہوں نے ناشتہ ختم کر لیا اور کسی نے ان سے بات نہ کی۔ اب وہ سمجھے کہ شاید ہوا کے جھونکے نے پردہ ہلایا تھا وہ اٹھے اور اپنے کمرہ میں آ بیٹھے ابھی انہیں یہاں آئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ مسعود بک آ گئے۔ کاظم ان کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں سلام کیا۔ مسعود بک نے سلام کا جواب دیا اور کرسی پر بیٹھ کر کہا۔

"آج حکم آ گیا ہے۔ بباک کی حفاظت کے لیے ڈھائی سو سواروں کا دستہ منظور ہوا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سلطان المعظم کو یہاں کے گورنر کے باغی ہو جانے کی اطلاع ہو گئی ہے"۔

کاظم دستہ کی تعیناتی کی خبر سن کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا یہ آپ کے زورِ تحریر کا اثر ہے۔

مسعود بک: نہیں۔ معمولی افسروں کو کون پوچھتا ہے۔ بات وہی ہے جو میں نے کہی یعنی باب عالی کو یہاں کے حالات معلوم ہو گئے ہیں۔

کاظم: اگر یہاں کے حالات معلوم ہو جاتے تو سلطان المعظم کچھ اور فوج اس صوبہ میں نہ بھیج دیتے۔

مسعود بک: فوجیں آ رہی ہیں سناں پاشا جو پہلے امیر البحر تھے کچھ فوج لے کر اس طرف آ رہے ہیں۔

کاظم: خدا کا شکر ہے۔

مسعود بک: لیکن ایک خبر وحشت انگیز بھی ہے۔

کاظم: کیا؟

مسعود بک: معلوم ہوا ہے قیصر جرمنی نے چڑھائی کر دی ہے۔

کاظم کو یہ خبر سن کر بڑا صدمہ ہوا۔ انہوں نے کہا "خدا خیر کرے"۔

مسعود بک: معلوم یہ ہوا ہے کہ آسٹریا کی فوجیں قیصر جرمنی میکسملین اور ہنگری کے امیر کونٹ فالنی کے زیر کمان اس صوبہ وربشیا میں آ رہی ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ ان فوجوں کے

Marfat.com

ساتھ صوبجات ٹرینسلونیا اور مالڈیویا کے باغی بھی ہیں۔

کاظم: لیکن یہ باتیں آپ کو معلوم کیسے ہوئیں۔

مسعود بک: جو قاصد گیا تھا۔ اسے دفتر جنگ سے یہ سب خبریں معلوم ہوئی ہیں۔

کاظم کے چہرے سے وحشت اور پریشانی کے آثار ظاہر ہو گئے۔ انہوں نے کہا "میرا دل بہت بے چین ہو گیا ہے۔ میں اسی وقت مکان واپس جانا چاہتا ہوں"۔

مسعود بک: ایسی کیا جلدی ہے آج پنجشنبہ (جمعرات) ہے کل جمعہ ہے پرسوں شنبہ کو دستہ روانہ ہوگا اس کے ساتھ جانا۔

کاظم: آپ جانتے ہیں کہ میرا قصبہ اس صوبہ کی سرحد کے قریب ہے اس سے پہلے صرف دو قصبے گراں اور سگراد اور ہیں۔ اگر خدانخواستہ وحشی عیسائی حملہ آور ہوئے تو ہمارے قصبے میں ایسے آدمی بہت کم ہیں جو عیسائیوں کا مقابلہ کر سکیں میں تو یہ چاہتا ہوں کہ آپ دستہ کو بھی آج ہی روانہ کر دیں۔

مسعود بک: میں آج ہی بھیج دیتا لیکن اس کے ساتھ جنگی سامان جائے گا۔ سامان جمع کرنے اور روانہ کرنے میں کچھ دیر ضرور لگے گی پھر میں ایسا کروں گا کہ آج نہ سہی کل ضرور روانہ کر دوں گا۔ تم بھی کل ہی چلے جانا۔

کاظم: نہیں۔ مجھے آج ہی اجازت دیجئے۔

مسعود: تم تو بہت ہی کچھ پریشان ہو گئے۔

کاظم: اس وقت میرا دل نامعلوم خوف سے سخت بے چین ہو گیا ہے۔ اب میں یہاں ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتا۔

مسعود: کاش میں یہ حالات ہی تمہیں نہ بتاتا۔

کاظم: آپ نے بڑی مہربانی کی ان حالات سے اس وقت مجھے اطلاع دیدی۔ سائیس کو حکم دیجئے کہ وہ میرے گھوڑے پر زین رکھ دے۔

مسعود بک: اچھا میں تمہیں روک بھی نہیں سکتا لیکن ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں۔

کاظم: فرمایئے۔

مسعود بک: اگر کوئی واقعہ پیش آجائے تو تم معہ متعلقین کے یہیں آجاؤ گے۔

کاظم: اس بات کا میں وعدہ کرتا ہوں۔

Marfat.com

مسعود بک نے سائیس کو گھوڑے پر زین کسنے کا حکم دیا۔ سائیس گھوڑا لے آیا۔ کاظم اٹھے مسعود بک کو سلام کیا اور سوار ہو کر چلے۔ قلعہ سے نکلتے ہی انہوں نے گھوڑے کے ایڑ لگائی اور تیزی سے روانہ ہوئے۔ دوپہر کے بعد وہ ایک سرائے میں پہنچے۔ یہاں سے بستی بڑے فاصلہ پر تھی۔ اس لیے مسافر یہیں ٹھہر جاتے تھے۔ لیکن کاظم اڑ کر اپنے گھر پہنچ جانا چاہتے تھے اس لیے وہاں نہیں رکے اور بڑھے چلے گئے۔ رات کو بارہ بجے کے قریب وہ دوسری منزل پر پہنچے اور ٹھہر گئے۔ اسی طرح کوچ وقیام کرتے چلے جارہے تھے کہ ایک روز رات کو وہ بباک سے پانچ میل اس طرف ایک سرائے میں پہنچے۔ رات کے بارہ بج چکے تھے۔ جب وہ سرائے میں داخل ہوئے تو دو آدمی باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے کہا" صبح بباک میں عیسائی لشکر آنے کی خبر گرم تھی۔" دوسرے نے کہا" تمہیں معلوم نہیں بباک کو عیسائیوں نے تباہ کر دیا!"

کاظم کا خون خشک ہو گیا۔ انہوں نے رک کر کچھ اور پوچھا تک نہیں۔ اسی وقت سرائے سے نکل کر پھر چل دیئے۔

Marfat.com

چودھواں باب

داستان تباہی

کاظم جس وقت سرائے سے نکلے ہیں تو دن بھر اور آدھی رات تک متواتر سفر کرتے رہنے کی وجہ سے وہ اور ان کا گھوڑا دونوں تھک کر اس قدر چور ہو گئے تھے کہ نہ گھوڑے میں چلنے کی سکت رہی تھی اور نہ ان میں گھوڑے پر بیٹھے رہنے کی۔ لیکن بباک کی تباہی کی خبر نے انہیں سخت متوحش اور مضطرب کر دیا تھا۔ انہوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ اگر گھوڑے نے جواب دے دیا اور چلنے سے معذور معلوم ہُوا تو وہ اسے جنگل میں چھوڑ دیں گے اور پیادہ پا چلیں گے۔

ہر شخص جو ذرا بھی دلیر اور ہمت والا ہوتا یہی ارادہ کرتا۔ اپنے وطن کی تاراجی دشمنوں کو اسے برباد کرنے کی خبر کوئی معمولی بات نہ تھی۔ وطن میں گھر تھا۔ مال و دولت تھی عزیز و یگانے تھے۔ غرض سب کچھ تھا۔ نہ معلوم کس پر آفت آئی۔ کون بچا۔ کون مارا گیا۔ گھر رہا یا جلا کر راکھ کر دیا۔ ان باتوں کے معلوم کرنے کی ضرورت تھی۔

کاظم سرائے سے نکل کر اندھیرے میں راستہ ٹٹولتے چلے۔ ایسا غضب کا اندھیرا پھیلا ہوا تھا کہ باوجود آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے سوائے اندھیرے کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ وہ تو گھوڑا اٹکل سے راستہ پر چلا رہا تھا۔ ورنہ کاظم کو راستہ یا راستہ پر کھڑے ہوئے درخت کچھ نظر نہ آرہے تھے۔

وفادار گھوڑا باوجود تھک کر چور ہو جانے کے آقا کی باگ کے اشارہ پر برابر چل رہا تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ آقا پر کوئی آفت آئی ہے جس نے سرائے میں رات کو بھی قیام نہیں کیا۔

لیکن گھوڑے کی اب وہ رفتار باقی نہیں رہی تھی جس سے وہ اب تک سفر کرتا رہا تھا۔ اس وقت معمولی رفتار سے چل رہا تھا۔ اگرچہ کاظم گھنٹوں کا راستہ منٹوں میں طے

Marfat.com

کرنا چاہتے تھے لیکن وہ یہ بھی جان رہے تھے کہ رات کا وقت ہے۔ اندھیرا پھیلا ہوا ہے۔ نظر کچھ نہیں آتا جس رفتار سے گھوڑا چل رہا ہے، غنیمت ہے۔

جب وہ سرائے سے دور نکل گئے تو سناٹا طاری تھا۔ گھوڑوں کے سم کی آواز کے اور کوئی آواز ہی نہیں تھی۔ جنگل سائیں سائیں کر رہا تھا۔ اس وقت تنہا سفر کرنا بڑی ہمت کا کام تھا۔ وہ سرائے سے دو، تین میل کے فاصلہ پر پہنچے ہوں گے کہ کسی نے دریافت کیا "کون سوار جا رہا ہے"۔

رات کے سناٹے میں یہ معمولی آواز توپ کی گرج معلوم ہوئی۔ کاظم سمجھ گئے۔ وہ سمجھے کوئی ڈاکو یا رہزن ہے۔ مگر کوئی ہو۔ جواب دینا ضروری تھا۔ انہوں نے کہا "تم کون ہو؟ اور کس لیے پوچھ رہے ہو"

پھر آواز آئی "کون بھائی کاظم"۔

کاظم نے پہنچانا۔ آواز ان کے دوست احمد سعید کی تھی۔ انہوں نے کہا "کون؟ بھائی احمد سعید"۔

احمد سعید: ہاں میں ہی ہوں۔

کاظم کی زبان سے بے ساختہ نکلا "اس وقت کہاں"؟

احمد سعید: یہاں قسمت لے آئی۔

کاظم نے گھوڑا روک لیا اور فتد رگا کر نیچے اترے۔ انہوں نے کہا خیریت تو ہے"

احمد سعید نے ان کے پاس آکر کہا "خیریت ہوتی تو اس وقت آدھی رات کے بعد یہاں کیوں ہوتا"۔

کاظم: ہوا کیا؟

احمد سعید: وہی جس کا مجھے اور تمہیں دونوں ہی کو اندیشہ تھا۔ بھائی کاظم۔ ہمارا وطن برباد کر دیا گیا۔

کاظم: میں ذرا مفصل سننا چاہتا ہوں۔

احمد سعید: تفصیل سے بیان کرنے کے لیے کس کا دل اور کس کی زبان لاؤں مختصر یہ ہے کہ بباک کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔

کاظم: کیا مسلمانوں نے مزاحمت نہیں کی؟

Marfat.com

Marfat.com

مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ میں نے لوگوں کو لڑائی پر آمادہ کیا۔ سب مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ مسلمان لڑے اور آخر دم تک لڑے۔ یہاں تک کہ سوائے چند کے اور سب مارے گئے میں زخمی ہو کر گر پڑا۔ ظالموں نے مجھے مردہ شمار کیا۔ اس کے بعد ان آنکھوں نے ہولناک مظالم دیکھے جن کو بیان کرتے ہوئے جگر کے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں، بے رحموں نے بڑی بیدردی سے عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالا۔ مکانات کو آگ لگا دی۔ ہر گھر سے تنکا تنکا لوٹ لیا۔ دوپہر کے وقت مجھے ہوش آیا۔ میں سرکتا ہوا اپنے گھر کی طرف چلا گیا۔ چونکہ قصبہ جل رہا تھا یا جل چکا تھا اس لیے گھر نہ مل سکا۔ تمہارے گھر جانا چاہا۔ وہ بھی نہ مل سکا۔ نہ معلوم کس طرح میں قصبہ سے باہر اور یہاں تک آ پہنچا"۔

کاظم کے آنسو جاری تھے۔ وہ سن رہے تھے۔ انہوں نے کہا "خدا کی مرضی پوری ہوئی۔ تم یہیں ٹھہرو احمد سعید میں بالک ضرور جاؤں گا"۔

احمد سعید: ہرگز نہ جاؤ۔ موت وہاں استقبال کے لیے تیار ہے۔

کاظم: کچھ ہو میں اپنی امی جان کی، بہن کی اور دوسری عورتوں اور لڑکیوں کی خبر لینے جاؤں گا تم یہیں ٹھہرو۔

احمد سعید: جب تم جان دینے جا رہے ہو تو میں کیسے ٹھہر سکتا ہوں۔ تمہارے ساتھ میں بھی چلوں گا۔

کاظم: اچھا تم میرے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔

احمد سعید سوار ہوئے۔ کاظم نے گھوڑے کی باگ پکڑی اور دونوں چلے۔

Marfat.com

ہوئی تھیں بعض کے سر الگ تھے۔ ان لاشوں میں بچوں، بوڑھوں اور جوانوں سب کی تھیں۔ عورتوں کی بھی تھیں۔ نہایت عبرتناک اور دلدوز نظارہ تھا۔

چونکہ محلے کے محلے تباہ کر دیئے گئے تھے اس لیے یہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کس کا مکان کہاں تھا۔ یہ لوگ دیکھتے بھالتے ایک مسجد کے پاس پہنچ گئے جس کے مینار گرا دیئے گئے تھے اور چھت کچھ رہ گئی تھی کچھ گر گئی تھی۔ کاظم نے کہا "یہ مسجد تو ہمارے محلہ کی معلوم ہوتی ہے۔

احمد سعید: میرا بھی یہی خیال ہے۔

دونوں آگے بڑھے بعض چیزوں کو دیکھ کر کاظم یہ خیال پختہ ہو گیا کہ ان کا مکان یہیں تھا۔ اب چاند نکل آیا تھا اور اس کی دھیمی روشنی اچھی طرح پھیل گئی تھی۔ کاظم کا مکان کہیں سے منہدم تھا اور کہیں سے جلا ہوا۔ وہ ملبہ سے ٹھوکریں کھاتے ہوئے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ انہوں نے خفیف سی کراہنے کی آواز سنی۔ دونوں متحیر ہوئے ادھر دیکھنے اور ٹٹولنے لگے۔ کراہنے کی آواز کبھی کبھی اور بہت ہی آہستگی سے آجاتی تھی۔

ایک مرتبہ کاظم کہیں گارے میں گر پڑے۔ وہ جلدی سے اٹھے۔ اسی وقت کراہنے کی آواز پاس ہی سے آئی۔ انہوں نے ٹٹولا تو کوئی لڑکی یا عورت ملبہ کے نیچے دبی ہوئی ملی۔ انہوں نے جلدی جلدی مٹی ہٹائی اور اسے نکالا۔ نکال کر احمد سعید کی مدد سے اوپر لائے۔ گرد و غبار میں اس کا چہرہ ایسا اٹا ہوا تھا کہ شناخت نہ ہو سکا۔ انہوں نے اس کا چہرہ جھاڑا اور احمد سعید کو پانی لانے بھیجا۔ تھوڑی دیر میں احمد سعید پانی لے آئے۔ کاظم نے اس کے منہ پر اول چھینٹے دیئے۔ اور پھر منہ ملایا۔ اب جو انہوں نے جھک کر دیکھا تو وہ ان کی بہن نجمہ تھی۔ اسے اس حال میں دیکھ کر ان کا دل ٹکڑے ہو گیا وہ اسے ہوا کرنے لگے۔ نجمہ نے آنکھیں کھول دیں۔ اپنے ارد گرد دیکھا مگر بول نہ سکی۔ کاظم نے احمد سعید سے کہا "یہ نجمہ ہے میری بہن۔ میں اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا ہوں۔ تم اور تلاش کرو شاید کوئی اور مل جائے"۔

احمد سعید: لیکن ہمیں صبح ہونے سے پہلے یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ ہم بھی عیسائیوں کی بندوقوں کا نشانہ بن جائیں گے اور ان سفاکوں سے انتقام نہ لے سکیں گے۔

کاظم: تم نے ٹھیک کہا۔ آؤ تو میں اور تم دونوں ہی تلاش کریں۔

Marfat.com

احمد سعید: تم نجمہ کو چھوڑ کر کہیں نہ جاؤ۔ اگر ہمارے تمہارے بعد اسے ہوش آگیا تو کہیں دہشت وحشت سے اس کا دم نہ نکل جائے۔

کاظم: ٹھیک کہتے ہو۔ اچھا تم جاؤ میں اس کی خبر گیری کروں گا۔

احمد سعید: چلے ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ کاظم نے کہا "ایسا کرنا کہ جلدی جلدی سب مکانوں میں ہو آنا۔ یہ جگہ تو یاد ہی رہے گی۔

احمد سعید: آہستہ بولو دوست اس کا خیال رکھو وحشی اور سفاک لوگ ہم سے قریب ہیں۔ میں حتی الامکان جلدی کروں گا اور جلد ہی واپس لوٹوں گا۔ اگر مجھے دیر ہو جائے اور صبح کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو تم نجمہ کو لے کر چلے جانا۔

کاظم: جب تک تم نہ آجاؤ گے میں ہرگز نہ جاؤں گا۔

احمد سعید چلے گئے۔ کاظم نے نجمہ کے منہ پر اور چھینٹے دیئے۔ اس نے پھر آنکھیں کھولیں اور آہستہ سے کہا۔ میں کہاں ہوں۔

کاظم: اپنے بھائی کے پاس۔

نجمہ نے انہیں غور سے دیکھا اور پھر ان کے گلے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کاظم جھک گئے۔ نجمہ ان کے گلے میں ہاتھ ڈالنا چاہتی تھی لیکن نہ ڈال سکی۔ کمزوری کی وجہ سے ہاتھ کانپ کر گر گئے۔ کاظم نے کہا "کیا کہتی ہو نجمہ"۔

نجمہ: میں تمہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

کاظم: میں آگیا۔ کچھ امی جان کا پتہ ہے۔

نجمہ: وہ جنت سدھار گئیں۔

کاظم کے آنسو نکل آئے۔ انہوں نے پوچھا "کس طرح"۔

نجمہ: جب عیسائی ہمارے گھر میں آکر گھسے تو امی جان انہیں برا بھلا کہنے لگی۔ ایک بے رحم جلاد نے انہیں گولی ماردی وہ کراہ بھی نہ سکیں گرتے ہی ٹھنڈی ہو گئیں۔ میں بھاگی اور توشہ خانہ کے قریب جو کمرہ ہے اس میں چھپ گئی دفعتہً میرے سر پر کوئی چیز لگی۔ میں بے ہوش ہو گئی اب ہوش آیا ہے۔

کاظم: نجمہ امی جان ہم سے رخصت ہو گئیں میں اس وقت تیرے سامنے خدا کو شاہد کرکے عہد کرتا ہوں کہ امی جان کا اور دوسرے مسلم شہیدوں کا عیسائیوں سے انتقام لوں گا۔

Marfat.com

نجمہ : خدا انہیں انتقام لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں نے وہ ہولناک مناظر دیکھے ہیں کہ تعجب ہے میں زندہ کیسے رہی مر کیوں نہ گئی۔

کاظم : تمہاری کنیزیں وغیرہ کہاں گئیں۔

نجمہ : میرے خیال میں وہ سب مار ڈالی گئیں میں چیخوں کی آوازیں سن رہی تھی۔

کاظم : اور تمہاری سہیلی تو تمہارے پاس نہیں تھی۔

نجمہ : نہیں وہ اپنے گھر چلی گئی تھی۔

کاظم : معلوم نہیں اس کا گھر کہاں تھا۔

نجمہ : تم اسے نہیں جانتے وہ تو تمہارے دوست احمد سعید کی بہن نکلی۔

کاظم : تو نے مجھ سے پہلے اس کا کبھی ذکر نہیں کیا۔

نجمہ : خود مجھے بھی معلوم نہ تھا جس روز آپ گئے ہیں اس روز اس نے بتایا تھا۔

کاظم : تم اٹھ سکتی ہو نجمہ۔

نجمہ : نہیں۔ اٹھا نہیں جاتا جیسے میرا بدن کچلا گیا ہو۔

اب صبح کے آثار ظاہر ہو گئے تھے کاظم نے کہا "احمد سعید بھی میرے ساتھ تھے۔ وہ یہ دیکھنے گئے ہیں کہ کوئی اور زندہ تو نہیں ہے۔ مگر انہیں گئے دیر ہو گئی۔ اگر تم ڈرو نہ تو میں انہیں دیکھ آؤں"

نجمہ : اب میں کیا ڈروں گی تم جاؤ۔

کاظم وہاں سے چلے۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ احمد سعید ایک لاش سی کاندھے پر ڈالے آتے ملے۔ کاظم نے پوچھا! یہ کون ہے۔

احمد سعید : یہ میری بہن ہے "رئیسہ تم نجمہ کو کہاں چھوڑ آئے؟

کاظم : وہیں جہاں ہم نے اسے نکالا تھا۔
رئیسہ کا کیا حال ہے۔

احمد سعید : اسے ہوش آگیا تھا لیکن پھر بے ہوش ہو گئی۔ اب صبح ہونے والی ہے۔ ہمیں یہاں سے چلا جانا چاہیئے۔

کاظم : لیکن دونوں لڑکیوں کو کیسے لے چلیں گے۔

Marfat.com

احمد سعید: جس طرح بھی ممکن ہو گا۔

کاظم نے نجمہ کے پاس واپس آکر اسے گود میں اٹھایا اور احمد سعید کے ساتھ چلے جب وہ گھوڑے کے پاس آئے تو اتفاق سے ایک آوارہ گھوڑا وہاں آگیا۔ انہوں نے اسے بھی پکڑ لیا اور دونوں گھوڑوں پر دونوں لڑکیوں کو بٹھا کر روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

سولھواں باب

آوارہ بدمعاش

نجمہ کو تو ہوش آ گیا تھا۔ وہ ٹھیک طور پر گھوڑے پر بیٹھی تھی لیکن رئیسہ ابھی تک بے ہوش تھی احمد سعید خود بھی گھوڑے پر بیٹھ گئے تھے اور انہوں نے رئیسہ کو سنبھال رکھا تھا۔

ابھی یہ لوگ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ سپیدہ سحر نمودار ہو گیا۔ احمد سعید نے کہا "صبح ہو گئی ہے خوف ہے کہیں عیسائی ہم پر حملہ نہ کر دیں۔ اگر ممکن ہو تو تم بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔

کاظم: بہت مشکل ہے میں کل صبح سے برابر اس گھوڑے پر سفر کر رہا ہوں۔ مجھے تو یہ خوف ہے کہیں یہ جواب نہ دے دے۔ اگر یہ نجمہ کو ہی لے چلے تو غنیمت ہے۔

احمد سعید: لیکن اگر ہم اسی طرح قدم قدم چلتے رہے تو کیا ہوگا۔

کاظم: ایک کام کرو تم یہاں سے نکل جاؤ۔ تمہیں راستہ میں شائد وہ رسالہ مل جائے جو باک کی حفاظت کے لیے آ رہا ہے۔ اسے جلدی سے بھیج دینا۔

احمد سعید: یہ ناممکن ہے کہ میں تمہیں تنہا چھوڑ کر چلا جاؤں۔ تمہارے ساتھ رہوں گا۔ ہم دونوں کا ایک ہی حشر ہوگا۔

کاظم: ہمیں اپنی پرواہ نہیں ہے لیکن ان لڑکیوں کا خیال ہے ہم اپنا سب کچھ لٹا کر یہی یادگاریں تو ساتھ لے جا رہے ہیں۔

احمد سعید: خدا انہیں زندہ اور سلامت رکھے۔ آؤ ذرا گھوڑے کی رفتار اور تیز کر دو۔

کاظم: گھوڑا شل ہو چکا ہے جس طرح بھی چلتا ہے چلنے دو۔

احمد سعید: ہم نے لوٹنے میں جلدی کی اگر تلاش کرتے تو ایک گھوڑا اور مل ہی جاتا۔

کاظم: ممکن تھا مگر خوف اور گھبراہٹ نے ہمیں اتنا سوچنے کا موقع ہی نہ دیا۔ اب تو چلے چلو رئیسہ ہوش میں آئی ہے یا نہیں۔

Marfat.com

احمد سعید: کچھ کلبلانے تو لگی ہے۔ نماز کا وقت ہو رہا ہے کہیں رک کر پہلے نماز نہ پڑھ لیں۔
کاظم: یہی میں بھی سوچ رہا ہوں۔ کچھ دور ایک نالہ ہے جب میں یہاں سے گیا تھا تو اس میں پانی دیکھا تھا وہاں تک چلو۔

دونوں قدرے دور تیز چلے اور نالہ پر پہنچ گئے۔ اس میں صاف پانی بہہ رہا تھا۔ دونوں اترے۔ کاظم نے نجمہ کو اور احمد سعید نے رئیسہ کو اتارا چونکہ رئیسہ اچھی طرح ہوش میں نہیں آئی تھی اس لیے اسے گھاس پر لٹا دیا اور نجمہ کو اس کے پاس بٹھا کر دونوں یعنی احمد سعید اور کاظم وہاں سے ذرا فاصلہ پر ضروریات سے فراغت کرنے چلے گئے۔ نجمہ اٹھ کر نالہ پر گئی پہلے اس نے منہ ہاتھ دھویا وضو کیا اور پھر اپنا آنچل دھو کر اسے ثریا اور رئیسہ کے پاس آ کر اس کے منہ کو دھویا اور چھینٹے دیئے۔ رئیسہ نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے گھبرائی ہوئی نظروں سے نجمہ کو دیکھا۔ نجمہ سمجھ گئی کہ وہ ڈر رہی ہے۔ اس نے کہا گھبراؤ نہیں رئیسہ! میں ہوں نجمہ۔

اس وقت ایک عیسائی گھوڑے پر سوار دوسری طرف آ رہا تھا۔ شاید اس کا ارادہ بباک جانے کا تھا ممکن ہے وہ اس سرائے سے پچھلی رات کو چلا ہو جس میں کاظم ٹھہرنا چاہتے تھے لیکن بباک کی تباہی کی خبر سن کر نہ ٹھہر سکے تھے۔

عیسائی نے جب دو حسین ترکی دوشیزاؤں کو تنہا دیکھا تو اس کے دل میں فتور پیدا ہوا۔ وہ ان کے پاس آ کر گھوڑے سے نیچے اترا اور دونوں کو گھور کر دیکھنے لگا۔ اس وقت یہ دونوں ماہ جبینیں بے نقاب تھیں: نجمہ کو اس کا اس طرح گھورنا بہت برا معلوم ہوا۔ لیکن اس نے کچھ کہا نہیں۔

عیسائی نے جلدی سے نجمہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "تم شاید بباک سے بھاگ کر آئی ہو۔ میرے ساتھ چلو کسی کی یہ مجال نہیں ہے کہ تمہیں کچھ کہے"۔

نجمہ غصہ سے سرخ ہو گئی اس نے اس کے ایک طمانچہ رسید کر کے کہا "آوارہ، بدمعاش! ہمیں تنہا دیکھ کر دست درازی کرتا ہے"۔

عیسائی کو بھی غصہ آ گیا۔ اس نے جلدی سے میان سے تلوار کھینچ لی۔ رئیسہ نے تلوار دیکھتے ہی چیخ ماری نجمہ نے دلیری سے کہا "رئیسہ نہ گھبراؤ ایک ترکی لڑکی کیا اس عیسائی سے بھی گئی گزری ہے"۔

Marfat.com

لیکن نجمہ کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ عیسائی نے تول کر کہا "خیریت چاہتی ہے تو میرے گھوڑے پر سوار ہو ورنہ ابھی دو ٹکڑے کر کے ڈال دوں گا"۔

نجمہ کی سمجھ میں ایک تدبیر آگئی۔ اس نے کہا "تم ہٹو میں گھوڑے پر سوار ہوتی ہوں"۔ عیسائی نے تلوار جھکائی اور دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ نجمہ رکاب میں پیر رکھ کر سوار ہوگئی۔ سوار ہوتے ہی اس نے سامنے سے کاظم اور احمد سعید کو آتے ہوئے دیکھا۔ اس نے چلا کر کہا "بھاگ کر مت آؤ۔ اسے تو میں ہی ٹھکانے لگا دوں گی"۔

کاظم اور احمد سعید نے بھی عیسائی کو دیکھ لیا تھا۔ وہ واقعی بھاگ پڑے تھے۔ عیسائی نے نظریں اٹھا کر دیکھا وہ ان دونوں کو بھاگ کر آتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گیا۔ جلدی سے نجمہ کے پاس پہنچا اور اسے گھوڑے سے کھینچا۔ نجمہ خود ہی کود گئی اور اس نے عیسائی کے ہاتھ کا انگوٹھا منہ میں لے کر اس زور سے چبایا کہ وہ بے تاب ہو کر چلا اٹھا۔

اس عرصہ میں احمد سعید قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے عیسائی کے پاس آکر تلوار میان سے کھینچی اور بڑی پھرتی سے اس کی گردن پر وار کیا۔ عیسائی کی گردن کٹ گئی اور سر دور جا کر گرا۔

احمد سعید نے نجمہ کو اور نجمہ نے انہیں دیکھا۔ دونوں کی نظریں ملی اور جھک گئیں۔ اب کاظم بھی آپہنچے۔ انہوں نے کہا "تم نے اس بدبخت کو مار ڈالا۔

احمد سعید: اور کیا کرتا۔

کاظم: گرفتار کر لیتے۔ معلوم ہو جاتا یہ کون تھا، کہاں جا رہا تھا۔

احمد سعید: میں ڈرا کہ کہیں وہ نجمہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے اس لیے میں نے اس کے مارنے میں جلدی کی۔

کاظم: اب تو جو ہو گیا سو ہو گیا آؤ پہلے نماز پڑھ لیں۔

ان دونوں نے جماعت سے نماز پڑھی نجمہ نے الگ نماز ادا کی جب یہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ رئیسہ کی طبیعت کچھ سنبھل گئی ہے۔ احمد سعید نے اس سے دریافت کیا "کیا تم گھوڑے پر سوار ہو کر چل سکتی ہو"۔

رئیسہ نے جواب دیا "کوشش کروں گی"۔

احمد سعید: تو اٹھو۔

Marfat.com

رتیبہ تم ہٹ جاؤ- نجمہ تجھے سہارا دے کر اٹھا لے گی۔

احمد سعید کو بے ساختہ ہنسی آگئی- انہوں نے کہا. نجمہ اول تو وہ ہاں پان ہے دوسرے جو مصیبت تم پر پڑی ہے وہ اس پر بھی پڑ چکی ہے- لاؤ میں اٹھاؤں۔

انہوں نے سہارا دے کر اسے اٹھایا اور کاظم کے پاس آئے. نجمہ رئیسہ کے پاس چلی گئی- کاظم نے کہا" رتیبہ گھوڑے پر تنہا سوار ہو سکتی ہے"۔

احمد سعید: میرے خیال میں نہیں۔

کاظم: خدا نے یہ مہربانی تو کی ہے کہ ہمیں ایک گھوڑا اور عطا کر دیا ہے لیکن لڑکیاں دونوں سفر کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

احمد سعید: اگر انہیں کچھ کھانے کو مل جائے تو طاقت آجائے۔

کاظم: یہاں کھانے کو کیا ہے لیکن اس عیسائی کی تلاشی لو۔

احمد سعید نے تو اس کے زین وغیرہ کی تلاشی لینی شروع کی اور کاظم مردہ کی جیبیں ٹٹولنے لگے- انہیں اس میں ایک خط ملا- انہوں نے کھول کر پڑھا. بہت کچھ حیران ہوئے- احمد سعید ابھی تک اس کے زین کی تلاشی لے رہے تھے۔ کاظم نے خط اپنی جیب میں رکھ لیا...

احمد سعید نے ایک چھوٹا سا تھیلہ لا کر پیش کیا اس میں بسکٹ تھے- کاظم بسکٹ دیکھ کر ایسے خوش ہوئے جیسے انہیں بڑی دولت مل گئی ہو. انہوں نے وہ بسکٹ نجمہ کو دیئے اور اس نے کھانے اور رتیبہ کو کھلانے کی ہدایت کی دونوں پری زادوں نے بسکٹ کھائے اور نالہ کے کنارہ پر جا کر پانی پیا۔

جب وہ واپس آئیں تو عیسائی کے گھوڑے پر کاظم سوار ہوئے. کاظم کے گھوڑے پر نجمہ بیٹھی- احمد سعید اور رئیسہ دونوں ایک گھوڑے پر سوار ہو گئے اور یہ سب ذرا تیزی سے سرائے کی طرف روانہ ہوئے۔

Marfat.com

سترھواں باب

مصیبت زدہ قافلہ

جب یہ لوگ سرائے کے قریب پہنچے تو کاظم نے کہا" سرائے کا مالک عیسائی ہے اور عیسائیوں میں انقلاب کی سازش ہو چکی ہے۔ اسے ضرور معلوم ہو گیا ہوگا کہ بابک تاراج ہو چکا ہے عیسائیو نے بغاوت شروع کر دی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کرے۔

احمد سعید: یہ ہو سکتا ہے ہمیں راستہ کاٹ دینا چاہیے"

کاظم: یہی میرا منشا ہے مگر میں یہ بھی چاہتا تھا کہ سرائے میں گھوڑے مل جاتے اگر ممکن ہوتا تو ان لڑکیوں کے لیے لباس بھی۔

احمد سعید: لیکن مصلحت ہمیں سرائے میں جانے کی اجازت نہیں دیتی۔

انہوں نے راستہ چھوڑ دیا اور ایک ایسی پگڈنڈی پر ہو لیے جو سرائے سے ایک میل کے فاصلہ سے بالا ہی بالا نکل کر ایک قریبی گاؤں میں ہوتی ہوئی پھر راستہ میں مل جاتی تھی۔

جب یہ لوگ گاؤں میں پہنچے تو وہاں کے عیسائی باشندوں نے انہیں کچھ اچھی نظروں سے نہیں دیکھا لیکن انہیں ان کی مزاحمت کرنے کی بھی جرأت نہیں ہوئی۔ جب وہ گاؤں سے نکل آئے تو انہیں دو عیسائی لڑکیاں آتی ہوئی ملیں۔ کاظم نے ان سے کہا کیا تم ہمارے لیے کھانے کا کوئی سامان گاؤں سے لا سکتی ہو"؟

ایک لڑکی نے جلدی سے کہا" لا دیں گی۔ کیا منگائیں گے آپ"۔

کاظم: جو کچھ بھی مل جائے۔ ہم تمہیں انعام دیں گے۔

یہ کہہ کر کاظم نے جیب میں سے کچھ نقدی نکالی۔ دوسری لڑکی نے فوراً کہا" مجھے آپ سے ہمدردی پیدا ہو گئی ہے اس لیے میں نہیں چاہتی کہ آپ کو دھوکا دیا جائے۔ آپ کی نقدی بھی جاتی رہے اور آپ فضول انتظار بھی کرتے رہیں۔ ہمارے گاؤں والوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ ترکوں کی کوئی مدد

Marfat.com

نہیں کریں گے بلکہ جہاں تک ممکن ہوگا نقصان اور اذیت پہنچائیں گے یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تم گاؤں سے صحیح وسلامت چلے آئے۔

کاظم: میں تمہارا مشکور ہوں کہ تم نے صحیح حالات بتا دیئے۔ لو میں تمہیں یہ انعام دیتا ہوں۔

لڑکی: میں نے انعام کے لالچ سے یہ حالات نہیں بتائے۔ آپ جس قدر جلد ممکن ہو یہاں سے چلے جایئے۔ اگر گاؤں والوں نے آپ کو کچھ نہیں کہا ہے تو سرائے والے ضرور آپکا تعاقب کریں گے۔

دوسری لڑکی اس پر بگڑی۔ دونوں باتیں کرتی ہوئی چلی گئیں۔

کاظم نے احمد سعید مخاطب ہو کر کہا۔ تم نے ان لڑکیوں کی باتیں سنیں۔

احمد سعید: سنیں۔ عیسائی انقلاب کی کوشش عرصہ سے کر رہے ہیں۔ انہوں نے گاؤں گاؤں میں بغاوت کی تبلیغ کی۔ تمام صوبے کے عیسائیوں کو ترکوں کے خلاف برانگیختہ کر دیا ہے اور ترک چپ بیٹھے دیکھتے رہے۔

کاظم: کر کیا سکتے تھے۔ گورنر عیسائی تھا مگر اب ان باتوں پر بحث کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

یہ لوگ چلے جا رہے تھے۔ کاظم کو خیال کیا یقین تھا کہ ان کا گھوڑا عنقریب جواب دینے والا ہے لیکن عجیب بات تھی کہ وہ گھوڑا ہلکی پھلکی نجمہ کو سوار کرائے اور گھوڑوں سے تیز جا رہا تھا۔

یہ لوگ اسی طرح سفر کرتے رہے اور چونکہ انہیں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں کسی بستی یا سرائے کے عیسائی ان پر حملہ نہ کر دیں۔ اس لیے وہ بستی اور سرائے کا راستہ کاٹ جاتے تھے اور رات کو آبادی سے دور قیام کرتے تھے۔ کھانا بھی کبھی کبھی اور مشکل سے ملتا تھا۔ وہ جو کچھ کھانے کو ملتا دونوں لڑکیوں کو دے دیتے مگر لڑکیاں اس کے چار حصے کرتیں دو حصے دونوں کھا لیتیں اور دو حصے ان دونوں کو دے دیتیں۔ لڑکیوں کے لیے کپڑوں کا کوئی بندوبست نہ ہو سکا۔

تیسرے روز انہیں راستہ میں وہ رسالہ آتا ہوا ملا جو بیاک کی حفاظت کے لیے آ رہا تھا۔ اس رسالہ کے افسر نعیم بک تھے۔ کاظم اپنا گھوڑا بڑھا کر رسالہ میں گئے اور نعیم بک سے ملے۔ نعیم بک نے کہا کیا تم بیاک سے آ رہے ہو؟"

کاظم: جی ہاں۔ آپ بہت دیر سے آئے۔

نعیم بک: جب میں چلا ہوں تو میرے دل میں بھی یہ خدشہ پیدا ہوا تھا کہ کہیں عیسائی بیاک

Marfat.com

کو تاراج نہ کر ڈالیں کیا تمہارے سامنے عیسائیوں نے حملہ کیا ؟

کاظم : نہیں۔ میرے پہنچنے سے پہلے ہی سفاکوں نے قصبے کو تباہ کر دیا۔ تمام اسلامی محلوں میں آگ لگا دی۔ مکانات جلا دیئے۔ مسجدیں پھونک دیں، مردوں، عورتوں اور بچوں کو ذبح کر ڈالا۔

نعیم بک بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ انہوں نے کہا " کیا بیاک کے تمام مسلمان مارے گئے ؟ "

کاظم : جی ہاں۔

نعیم بک : انہوں نے مقابلہ نہیں کیا۔

کاظم : معلوم یہ ہوا کہ عیسائیوں نے اچانک حملہ کیا۔ پھر بھی مسلمان لڑے لیکن ان کے پاس توپیں نہ تھیں۔ عیسائیوں نے توپیں لگا کر قصبہ کو اڑا دیا۔ رہی سہی عمارتیں سپاہیوں نے قصبہ میں گھس کر جلا ڈالیں اور بلا کسی امتیاز کے تمام مسلمانوں کو مار ڈالا۔ دن میں تو یہ تباہی ہوئی رات کو میں پہنچا اپنے وطن کو کھنڈر کی صورت میں دیکھ کر جس قدر ملال مجھے ہوا اس کا اندازہ آپ نہیں کر سکتے۔ راستہ میں جاتے ہوئے مجھے میرے دوست احمد سعید بھی مل گئے تھے۔ وہ اور میں اپنے محلوں اور گھروں کو نہ پہنچان سکے۔ مشکل سے ڈھونڈتے اور ٹٹولتے ہوئے پہنچے اتفاق سے ہماری بہنیں زندہ مل گئیں ایک میری بہن اور ایک احمد سعید کی دونوں ملبہ کے نیچے نیم مردہ حالت میں پڑی ہوئی تھیں۔ ان کی زندگی تھی کہ خدا نے ہمیں پہنچا دیا اور وہ مل گئیں۔ ہم رات ہی کو واپس لوٹ آئے۔

نعیم بک : تمہاری داستان نہایت ہی دردناک ہے۔

کاظم : یہ حزینہ داستان یہیں ختم نہیں ہو جاتی ہے بلکہ ہم وحشی عیسائیوں کے خوف سے اپنے عزیزوں اور دوسرے مسلمانوں کے متعلق معلوم نہ کر سکے کہ ان پر کیا گزری۔ کون کس طرح مارا گیا کوئی اور تو ملبہ کے نیچے زندہ موجود نہیں ہے۔

نعیم بک : خدا ان منحوس عیسائیوں کو نیک ہدایت دے کم بخت نہ خود چین سے بیٹھتے ہیں نہ دوسروں کو بیٹھنے دیتے ہیں۔ بار بار عہد شکنی کرتے ہیں۔ جب دب جاتے ہیں تو بلا وجہ اور بغیر کسی نوٹس کے اچانک حملہ کر دیتے ہیں۔

تمام تاریخوں میں خواہ وہ مسلمانوں کی ہیں یا عیسائیوں کی قیصر جرمنی سے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ بڑا ہی متفنی اور مکار تھا۔ بلا وجہ سلطنت عثمانیہ کے مقبوضات پر حملہ کر دیتا تھا اور

Marfat.com

جب اس پر زد پڑتی تھی تو عاجزی کر کے صلح کر لیتا تھا اس مرتبہ بھی اس نے بلاوجہ حملہ کیا تھا۔
نعیم بک نے کہا "یہ دستہ تمہارے پاس بھیجا جا رہا تھا اب کہو کیا کیا جائے۔
کاظم : اب ہمیں ترغوذر ہی واپس چلنا چاہیئے۔
نعیم بک : تب تم ہمارے ساتھ چلو۔
کاظم : اور ہم کہاں جا سکتے ہیں۔
چنانچہ کاظم لوٹے اور احمد سعید اور اپنی اور ان کی بہن کو بھی اپنے ساتھ لے آئے لڑکیوں کو چادریں پردہ کے لیے دے دی گئیں اور یہ سب ترغوذر کی طرف روانہ ہوئے

Marfat.com

اٹھارھواں باب

ترغوذر کے حالات

کاظم اور ان کے ساتھی امدادی دستہ کے ساتھ ترغوذر کے قلعہ میں واپس آگئے۔
مسعود بک کو جب بباک کی تباہی اور وہاں کے مسلمانوں کے قتل عام کیے جانے کے واقعات معلوم ہوئے تو انہیں بڑا ہی رنج و افسوس ہوا۔ انہوں نے کاظم کو تسلی اور تشفی دی۔ انہیں ایک مکان علیحدہ رہنے کے لیے دیا اور ایک احمد سعید کو دیا ان سب کے لیے کپڑے مہیا کیے اور انہیں فوج میں بھرتی کر لیا۔

مسعود بک نے اس صوبہ کی بغاوت اور قصبات گراں، سگراد اور بباک کی تباہی کے تمام واقعات لکھ کر باب عالی کی خدمت میں ارسال کیے اور قلعہ ترغوذر کی حفاظت کا بند و بست شروع کیا۔ فصیل پر توپیں نصب کر دیں۔ گولے بارود کے انبار لگا دیئے
ابھی وہ انتظام و انصرام میں معروف تھے کہ معلوم ہوا عیسائی فوج میں ایک مشہور جرنیل میکائیل کی سرکردگی میں بڑھی چلی آرہی ہیں۔ کاظم نے بھی یہ خبر سنی انہوں نے مسعود بک سے کہا "قلعہ ترغوذر میں جو عیسائی ہیں۔ وہ بھی باغی ہیں اور باغیوں سے ساز کیے ہوئے ہیں۔
مسعود بک: شبہ مجھے بھی ہے لیکن جب تک ثبوت نہ ہو محض شبہ کی بنا پر نہ ہم یہاں کے عیسائیوں کا کوئی انتظام کر سکتے ہیں۔ نہ انہیں سزا دے سکتے ہیں۔
کاظم: ثبوت میرے پاس موجود ہے۔ یہ خط ملاحظہ فرمائیے۔
کاظم نے ایک خط مسعود بک کو دیا یہ وہ خط تھا جو کاظم نے اس مقتول عیسائی کی جیب میں سے نکالا تھا جسے نالہ کے کنارہ پر احمد سعید نے قتل کیا تھا۔
مسعود بک نے خط پڑھنا شروع کیا۔
"لکھا تھا۔

Marfat.com

ہم ترغوذر کے عیسائی بھی بغاوت کرنے پر تیار ہیں لیکن یہاں ترکی فوج موجود ہے۔ اس وقت تک بغاوت نہیں کر سکتے جب تک آپ حملہ نہ کریں۔ ہم نے یہ طے کر لیا ہے کہ جب آپ حملہ کریں گے تو ہم ترکوں کا بارود یا تو اڑا دیں گے یا گیلی کر دیں گے۔

ایک لڑکی نے یہ ذمہ داری لے لی ہے کہ وہ جس روز عیسائی فوجوں کو ترغوذر کے سامنے دیکھے گی ترکوں کے میگزین میں اسی روز آگ لگا دے گی۔ ترکی افسر کی لڑکی آپ کی زینت آغوش بننے کے لائق ہے۔ ہم اس خوف سے اپنا نام نہیں لکھتے کہ کہیں یہ خط دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائے اور ہم کتے کی موت مارے جائیں۔ ہم آپ کو پھر اطمینان دلاتے ہیں کہ ترغوذر کا قلعہ نہایت آسانی سے آپ کے قبضہ میں آجائے گا اور پھر سارا صوبہ وریشیا آزاد ہو جائے گا۔

مسعود بک اس تحریر کو پڑھ کر غصہ سے سرخ ہو گئے۔ انہوں نے کہا "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے عیسائی نے بھی تمام تیاریاں کر لی ہیں لیکن یہ پتہ نہ چلا اس کے لکھنے والے کون ہیں۔ وہ کون لڑکی ہے جس نے میگزین کی تباہی اپنے ذمہ لی ہے"۔

کاظم: خط لکھنے والوں نے بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔

مسعود بک: ہاں۔ مگر یہ خط تمہارے ہاتھ کہاں سے لگا؟

کاظم: اتفاق سے ایک عیسائی کو یہاں آتے ہوئے احمد سعید نے مار ڈالا تھا۔ وہ شاید یہیں سے جا رہا تھا۔ جب میں نے اس کی تلاشی لی تو یہ خط اس کے پاس سے نکلا۔

مسعود بک: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں نے اور تحریریں بھی بھیجی ہوں گی کیونکہ قیصر جرمنی کے جرنیل میکا ٹیل نے اسی طرف کا رخ کر لیا ہے۔

کاظم: یہ تو یقینی بات معلوم ہوتی ہے۔

مسعود بک: کم بخت عیسائی یہاں بھی کافی موجود ہیں اور جو فوجیں اس طرف بڑھ رہی ہیں وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ ہم ان کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتے اور یہ بھی مشکل ہے کہ ہمیں فوراً ہی مدد پہنچ جائے۔ کیونکہ قیصر جرمنی نے بلا کسی اطلاع کے اچانک حملہ کر دیا ہے۔ باب عالی کا نہ لڑنے کا ارادہ تھا نہ کوئی تیاری کی جا رہی ہے۔

کاظم: تب آپ کیا کریں گے۔

مسعود بک: میں نے یہ سوچا ہے کہ اس قلعہ کے اندر جس قدر مسلمان عورتیں اور بچے ہیں

Marfat.com

سب کو قسطنطنیہ بھیج دیا جائے۔

کاظم : خود میں بھی آپ سے یہی کہنے والا تھا۔

مسعود بیک ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ دشمن کی فوجیں بڑھی چلی آرہی ہیں۔ اگر وہ اچانک قلعہ کے سامنے آگئے تو پھر عورتوں اور بچوں کا یہاں سے نکالنا مشکل ہو جائے گا۔

کاظم : آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔

مسعود بیک : ان جلاوطنوں کے ساتھ تم قسطنطنیہ چلے جانا۔

کاظم : لیکن میرے دل میں انتقام کی آگ دہک رہی ہے۔ میں عیسائیوں سے جنگ کر کے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتا ہوں۔

مسعود بیک : تمہیں اس کا بھی موقع ملے گا۔ بہت جلد تم فوج کے ساتھ واپس آؤ گے۔ اسوقت انتقام لینا۔ اس وقت انتقام لینے سے زیادہ ضروری عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرنا ہے۔

کاظم : مجھے تعمیل حکم میں کوئی عذر نہیں ہے۔

مسعود بیک : ایک بات اور کہتا ہوں تم سے

کاظم!

کاظم : فرمایئے۔

مسعود بیک : مجھے یہ یقین ہے کہ میں اس جنگ میں مارا جاؤں گا۔ اقرار کرو کہ میرے بعد میرے اہل وعیال کی حفاظت کرو گے۔

کاظم : اگر زندہ رہا تو ضرور حفاظت کروں گا۔

اسی روز مسعود بیک نے ترغوذر کے معزز مسلمانوں کو مشورہ کے لیے بلایا اور ان کے سامنے بھی یہ تجویز پیش کی کہ عورتوں اور بچوں کو وہاں سے قسطنطنیہ بھیج دیا جائے۔ بعض لوگوں نے تو اس تجویز کو بہت ہی پسند کیا لیکن زیادہ تر ایسے لوگ رہے جنہوں نے یہ کہہ کر مخالفت کی کہ یہ بڑی بزدلی کی بات ہے۔ عیسائی ہم پر ہنسیں گے اور ہم پر طعن کریں گے۔

کئی روز تک مشورے ہوتے رہے لیکن سب لوگ اس بات پر آمادہ نہ ہوئے کہ ان کے اہل وعیال کو قسطنطنیہ بھیج دیا جائے۔ اُدھر روزانہ یہ خبریں آرہی تھیں کہ میکائیل بے شمار فوجیں لیے بڑھا چلا آرہا ہے۔ آخر ایک روز یہ خبر آگئی کہ عیسائی فوجیں قلعہ سے

Marfat.com

صرف دو منزل کے فاصلہ پر رہ گئی ہیں۔ مسعود بک نے اس روز پھر ایک میٹنگ بلائی اور پھر از سر نو عورتوں اور بچوں کو قسطنطنیہ بھیجنے کی تجویز پیش کی پھر بہت سے لوگوں نے مخالفت کی۔ مسعود بک نے کہا "تم لوگ اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے لیکن وہ دن بھی آنے والا ہے جب تم پچھتاؤ گے۔ اس میں کئی فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمارے اہل و عیال حفاظت کی جگہ پہنچ جائیں گے اور ہم دل جمعی کے ساتھ لڑ سکیں گے، دوسرے یہ کہ ہمارے پاس رسد کم ہے جس قدر آدمی یہاں سے چلے جائیں گے اسی قدر زیادہ عرصہ تک رسد ہمیں کام دے گی۔ تیسرے یہ کہ اگر خدانخواستہ قلعہ عیسائیوں نے فتح کر لیا تو ان کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔ وہ ہماری عورتوں اور ہمارے بچوں کو ذبح نہ کر سکیں گے۔

پر جوش نوجوانوں نے کہا "ہماری زندگی میں عیسائی اس قلعہ کو فتح نہیں کر سکتے۔ ہم اپنے اہل و عیال کی موجودگی میں بڑے جوش سے لڑیں گے کیونکہ ہمیں اپنی ناموس کی حفاظت کا بھی خیال ہوگا۔

مسعود بک۔ اچھا جو لوگ اپنے اہل و عیال کو بھیجنا چاہیں وہ تیاریاں کر لیں۔ میں کل اپنے بچوں کو بھیج رہا ہوں ان کے ساتھ چلے جائیں گے۔ صرف چند آدمیوں نے اپنے اہل و عیال کو بھیجنے کی تیاری کی۔ دوسرے روز ایک مختصر قافلہ جس میں بیس پچیس عورتیں اور لڑکیاں اور پندرہ بیس بچے تھے۔ پچاس سواروں کی حفاظت میں کاظم کے ساتھ قسطنطنیہ روانہ ہوا۔ ان جانے والوں میں رئیسہ، نجمہ، سلمٰہ اور کئی لڑکیاں بھی تھیں۔

یہ قافلہ صبح کی نماز کے بعد ہی روانہ ہو گیا۔ احمد سعید وہیں رہ گئے جس وقت مسجدوں میں ظہر کی اذانیں ہو رہی تھیں۔ اس وقت عیسائی فوجوں کا ہراول نمودار ہوا۔ سارے قلعہ میں شور مچ گیا۔ مسعود بک نے قلعہ کے دروازے بند کرا دیئے اور فصیل پر چڑھ آئے۔ عیسائی سپاہیوں کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ انہوں نے اسی وقت دروازہ کھول کر حملہ کرنے کا مطالبہ کیا مگر مسعود بک نے انہیں سمجھا کر ٹال دیا۔

Marfat.com

انیسواں باب

پہلا حملہ

ہمارے ناول کا تعلق ۱۵۹۰ء سے ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ سلطان محمد خاں سوم کو تخت نشین ہوئے ڈیڑھ سال کے قریب ہوا تھا قیصر جرمنی کا یہ وطیرہ تھا کہ جب کوئی عثمانی سلطان وفات پاتے اور نئے سلطان تخت نشین ہوتے تو وہ یہ سمجھ کر کہ نئے سلطان شاید خانگی کشمکش میں مبتلا ہوں اس کا مقابلہ نہ کر سکیں حملہ کر دیتا۔ لیکن جب اس کی گوش مالی ہو جاتی تو صلح کے لیے گڑگڑانے اور عاجزی کرنے لگتا۔ کئی مرتبہ ایسا ہو چکا تھا۔ اب بھی اس نے سلطان محمد خاں سوم کی تخت نشینی کے بعد بلا کسی وجہ اور بغیر کسی نوٹس کے اپنی فوجیں عثمانی علاقہ میں اتار دیں۔ یہ فوجیں تین سپہ سالاروں کی ماتحتی میں آئیں تھیں۔ لیکن گروہ دو تھے۔ ایک گروہ کے سپہ سالار میکسیملین اور کونٹ فالفی تھے۔ انہوں نے قصبات گراں، سگراد اور بباک پر حملہ کر کے انہیں بالکل تباہ اور برباد کر دیا۔ ایسے بے رحمانہ مظالم کیے کہ سننے والے بھی بھول گئے۔ عیسائی مورخوں نے بھی ان مظالم کو وحشیانہ مظالم سے منسوب کیا ہے۔ دوسرا گروہ میکائیکل کی سرکردگی میں ترغوذر کی طرف آیا۔

میکائیل کے پاس اس قدر لشکر اور اتنا سامانِ حرب وضرب تھا کہ بڑے بڑے قلعوں کو چشم زدن میں فتح کر لیتا چنانچہ اس نے ایک روز تو آکر ترغوذر کے سامنے قیام کیا اور دوسرے روز چاروں طرف سے قلعہ کا معائنہ کر کے مورچے بنائے اور ان پر توپیں نصب کرا دیں۔

مسعود بک اور ان کے ماتحت افسران کی کارروائی دیکھتے رہے جہاں جہاں اور جس طرف انہوں نے مورچے قائم کیے اسی طرف ان کے بالمقابل مسعود بک نے بھی دور مار کی توپیں نصب کرائیں۔

Marfat.com

ترنوذریں ترکی لشکر بہت ہی کم تھا یعنی صرف ایک ہزار سوار تھے۔ میکائیل کے ساتھ تیس ہزار سے کم نہ تھے لیکن اس کمی پر بھی مسلمان مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

تیسرے روز میکائیل نے کچھ دن چڑھتے ہی اپنی فوج کو گولہ باری کا حکم دیدیا۔ عیسائی مورچوں میں چہل پہل سی نظر آئی۔ ترک قلعہ پر کھڑے دیکھ رہے تھے۔ دفعتہً ایک ہولناک گرج ہوئی ساتھ ہی دھوئیں کے غبار بلند ہوئے اور دھماکہ کے ساتھ گولہ پھٹا۔

یہ پہلا گولہ اس اطلاع کے لیے چلایا گیا تھا کہ تمام مورچہ والوں کو معلوم ہو جائے کہ حملہ شروع کر دیا گیا ہے چنانچہ اس اطلاعی گولہ کے چلتے ہی عیسائیوں کے ہر مورچے سے گولہ باری شروع ہو گئی۔ مسعود بک نے گولہ باری کا حکم نہیں دیا۔ وہ عیسائی گولہ باری کا اثر دیکھنا چاہتے تھے۔

عیسائی مورچوں سے توپیں نہایت شور کے ساتھ سر ہو رہی تھیں۔ دھوئیں کے مرغولے اٹھ رہے تھے۔ چنگاڑیاں اڑ رہی تھیں۔ گولے فصیل سے فاصلہ پر گر گر کر پھٹ رہے تھے مٹی اڑ رہی تھی۔۔

چونکہ ان گولوں سے فصیل کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا تھا اس لیے ترکوں نے گولہ باری نہیں کی۔ تقریباً آدھ گھنٹے تک عیسائی متواتر گولہ باری کرتے رہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ترکوں کی طرف سے ایک گولہ بھی نہیں آیا تو انہیں تعجب ہوا۔ انہیں یہ خیال ہوا کہ شائد ترکوں کے پاس توپیں نہیں ہیں۔ انہوں نے گولہ باری بند کر دی۔ جب دھواں چھٹ گیا تب انہوں نے دیکھا۔ انہیں یہ دیکھ کر بڑا غصہ آیا کہ ان کی تمام گولہ باری بیکار گئی

میکائیل کو اس بات کی اطلاع دی گئی۔ اس وقت وہ اپنے خیمہ میں شراب پی رہا تھا۔ اس کے کئی مشیر بھی شراب پی رہے تھے۔ جب قاصد نے اسے اطلاع دی تو اس پر سرور طاری ہو چکا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ قاصد نے کیا کہا اُس نے کہا "کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑنا ہمارا یہی حکم ہے"!

قاصد: حضور ہماری گولہ باری بالکل بے اثر رہی۔

میکائیل: بکنے دو۔ لاکھ خوشامد کریں۔ کسی کو نہ بخشیں۔ سب زہریلے سانپ ہیں۔

ایک مشیر نے مخمور آنکھیں اٹھا کر کہا۔

"واللہ کسی کو معافی نہ دینا۔ کسی کو"۔

Marfat.com

قاصد حیران تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور اسے کیا جواب مل رہا ہے۔ اس نے پھر کہا۔

"حضور چل کر ملاحظہ کر لیں"۔

دوسرے مصاحب نے کہا "ملاحتہ کر لیں۔ ملاحتہ کر لیں۔ کیا فضول بکواس کر رہے ہو۔ سب کو ایک سرے سے قتل کر ڈالو۔

جاؤ ملاحتہ کر لیا۔

قاصد: میں یہ عرض کر رہا تھا.......

میکائل: تمہاری عرض۔ اچھا ہٹ لاؤ۔

قاصد گھبرا گیا۔ وہ بھاگا۔ میکائیل اور اس کے مصاحب دانت پھاڑنے لگے۔ ایک شخص نے کہا "کسی نے کچھ دیدیا ہوگا"۔

دوسرا بولا "اور بغیر دیئے اتنا جھک مارتا"۔

میکائیل: کسی افسر نے اسے بہکا کر بھیجا ہوگا۔

پھر یہ سب ہنسنے لگے اور بلا وجہ اتنا ہنسے کہ آنسو نکل آئے۔ جب انسان شراب پی کر مدہوش ہو جاتا ہے تو اسے کچھ ہوش نہیں رہتی کہ وہ کس حال میں ہے کیسی حرکتیں کر رہا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد دو افسر داخل ہوئے اور انہوں نے میکائیل کو سلام کیا۔ میکائیل نے انہیں دیکھتے ہی کہا "ہم حکم دے چکے تعمیل ہو"۔

ایک افسر نے کہا "میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں"۔

میکائیل: ہم کچھ سننا نہیں چاہتے۔

یہ کہتے ہی وہ ہنسا۔ اس کے مصاحب بھی سب ہنس پڑے۔

افسر چلے آئے۔ انہوں نے اپنی ذمہ داری پر تمام مورچوں میں حکم بھیج دیا کہ توپیں کچھ آگے بڑھا دی جائیں اور تب گولہ باری کی جائے۔

جس وقت ہر مورچہ میں یہ حکم پہنچا ہے تو سب نے مورچے آگے بڑھانے اور توپیں آہستہ آہستہ آگے دھکیلنی شروع کیں۔ ان کی یہ کارروائی مسعود بک نے دیکھ لی۔ انہوں نے فصیل کے ہر طرف حکم بھیج دیا کہ جس وقت رال کا گولہ آسمان کی طرف پھینکا جائے

Marfat.com

اسی وقت ہر طرف سے گولہ باری شروع کر دی جائے۔

عیسائی اپنے کام میں بڑی سرگرمی کے ساتھ مصروف تھے۔ وہ خندقیں کھود کر آگے کیطرف پشتے بنا کر مورچے قائم کر رہے تھے۔ جب مورچے تیار ہو گئے تو انہوں نے ان پر توپیں چڑھانی شروع کیں۔ مسعود بک نے عین اس وقت دال کا گولہ سر کر دیا۔ اس گولہ کے اوپر جا کر پھٹتے ہی ترکی توپوں نے گولہ باری شروع کر دی۔ یہ گولے عیسائیوں کی توپوں کے قریب جا کر پھٹے۔ ان کے ٹکڑوں نے بکھر کر عیسائیوں کی ہڈیاں توڑ ڈالیں۔ سینکڑوں عیسائی مضروب ہو کر گرے۔ ابھی وہ سنبھلے بھی نہ تھے کہ ترک توپوں نے پھر گولے اگلے۔ پھر یہ گولے جا کر عیسائیوں کے نئے مورچوں میں پہنچے۔ پھر بہت سے عیسائی اڑ گئے۔

چونکہ آگ اور دھوئیں کی بارش ہو رہی تھی اس لیے یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ عیسائیوں کا نقصان ہو رہا ہے یا گولے ضائع جا رہے ہیں۔ پھر بھی ترک برابر گولے برسا رہے تھے اور اب گولوں سے عیسائیوں کو نقصان پہنچ رہا تھا۔ کئی لوگوں نے عیسائیوں کی ان توپوں کو الٹ دیا جو وہ مورچوں کے پشتوں پر نصب کرنا چاہتے تھے۔ عیسائی کچھ دیر تو وہاں رکے مگر جب وہ مجروح اور مضروب ہونے لگے تو وہاں سے پیچھے کی طرف بھاگے۔ مسعود بک نے گولہ باری بند کر دینے کا حکم دیا۔ وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ ان کی گولہ باری بھی بے اثر رہی یا کچھ کارگر ہوئی جب دھواں چھٹ گیا اور انہوں نے سب عیسائیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو خدا کا شکر ادا کیا۔ انہوں نے احتیاطاً پھر گولہ باری نہیں کرائی۔ عیسائی گولہ باری کر ہی نہ سکے۔ گویا عارضی طور پر التوائے جنگ ہو گیا۔

Marfat.com

بیسواں باب

صلح کی پیش کش

عیسائیوں کو اس پہلے حملہ میں ہزیمت ہوئی ان کے ایک ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے اور دو ہزار سے زیادہ مجروح ہوئے مسلمانوں کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ کسی ایک مسلمان کو نکسیر تک بھی نہیں پھوٹی۔

عیسائیوں کو اس سے بڑا غصہ آیا۔ انہوں نے سختی سے محاصرہ کر لیا اور یہ کوشش کی کہ مسلمان محاصرہ سے تنگ اور پریشان ہو جائیں۔

مسعود بک ایک طرف تو جنگی اہتمام میں مصروف تھے۔ دوسری طرف قلعہ کے اندر جو عیسائی تھے ان کی کڑی نگرانی کر رہے تھے تاکہ وہ بارود گیلی نہ کر دیں یا میگزین نہ اڑا دیں۔ انہوں نے میگزین اور گولہ بارود اور توپوں کی حفاظت کا نہایت معقول انتظام کر دیا تھا۔

عیسائی یا تو ڈر گئے تھے اور انہیں میگزین اڑانے کی کوشش کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی یا فکر میں تھے اور موقع کا انتظار کر رہے تھے۔

میکائیل اور اس کے لشکر کو دوبارہ حملہ کرنے کی ہمت نہیں ہوئی لیکن وہ فوجی نقل و حرکت ضرور کرتے تھے سپاہی روزانہ اپنی جمعیت اور شان دکھانے کے لیے ایک کیمپ میں سے دوسرے کیمپ میں جاتے تھے۔ ترک انہیں دیکھتے تھے۔ بعض جوشیلے نوجوان چاہتے تھے کہ جب عیسائی ایک کیمپ میں سے دوسرے کیمپ میں جائیں تو ان پر حملہ کر دیں مگر مسعود بک انہیں روکتے رہتے تھے۔

ایک روز میکائیل کا ایک قاصد سفید جھنڈی ہاتھ میں لے کر قلعہ کے نیچے آ کھڑا ہوا اور اس نے قلعہ کے اندر آنے کی اجازت چاہی مسعود بک نے حکم دیا کہ پھاٹک کھول کر اسے اندر لے لیا جائے۔

Marfat.com

عیسائی جب کبھی محصور ہوئے۔ اور ان کے پاس اسلامی قاصد گیا تو انہیں یہ جرأت نہیں ہوئی کہ انہوں نے پھاٹک کھول کر قاصد کو اندر بلایا ہو۔ اکثر و بیشتر ایسا کرتے تھے کہ ٹوکرے لٹکا دیتے تھے اور ان میں قاصد بیٹھ جاتا تھا۔ عیسائی اسے اوپر کھینچ لیتے تھے لیکن.... مسلمانوں نے ایسا کبھی نہیں کیا۔

قاصد کے لیے قلعہ کا پھاٹک کھول دیا گیا۔ وہ اندر گیا۔ پھاٹک پھر بند کر دیا گیا۔ اس قاصد کو مسعود بک کے پاس پہنچایا گیا۔ انہوں نے دریافت کیا "تم کیا پیغام لائے ہو"۔

قاصد نے ایک تحریر پیش کی۔ مسعود بک نے کھول کر پڑھا اس میں لکھا تھا

ہم صوبہ ورلیشیا کے عیسائیوں کو آزاد کرانے آئے ہیں۔ تمہارا قلعہ چھوٹا اور اس میں ترکی فوج بہت ہی کم ہے تم نے ہمارا لشکر اور جنگی سامان دیکھ لیا ہے تم ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے ہو۔ ہم نے اس وقت تک مکمل حملہ اس لیے نہیں کیا ہے کہ ہم خونریزی کو پسند نہیں کرتے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ باب عالی تمہاری مدد نہیں کر سکتے۔ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اگر تم یہ قلعہ بغیر لڑے بھڑے ہمارے حوالے کر دو تو ہم تم سے کوئی باز پرس نہ کریں گے بلکہ تمہیں نہایت امن و امان سے یہاں سے چلا جانے دیں گے جو سامان تم اپنے ساتھ لے جا سکو گے اسے بھی نہ روکیں گے۔ عقل مندی اسی میں ہے کہ تم ہماری بات مان لو۔ قلعہ ہمارے حوالہ کر دو اور بہ عافیت جہاں چاہو چلے جاؤ۔

مسعود بک نے قاصد کو ٹھہرنے کے لیے کہا۔ خدام اسے دوسرے کمرہ میں لے گئے مسعود بک نے ترغوذر کے تمام سربرآوردہ لوگوں کو طلب کر کے میکائیل کی تحریر ان کے سامنے پیش کی۔ ان لوگوں میں سنجیدہ طبیعت بوڑھے۔ مال اندیش ادھیڑ عمر کے اور جوشیلے جوان سب ہی قسم کے تھے ایک بوڑھے نے کہا "صلح اور امن کی پیش کش عیسائیوں کی طرف سے ہوئی ہے ہمیں ان کی اس پیش کش کو تسلیم کر لینا چاہیے"۔

دوسرے بوڑھے نے کہا "لڑائی سے صلح اور آشتی ہر حالت میں بہتر ہوتی ہے"

ایک ادھیڑ عمر کے شخص بولے "ہمیں پہلے اپنی اور عیسائیوں کی، قوتوں کا موازنہ کرنا چاہیے اگر ہماری قوت عیسائیوں سے آدھی بھی ہے یا ہمیں مدد پہنچنے کی امید ہے تو صلح نہیں کرنی چاہیے لیکن اگر ہمیں مدد پہنچنے کی بھی امید نہیں اور ہماری قوت عیسائیوں کے مقابلہ میں کچھ

Marfat.com

بھی نہیں تو پھر صلح ہی بہتر ہے"۔

ایک نوجوان نے کہا" تصویر کے دونوں رخ دیکھ لیجئے۔ ایک طرف تو یہ بات ہے کہ ہمارے پاس سامانِ حرب نہیں ہے۔ فوج بہت کم ہے مدد کی کوئی امید نہیں لیکن دوسری طرف یہ بات بھی ہے کہ عیسائیوں کے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ وہ کوئی وعدہ اس لیے نہیں کرتے کہ اسے پورا کریں گے بلکہ اس لیے کرتے ہیں کہ وعدہ کر کے دھوکا دیں گے۔ ایسی بہت سی نظریں موجود ہیں"۔

ایک بوڑھے نے نوجوان کو دیکھ کر کہا" پھر تمہارا مشورہ کیا ہے"؟

نوجوان: میں مشورہ دینے کے قابل تو نہیں ہوں البتہ اپنا خیال پیش کر رہا ہوں۔ صلح کی پیشکش میں عیسائیوں کی کوئی چال ہے۔

بوڑھا: ہو سکتا ہے کہ ان کی کوئی چال ہو لیکن عزیزم یہ خیال کرو کہ جب ہم ان کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتے تو انجام کیا ہوگا؟

نوجوان: انجام تو بُرا ہی نظر آتا ہے لیکن اگر عیسائیوں نے قلعہ پر قبضہ کر کے بھی ہمارے ساتھ برائی کی تب کیا ہوگا۔

بوڑھا: ہم مسلمان تقدیر کے قابل ہیں جو تقدیر میں ہے آئے گا۔

نوجوان: جب یہ بات ہے تو لڑ بھڑ کر تقدیر کا فیصلہ کیوں نہ کر لیں۔

بوڑھا: یہ اس لیے مناسب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اپنی جانوں کو جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ ڈالو۔ جب کہ ہم یہ جان اور دیکھ رہے ہیں کہ ہم میں مقابلہ کی سکت نہیں ہے۔ دشمن کی طاقت ہم سے تگنی سے بھی زیادہ ہے۔ تو ہم پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ اگر دشمن صلح کی پیشکش کرے تو اسے قبول کر لیں۔

نوجوان: ہم نوجوان تو لڑنا، مرنا اور مارنا جانتے ہیں اور کچھ نہیں جانتے یا بڑوں کے حکم کی تعمیل کرنا جانتے ہیں۔ یہ بات میری سمجھ میں آئی تھی وہ عرض کر دی۔ اب آپ جو کچھ طے کریں گے اسے منظور کریں گے۔

بوڑھا: مسلمانوں کی شان ہی یہ ہے کہ وہ بڑوں کا ادب و احترام اور چھوٹوں کی عزت کریں۔ اسی سے وہ پھلتے پھولتے ہیں۔ دیر تک مشورہ ہوتا رہا آخر یہی طے پایا کہ صلح کی پیشکش قبول کر لی جائے۔ چنانچہ مسعود بک نے اس مضمون کا جواب لکھا۔

Marfat.com

ہم تعلّی کو پسند نہیں کرتے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے پاس فوج بھی کم ہے سامان حرب بھی کم ہے۔ جلد مدد پہنچنے کی بھی اُمید نہیں ہے لیکن ہم مسلمان ہیں اور مسلمان مرنے سے نہیں ڈرتا۔ ہمارے دل میں موت کا خوف نہیں آتا۔ ہم مارنا اور مرنا جانتے ہیں۔ آپ نے صلح کی پیشکش کی ہے۔ اگر یہ پیشکش نیک نیتی کے ساتھ کی گئی ہے تو ہم ساتھ شکریہ کے قبول کرتے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے چند معتمد اور ایک مذہبی آدمی جو کافی پرہیزگار ہو۔ ہمارے پاس بھیج دیں۔ ساتھ ہی ایک تحریر اس مضمون کی بھیجیں کہ اگر ہم قلعہ آپ کے حوالہ کر دیں تو حلف اٹھا کر اقرار کرتے ہیں کہ ہم امن وامان کے ساتھ معہ اہل وعیال زن وفرزند اور ضروری سامان کے یہاں سے چلا جانے دو گے۔ یہاں آکر تمہارے معتمد اور پادری ہمارے سامنے بھی حلف اٹھا کر اقرار کریں گے تو ہم قلعہ آپ کے حوالہ کر دیں گے۔

یہ تحریر لکھ کر مسعود بیک نے تمام لوگوں کو پڑھ کر سنائی۔ سب نے اسے پسند کیا۔ کئی آدمیوں نے اس پر دستخط کیے اور لپیٹ کر قاصد کے حوالے کر دی۔

قاصد سلام کر کے چلا۔ اس کا گھوڑا اسے دیدیا گیا۔ جب وہ پھاٹک پر آیا تو پھر اسکے لیے پھاٹک کھول دیا گیا اور جب وہ باہر نکل گیا تب دروازہ بند کر لیا۔ اب مسلمان اس تحریر کے جواب کا انتظار کرنے لگے۔

Marfat.com

اکیسواں باب

وحشیانہ مظالم

دوسرے روز کئی عیسائی فصیل کے نیچے آئے ان میں ایک بوڑھا پادری بھی تھا۔ اس کی سفید لمبی داڑھی سینہ کو ڈھکے ہوئے تھی ٹخنوں تک لمبا جبہ پہنے تھا۔ کمر ریشم کی ڈوری سے باندھے تھا سینہ پر صلیب لٹک رہی تھی۔ جوتے تسمہ دار پہنے تھا۔ ان میں وہ عیسائی قاصد بھی تھا جو گذشتہ روز آیا تھا۔ اس نے پکار کر کہا "مسلمانو! ہم تمہاری طلب کے بموجب آئے ہیں"۔

سپاہیوں نے مسعود بک کو اطلاع دی۔ وہ آئے۔ انہوں نے انہیں دیکھا۔ ایک سپاہی کو دوڑایا کہ وہ پھاٹک کے محافظ کو حکم دے کہ وہ پھاٹک کھول کر انہیں لے آئے اور کئی سپاہیوں کو معززین کو بلانے کے لیے بھیجا۔ خود اپنے مکان پر آ کر مردانہ میں بیٹھ گئے۔

تھوڑی ہی دیر میں قلعہ کے لوگ آنے لگے۔ بہت جلد وہ سب آ کر جمع ہو گئے۔ اس عرصہ میں عیسائی بھی وہاں آ گئے۔ مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا۔ انہیں بڑی عزت کے ساتھ لا کر بٹھایا۔ ان کی تواضع کی۔ انگور ان کے سامنے پیش کیے۔ انہوں نے کھائے۔ جب کھا کر فارغ ہوئے تو پادری نے کہا "تمہاری تحریر کے جواب میں ہم آئے ہیں۔ ہم سے جو عہد و اقرار لینا چاہتے ہو لے لو"۔

مسعود بک نے کہا۔ "پہلے تو میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا میکائیل نے آپ کو بھیجا ہے؟"

پادری: ہاں ہمیں میکائیل نے بھیجا ہے۔

مسعود بک: انہوں نے آپ کے سامنے حلف اٹھا کر یہ اقرار کیا ہے کہ اگر ہم ان کے لیے قلعہ کھول دیں تو وہ ہمیں معزز ان و فرزند اور مال و دولت کے بغیر کسی مزاحمت کے یہاں سے چلے جانے دیں گے۔

Marfat.com

پادری: ہاں ہمارے سامنے حلف اٹھا کر انہوں نے یہ اقرار کیا ہے اور یہ تحریر لکھ کر دی ہے۔

پادری نے اپنے جُبہ کی جیب میں ایک تحریر نکال کر مسعود بک کے سامنے پیش کی۔ انہوں نے پڑھ کر سنائی۔

لکھا تھا:

میں اور میرے تمام ساتھی، حلف اقرار کرتے ہیں کہ اگر تم بغیر لڑے بھڑے قلعہ ہمارے حوالہ کر دو گے تو ہم تمہیں معہ تمہارے اہل و عیال اور مال و دولت کے جس طرف تم جانا چاہو گے جانے دیں گے کسی قسم کی مزاحمت نہیں کریں گے۔

(میکائیل)

سب نے سن کر کہا "اب ہمارا اطمینان ہو گیا"۔

مسعود بک نے کہا "اب آپ سب لوگ بھی حلف اٹھا کر یہی اقرار کیجئے"۔

پادری نے کہا "ہم خدا ئے زمین و زمان اور خداوند کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تمہیں سب کو میکائیل کی تحریر کے بموجب جہاں چاہو گے چلے جانے دیں گے"۔

پادری ایک ایک فقرہ کہتا تھا اور سب اس کو دہراتے تھے

مسعود بک نے کہا "بس ہماری تسلی ہو گئی۔ چلو قلعہ تمہارے حوالہ کرتے ہیں"۔

مسعود بک یہ کہہ کر اٹھے۔ انہوں نے اسی وقت منادی کرادی کہ تمام مسلمان معہ اہل و عیال اور مال و دولت کے قلعہ سے باہر نکل چلیں۔

مسلمان پہلے ہی سے تیار ہو چکے تھے اس منادی کو سنتے ہی جوق در جوق نکل پڑے عورتیں چہروں پر نقابیں ڈال کر بچوں کو گودوں میں لے کر یا ان کے ہاتھ پکڑ کر نکل آئیں۔ آگے آگے عوام الناس معہ سامان کے تھے۔ ان کے پیچھے عورتیں، بچے اور بوڑھے تھے۔ ان کے پیچھے ترکی سپاہی بندوقیں لیے ہوئے تھے۔ یہ سب لوگ قلعہ سے باہر نکل آئے۔ ادھر سے میکائیل اپنی فوجیں لیکر آگیا اور مسلمانوں کے سامنے صفیں قائم کر کے کھڑا ہو گیا۔ اس نے بڑھ کر مسعود بک سے ہاتھ ملایا اور کہا "آپ نے ہتھیاروں کے متعلق کوئی شرط نہیں کی تھی۔

مسعود بک کو اس وقت اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ انہوں نے کہا بے شک ہتھیاروں کے متعلق کچھ نہیں کہا تھا"۔

Marfat.com

میکائیل: کوئی بات نہیں ہے۔ آپ ہتھیار دلا دیں۔

اب بجز ہتھیار دلانے کے چارہ ہی کیا تھا۔ مسعود بک نے سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہا

بھائیو! ہتھیار ڈال دو۔

ہتھیار ہی کیا تھے محض بندوقیں اور تلواریں تھیں۔ سپاہیوں نے یہ ہتھیار عیسائیوں کے حوالے کر دیئے۔

جوں ہی مسلمانوں نے ہتھیار عیسائیوں کو دیئے فوراً ہی عیسائی فوجیں ان کے گرد چھا گئیں اور انہوں نے پہلے تمام سپاہیوں کو حراست میں لیا اور پھر سب مرد و زن کو قید کر لیا۔ مسعود بک اور دوسرے لوگ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ وہ سمجھ گئے کہ عیسائیوں نے دھوکا دیا ہے چنانچہ مسعود بک نے کہا "کیا آپ بدعہدی کرنا چاہتے ہیں؟"

میکائیل ہنسا۔ نہایت کریہہ آواز سے اس نے کہا "بدنصیب مسلمانوں اگر ذرا سا جھوٹ بولنے پر راستہ کی رکاوٹ دور ہو جائے اور مسلمانوں کا خون بہانے کے لیے مل جائے تو کیا برائی ہے۔ یاد رکھو عیسائی مسلمان سے اس لیے عہد کرتا ہے کہ اسے دھوکا دے۔ اسے دنیا سے مٹا دے جب تک دنیا میں مسلمان زندہ ہے عیسائی اطمینان کا سانس نہیں لے سکتا"۔[1]

یہ کہہ کر اس نے خوفناک قہقہہ لگایا اور اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا "ہاں وہ خوفناک ڈرامہ کھیلو جسے سن کر دوسرے مسلمان کانپ جائیں اور دین دار عیسائیوں کا رواں رواں خوش ہو جائے۔"

چند عیسائیوں نے جھپٹ کر مسعود بک کو پکڑ لیا اور انہیں شکنجہ میں کس کر کھال اتارنی شروع کی۔ یہ بڑی ہی وحشیانہ حرکت تھی۔ ایک زندہ آدمی کی کھال اتارنا بڑی ہی سفاکی کا کام تھا لیکن کھال اتار لی گئی۔ یہاں تک کہ مسعود بک تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

اس عرصہ میں آگ کے الاؤ روشن کیے گئے اور اس دہکتی ہوئی آگ میں ماتحت افسروں اور سربرآوردہ لوگوں کو ڈال کر زندہ جلا دیا گیا۔[2] لوگ تڑپتے تھے۔ باہر نکلنے کی کوشش کرتے تھے لیکن انہیں نیزوں سے زخم لگا کر پھر آگ میں دھکیل دیا جاتا تھا۔

---

[1] تاریخ آل عثمان جلد دوم

[2] " " " "

Marfat.com

کچھ سپاہی بچوں کے قتل پر مقرر کیے گئے۔ ان بیرحموں اور جلادوں نے ماؤں کی گودوں سے معصوم بچوں کو چھین چھین کر بڑی بیرحمی کے ساتھ مار ڈالا۔ بعض بچوں کو چیر دیا بعض کو بری طرح زخمی کر کے قتل کیا بعض کو آگ میں جھونک دیا۔

عورتیں روتی تھیں چیختی تھیں التجائیں کرتی تھیں لیکن مسیحی بھیڑیے مطلق پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اب ان بھیڑیوں نے عورتوں کے نقاب چاک کر ڈالے اور انہیں ایک سرے سے قتل کرنا شروع کر دیا۔ ان کے بعد دوسرے تمام مسلمانوں کو مار ڈالا۔ مارتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے اور عہد لو ہم سے اب تمہارے لیے کون سی پناہ کی جگہ ہے ہم تمہیں ایسی جگہ بھیج رہے ہیں جہاں سے کبھی واپس نہ آؤ گے۔

سفاک عیسائیوں نے تھوڑی ہی دیر میں تمام مسلمانوں کو ختم کر ڈالا۔ بعض کو قتل کرا دیا۔ بعض کو آگ میں جلوا دیا اور بعض کی کھالیں کھنچوا دیں۔

جب سب مسلمان مارے گئے تب میکائیل اپنا لشکر لے کر ترغوذر میں داخل ہوا۔

Marfat.com

بائیسواں باب

سلطان محمد خان سوم

عیسائیوں نے جو سفاکی، سنگدل اور بیباکیں کی اور جو وحشیانہ مظالم ترغوذریں کیے ان کی شہرت عام ہو گئی۔ میکائیل نے ترغوذر سے آگے بڑھ کر اربلہ، وارنا، کلیتق، اسمعیلیہ، سلسٹریا وغیرہ پر بھی یلغار کی اور وہاں کے مسلمانوں کو بھی بے دریغ قتل کر ڈالا۔ ایسے ایسے مظالم کئے کہ سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

اس صوبہ میں مسلمانوں کی آبادی بہت ہی کم تھی۔ یہ خیال بھی نہیں تھا کہ عیسائی اچانک حملہ کر کے اپنی درندگی کا اس طرح مظاہرہ کریں گے۔ مسلمانوں کو چن چن کر اور طرح طرح کی ایذائیں دے دے کر قتل کر ڈالیں گے۔ اس لیے ان کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ کیا جا سکا۔ عیسائیوں نے تمام صوبہ کو ترکوں سے خالی کرا کر اپنے تصرف میں لے لیا۔

ان ہولناک مظالم کی اطلاع قسطنطنیہ میں بھی پہنچ گئی۔ اسی سال میں عثمانی وزارت میں نئی تبدیلیاں ہوئی تھیں۔ ابراہیم پاشا وزیر اعظم مقرر ہوئے تھے اور سنقال پاشا کو سپہ سالاری کا عہدہ ملا تھا۔۔۔۔ شیخ الاسلام سعید الدین آفندی تھے۔

جب ان روح فرسا مظالم کی اطلاع ارکین سلطنت کو ہوئی تو انہوں نے انہیں سخت جوش و غصہ آیا۔ انہوں نے یہ طے کر لیا کہ آج جب سلطان دربار خاص میں تشریف لائیں گے تو ان کے گوش گذار تمام حالات کر دیئے جائیں گے۔

لیکن سلطان کو یہ تمام حالات ایک اور ہی طرح معلوم ہو گئے۔ ہوا یہ کہ کاظم عورتوں اور لڑکیوں کے قافلہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں پہنچ چکے تھے۔ وہ اس فکر میں تھے کہ سلطان المعظم کے حضور میں، باریاب ہو کر ان کے قصبہ پر عیسائیوں نے جو مظالم کیے ہیں گوش گذار کریں۔ مگر ابھی اس کا موقع نہیں ملا تھا کہ دفعتہً ترغوذر میں مسلمانوں کے قتل عام ہونے کی

Marfat.com

خبر آئی۔ ابھی کاظم اس خبر کی تصدیق ہی کر رہے تھے کہ احمد سعید پہنچے۔ سخت پریشان حال اور وحشیوں کی سی صورت بنائے ہوئے۔ انہوں نے کاظم کو وہ تمام حالات سنائے جو وہاں گذرے تھے یعنی کس طرح میکائیل نے عہد و اقرار کیے کیسے بدعہدی کی اور کس طرح مسلمانوں کی کھالیں اتروالیں۔ آگ میں جھونک دیا۔ بے دریغ قتل کیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کو مار ڈالا۔ مسعود بیک کی کھال اتارنے کا ذکر تفصیل سے بیان کیا۔ انہوں نے یہ بتایا کہ جب عیسائی سپاہیوں کا قتل عام کر رہے تھے اور ان کے تلوار ماری تو وہ گر پڑے۔ جب انہیں ہوش آیا تو عیسائی قلعہ میں داخل ہو چکے تھے وہ اسی وقت وہاں سے چل پڑے اور ہزاروں تکلیفیں اور صعوبتیں اٹھا کر یہاں پہنچے ہیں۔

کاظم کو ان واقعات کے سننے سے سخت صدمہ ہوا۔ ان کے ساتھ جو عورتیں اور لڑکیاں آئی تھیں۔ ان کے بہت سے عزیز و اقارب مارے جا چکے تھے انہوں نے احمد سعید کو ہدایت کر دی کہ وہ ان، واقعات کا ذکر عورتوں اور لڑکیوں سے نہ کریں۔ ان واقعات کو سن کر کاظم کا جوش اور غصہ اور بڑھ گیا۔ وہ احمد سعید کو ساتھ لے کر دار العوام کی طرف روانہ ہوئے۔ انہوں نے طے کر لیا تھا کہ آج جس طرح بھی ممکن ہو گا سلطان کے حضور میں باریاب ہوں گے۔ جب وہ قیصر شاہی کے قریب پہنچے تو انہیں دو آدمی ملے جو جھپٹتے ہوئے آ رہے تھے۔ ان میں سے ایک جوان العمر تھا اور دوسرے ادھیڑ عمر کے ان میں سے جوان العمر نے ان دو اجنبیوں یعنی کاظم اور احمد سعید کو حیرت سے دیکھ کر پوچھا، تم دونوں کہاں سے آئے ہو؟

کاظم نے جواب دیا "صوبہ وریشیا سے"

جوان: کس لیے آئے ہو؟

کاظم: سلطان کو یہ سنانے کے لیے کہ صوبہ وریشیا کے مسلمانوں کو عیسائیوں نے تباہ کر ڈالا۔

یہ سن کر ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ انہوں نے کہا کیا قیصر جرمنی نے جنگ شروع کر دی"

کاظم: جی ہاں۔

جوان نے ایک انگشتری اپنے ہاتھ سے اتار کر کاظم کو دی اور کہا "یہ انگشتری لو اور سیدھے دربار میں چلے جاؤ۔ تمہیں پہرے والے ٹوکیں تو یہ انگشتری دکھا دینا۔ ہم دونوں بھی تمہیں وہیں ملیں گے

کاظم نے انگشتری لے لی اور جوان کا شکریہ ادا کر کے بڑھے اور دربار کے دروازہ

Marfat.com

پر پہنچے ۔ وہاں فوجی پہرہ لگا ہوا تھا۔ جب ان دونوں نے اندر جانا چاہا تو پہرہ والوں نے روکا۔ انہوں نے انگشتری دکھا دی۔ سپاہی انگشتری دیکھتے ہی جلدی سے الگ ہو گئے۔ کاظم اور احمد سعید کو انگشتری کے اس طلسم کو دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی وہ دربار میں داخل ہوئے

دربار کا کمرہ بہت ہی وسیع تھا اور نہایت ہی آراستہ و پیراستہ تھا۔ آج دربار عام نہیں تھا بلکہ دربار خاص تھا جس میں اراکین سلطنت شیخ السلام اور فوجی افسران ہی تھے۔ یہ سب لوگ آ چکے تھے اور اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔

کاظم اور احمد سعید جب دربار کے کمرہ میں پہنچے تو ایک صاحب نے ان سے پوچھا کہ انہیں داخلہ کی اجازت کس نے دی۔ انہوں نے اسے بھی انگشتری دکھا دی۔ وہ انہیں لے کر ایک طرف گیا اور ادھر کرسیوں پر بٹھا کر اپنی جگہ چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں غل ہوا کہ سلطان ابن سلطان خاقان ابن خاقان خلیفتہ المسلمین حضرت سلطان محمد خاں سوم تشریف لا رہے ہیں۔

تمام درباری استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے۔ سلطان تشریف لائے۔ درباریوں نے السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ یا خلیفتہ المسلمین کہا۔ سلطان نے وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ کہا اور تخت پر بیٹھ گئے۔

کاظم اور احمد سعید نے سلطان کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ انہوں نے نظریں بھر کر سلطان پر نگاہ پر ڈالی۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جس جوان نے انہیں انگشتری دی تھی۔ وہی سلطان ہیں۔

ابھی دونوں حیران ہی ہو رہے تھے کہ انہوں نے سنا سلطان کہہ رہے تھے ہمیں افسوس ہے کہ تم لوگوں نے صوبہ وریشیا کے متعلق آج تک ہم سے کچھ نہیں کہا"۔

ابراہیم پاشا صدر اعظم کھڑے ہوئے انہوں نے کہا" عالیجاہ! خانہ زاد کو یہ واقعات پہلے مبہم طور پر معلوم ہوئے تھے۔ افواہوں کے طور پر لیکن اب ان کی تصدیق ہوئی ہے"۔

سلطان: کیا سرکاری طور پر کوئی اطلاع نہیں آئی؟

ابراہیم پاشا: نہیں عالم پناہ۔ سرکاری طور پر اس وقت تک کوئی اطلاع نہیں آئی ہے

سلطان: کیا وجہ ہوئی؟

ابراہیم پاشا: وجہ یہ ہوئی کہ وریشیا کا گورنر عیسائی تھا۔

Marfat.com

اس نے قیصر جرمنی سے ساز کر لیا رسل و رسائل کا تعلق خود اس سے تھا۔ اس نے کوئی اطلاع دارالسلطنت میں نہیں آنے دی۔

سلطان: مابدولت کا ارادہ اسے معزول کر دینے کا تھا۔ کوتاہی ہم سے ہی ہوئی۔ اچھا تمہیں کیا واقعات معلوم ہوئے ہیں۔

ابراہیم پاشا: میں نے سنا ہے کہ قیصر جرمنی نے عہد شکنی کی اور بغیر کسی نوٹس دینے کے اپنی فوجیں وریشیا کے صوبہ میں بڑھا دیں۔ صوبہ ڈینیوب باغی ہو گیا۔ جرمنی کی فوجوں کیساتھ یہ ڈینیوب کے باغی بھی ہیں۔

سلطان: ٹرینسلونیا اور رمالڈیویا کے صوبوں کا کیا حال ہے۔

ابراہیم پاشا: ان دونوں صوبوں میں بھی بغاوت ہو گئی ہے۔

سلطان: تمہیں معلوم ہے کہ وریشیا کے صوبہ میں جرمنی فوجوں نے کیا کیا؟

ابراہیم پاشا: مجھے تحقیق اور تفصیل کے ساتھ کوئی بات معلوم نہیں ہے۔

سلطان: اچھا اب سنا۔

سلطان نے کچھ اشارہ کیا۔ وہی صاحب جو کاظم اور احمد سعید کو بٹھا کر گیا تھا ان کے پاس آیا اور انہیں لے کر سلطان کے سامنے پہنچا۔ تمام درباری ان دونوں کو حیرت سے دیکھنے لگے۔

Marfat.com

تیئسواں باب

پُرجوش سلطان

کاظم اور احمد سعید دونوں نے سلطان کے پاس جاکر نہایت ادب سے سلام کیا۔

سلطان نے کہا" تمہاری نگاہیں کہہ رہی ہیں کہ تم ہمیں حیرت سے دیکھ رہے ہو۔ ہم تمہاری حیرت دور کیے دیتے ہیں۔ ہم وہی ہیں جنہوں نے تمہیں انگشتری دی تھی اس وقت ہم ایک محلہ کا گشت کر کے آ رہے تھے۔ ہمیں صوبہ وریشیا کے متعلق کچھ واقعات راستہ میں معلوم ہوئے تھے، کچھ تم نے بتائے۔ ہم نے تمہیں دربار میں آنے کی ہدایت کی"۔

کاظم نے عرض کیا" اعلیٰ حضرت ہم دونوں کو اس بات کا افسوس ہے کہ اس وقت ہم نے ادب واحترام میں کوتاہی کی"۔

سلطان : ایسی حالت میں ادب واحترام کی ضرورت بھی نہیں ہوتی تم مفصل حالات سناؤ۔

کاظم : عالیجاہ میں قصبہ بباک کا رہنے والا ہوں جو صوبہ وریشیا کی سرحد پر واقع ہے۔ مجھے یہ اطلاع ملی کہ جرمنی عہد شکنی پر آمادہ ہے۔ اس نے مالڈیویا اور ٹرینسلونیا میں بغاوت کی زبردست تحریک کی ہے اور وریشیا کے عیسائی گورنر کو بھی ہموار کر لیا ہے۔ میں زغوذرمیں اطلاع دینے اور مدد مانگنے گیا۔ افسوس وہاں کے افسر مسعود بک اپنی ذمہ داری پر مدد نہیں دے سکے۔ میں واپس چلا۔ راستہ میں مجھے ایک سرائے میں معلوم ہوا کہ بباک پر عیسائیوں نے حملہ کر دیا ہے۔ آدھی رات کے وقت مجھے یہ بات معلوم ہوئی میں اسی وقت روانہ ہو گیا۔ راستہ میں میرے یہ دوست ملے۔ ان کا نام احمد سعید ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بباک کو مٹی کا ڈھیر کر دیا گیا ہے۔ میں اور یہ دونوں بباک میں پچھلی رات کو پہنچے۔ بباک بالکل تباہ کر دیا گیا تھا۔ یہ تک نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کون محلہ کہاں تھا۔ میرا گھر خاک کا کھنڈر بنا ہوا تھا۔ میری ہمشیرہ ملبہ کے نیچے بے ہوش پڑی

Marfat.com

تھی، والدہ مار ڈالی گئی تھیں۔ احمد سعید اپنی بہن کو بے ہوشی کی حالت میں لائے۔ عیسائیوں نے نہ صرف گھروں کو پھونکا اور گرایا بلکہ مسجدوں کو بھی یا تو جلا ڈالا یا منہدم کر دیا۔ معلوم یہ ہوا کہ مسلمانوں کو بلا امتیاز مرد، عورت اور بچوں کو ذبح کر ڈالا۔

ہم چاروں یعنی میں اور میری بہن، احمد سعید اور ان کی بہن بڑی مشکل سے زغوذر میں پہنچے وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ عیسائی فوجیں اسی طرح بڑھی چلی آ رہی ہیں۔ بعض مال اندیش لوگوں نے یہ طے کیا کہ جو عورتیں اور بچے یہاں سے جانا چاہیں وہ قسطنطنیہ بھیج دیئے جائیں بہت کم لوگ اپنے اہل وعیال وہاں سے بھیجنے پر تیار ہوئے۔ جو ترکی خواتین اور بچے وہاں سے آئے ہیں ان کے ساتھ آیا۔ میرے بعد زغوذر میں کیا ہوا۔ اسے میرے دوست احمد سعید بیان کریں گے۔

سلطان نے احمد سعید سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تمہارے سامنے کیا ہوا؟"

احمد سعید: عالم پناہ! میں نے وہ ہولناک مناظر دیکھے ہیں کہ اب بھی جب کبھی خیال آ جاتا ہے تو روح تک لرز جاتی ہے میں زغوذر میں موجود تھا کہ قیصر جرمنی کی فوجیں جن کے ساتھ ڈینیوب کے باغی بھی تھے۔ میکائیل کی سرکردگی میں وہاں آ گئے۔ انہوں نے جب پہلا حملہ کیا تو ترکوں نے انہیں پسپا کر دیا۔ دوسرا حملہ کرنے کی انہیں جرأت نہیں ہوئی مگر ان کے ساتھ بے شمار لشکر تھا۔ انہوں نے محاصرہ سخت کر دیا اور کئی روز کے بعد یہ پیغام بھیجا کہ

اگر تم قلعہ ہمارے حوالہ کر دو تو ہم تمہیں معہ اہل وعیال اور مال ودولت کے بغیر کسی مزاحمت کے جس طرف جانا ہو گے جانے دیں گے۔ مسلمانوں نے اس پر حلفیہ تحریر اور اقرار چاہا۔ میکائیل نے حلفیہ تحریر بھیج دی اور ایک پادری اور کئی معزز آدمیوں نے آکر عہد پورا کرنے کا حلف اٹھایا۔

مسلمانوں نے اعتبار کر لیا۔ قلعہ سے باہر نکل آئے۔ اپنے زن وفرزند اور مال ودولت کو بھی ساتھ لے آئے۔ میکائیل نے کہا "تم نے ہتھیاروں کے متعلق کوئی معاہدہ نہیں کیا تھا۔ ہتھیار ہمارے حوالے کر دو۔"

مسعود بیک نے رفع نزع کے لیے اپنے سپاہیوں کو ہتھیار دے دینے کا حکم دیا۔ ترکوں نے ہتھیار دے دیئے۔ ہتھیاروں کا دے دینا غضب ہو گیا۔ عیسائیوں نے ہمیں

Marfat.com

چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سب سے پہلے مسعود بک مرحوم کو شکنجہ میں کس کر ان کی کھال کھینچی گئی۔ دیکھنے والے دیکھ رہے تھے اور کانپ رہے تھے۔ ان کی کھال نہیں کھینچی جا رہی تھی بلکہ مسلمانوں کے دل کے ٹکڑے کیے جا رہے تھے لیکن شاباش ہے مسعود بک کو۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت نصیب کرے وہ مر گئے مگر اُف نہیں کی۔

اس عرصہ میں وہاں آگ جلائی گئی اور سفاک عیسائیوں نے زندہ مسلمانوں کو آگ میں ڈال ڈال کر بھون ڈالا۔ عورتوں کی گودوں سے بچے چھین چھین کر مار ڈالے۔ پھر سپاہیوں اور عورتوں کا قتلِ عام شروع کر دیا۔ مجھ پر بھی تلوار کا ہاتھ مارا قدرت نے مجھے گرا دیا میں مجروح نہیں ہوا چونکہ وہ اندھا دھند قتل کر رہے تھے اس لیے سمجھے کہ میں بھی مارا گیا جب وہ اپنے خیال میں سب کو قتل کر چکے تب قلعہ زغوزر میں داخل ہوئے میں موقع پا کر وہاں سے بھاگا اور سینکڑوں مصیبتیں برداشت کر کے یہاں آیا ہوں۔

سلطان محمد خان سوم کا چہرہ کہہ رہا تھا کہ انہیں ان واقعات کے سننے سے قلبی صدمہ ہوا ہے۔ دفعتہً ان کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ انہیں جوش آ گیا۔ انہوں نے کہا" تم لوگوں نے سنا"

ابراہیم پاشا نے کہا ظلِ سبحانی سنا"

سلطان: ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وحشی اور سفاک عیسائیوں نے اربلہ، وارنا اور اسمٰعیلیہ وغیرہ میں بھی اسی قسم کے ستم کیے ہیں۔ ہمارے عہد میں مسلمانوں پر ایسے ناروا مظالم کیے گئے ہیں۔ ہم خدا کو کیا جواب دیں گے۔

اس وقت دربار پر سناٹا طاری تھا سب اراکین سلطنت وزیر اور فوجی افسر جھکائے دم بخود تھے۔ سلطان کا جوش دم بدم بڑھتا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا" ہم ضرور مسلمانوں کا انتقام لیں گے وزیر اعظم"۔

ابراہیم پاشا نے کھڑے ہو کر کہا" پیر و مرشد"

سلطان: لشکر کو تیاری کا حکم دو۔

ابراہیم: لشکر ہر طرح تیار ہے اور سپاہیوں میں کافی جوش ہے

سلطان: حضرت شیخ الاسلام۔

سعد الدین آفندی شیخ الاسلام کھڑے ہوئے انہوں نے کہا" اعلیٰ حضرت"

سلطان: کیا اعلان جنگ کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

سعد الدین: کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ قیصر برمنی نے مسلمانوں پر بلا وجہ بڑے بڑے مظالم کئے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی کوشش کی ہے اس سے جہاد واجب ہو گیا ہے۔

سلطان: تو آپ جہاد کا حکم فرما دیجئے۔

سعد الدین: میں آج ہی جہاد کا فتویٰ شائع کر دوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری بداعمالیاں رنگ لا رہی ہیں۔ ہم لہو ولعب میں مشغول ہو گئے ہیں۔ ہم نے خدا کو بھلا دیا ہے۔ خدا کے رسول صلعم کے احکام کو بھلا دیا ہے۔ نماز نہیں پڑھتے۔ روزے نہیں رکھتے زکوٰۃ نہیں دیتے۔ حج نہیں کرتے۔ خدا نے ہماری طرف سے چشم التفات پھیر لی ہے۔ ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرنی چاہیئے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ قسطنطنیہ اور اس کے مضافات کے مسلمان تین روز تک نفلیں پڑھیں اور توبہ واستغفار کریں"۔

سلطان: بالکل ٹھیک کہا آپ نے اس کا بھی اعلان کر دیجئے اسلحہ خانہ کے عقب میں جو بڑا میدان ہے اس میں لوگ جمع ہو کر نفلیں پڑھیں اور توبہ کریں"۔

اس کے بعد سلطان نے کاظم اور احمد سعید کو فوج میں بھرتی کیا اور دربار برخاست کر دیا۔

اسی روز شیخ الاسلام سعد الدین نے جہاد کا اعلان کر دیا اور مسلمانوں کو اسلحہ خانہ کے عقب میں جمع ہو کر نفلیں پڑھنے اور توبہ واستغفار کرنے کا حکم دیا۔

— — — — — —

از تاریخ عالم اسلام جلد چہارم صفحہ نمبر ۵۲۷

Marfat.com

چوبیسواں باب

سلطانہ والدہ کا جوش

جب سلطان شاہی محلسرا میں پہنچے جسے نغتان کہا جاتا تھا تو وہاں آج کے دربار کی خبریں پہنچ چکی تھیں۔ سلطان کی والدہ جو سلطانہ والدہ کہلاتی تھیں سلطان کی منتظر تھیں۔ ان سلطانہ والدہ کا نام سلطانہ صفیہ تھا۔ سلطانہ صفیہ[1] کے حالات بھی عجیب وغریب ہیں۔ ہم مختصراً تحریر کرتے ہیں۔ سلطانہ صفیہ عیسائی تھیں۔ وہ عیسائی کے گھر پیدا ہوئیں۔ عیسائیوں کی آغوش میں پرورش پائی اور عیسائی گھرانے میں پل کر جوان ہوئیں۔ ان کا عیسائی نام "لفو" تھا۔ وہ حکومت وینس کے ایک نہایت ہی جلیل القدر امیر اور شریف خاندان کی لڑکی تھی۔ نہایت حسین اور مہ جمال تھیں۔ جب انہوں نے گلشن شباب میں قدم رکھا تو ان کے حسن عالم سوز کا چرچا وینس کی حدود سے نکل کر تمام یورپ میں پھیل گیا۔ کئی شہزادے ان پر نادیدہ فریفتہ ہو گئے کئی شہزادوں نے ان کی خواہش کی۔ اتفاق سے بحری قزاقوں نے ان کے گھر پر تاخت کی بحری قزاقوں کا سردار انہیں دیکھ کر ہزار جان سے ان پر شیدا ہو گیا۔ اور انہیں ان کے گھر سے چرا کر لے بھاگا۔ وہ انہیں اپنے جہاز میں سوار کر کے اپنے مستقر کی طرف لے جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک ترکی جہاز نے قزاقوں کے اس جہاز پر چھاپہ مارا۔ تمام قزاقوں کو قتل کر ڈالا اور ماہ تمثال لفو کو لا کر سلطان کی خدمت میں پیش کیا۔ اس وقت سلطان سلیم خاں دوم سلطنت عثمانیہ کے سلطان تھے۔ انہوں نے لفو کو محلسرا میں بھیج دیا۔ وہاں سلطان سلیم خاں دوم کے بیٹے شہزادہ مراد خاں نے دیکھ لیا اور وہ ان پر مفتوں ہو گئے۔

---

[1] سلطانہ صفیہ کے مکمل حالات دیکھنے ہوں تو ہمارا ناول سلطانہ صفیہ مطالعہ فرمایئے۔
صادق صدیقی سردھنوی

Marfat.com

لفو کو بھی انس سے محبت ہو گئی۔ سلطان سلیم خان کو بھی ان دونوں کے تعشق کا حال معلوم ہو گیا لیکن اس وقت تک لفو عیسائی تھی اور سلطان سلیم ایک عیسائی لڑکی سے اپنے بیٹے کی شادی کرنا نہ چاہتے تھے۔ لفو کو یہ بات معلوم ہو گئی۔ وہ مسلمان ہو گئیں۔ ان کے مسلمان ہوتے ہی سلطان سلیم خان نے ان کی شادی شہزادہ مراد خان سے کر دی لفو کا اسلامی نام صفیہ رکھا گیا اور جب ان کی شہزادہ سے شادی ہو گئی تو سلطانہ صفیہ کہلانے لگیں۔

جب سلطان سلیم خاں دوم کا انتقال ہو گیا تو شہزادہ مراد خان تخت نشین ہوئے۔ یہ تاریخوں میں سلطان مراد خاں سوم لکھے جاتے ہیں۔

سلطانہ صفیہ نے مراد خاں کے دل پر اس قدر قابو حاصل کر لیا تھا کہ وہ ان کی ہر بات مانتے تھے چونکہ وہ وینس کی رہنے والی تھیں اس لیے انہوں نے حکومت وینس کو بڑے فائدے پہنچائے۔ سلطان محمد خاں سوم ان ہی کے بطن سے تھے۔

جب ۱۶ جنوری ۱۵۹۴ء کو سلطان مراد خان سوم نے وفات پائی تو سلطان محمد خان سوم تخت نشین ہوئے تو صفیہ کو سلطانہ والدہ کا مرتبہ ملا۔

سلطانہ والدہ کا مرتبہ محلسرا میں سب سے بڑا تھا۔ وہاں صرف ان کا ہی حکم چلتا تھا۔ ان کے بعد سلطان کا حکم مانا جاتا تھا۔

سلطانہ صفیہ نہایت ہوشیار، بڑی مدبر اور مسلمان ہونے کے بعد پر جوش مسلمہ ہو گئی تھیں۔ ترکی شاہی محلسرا میں دینیات کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی جو عورتیں اور لڑکیاں، کنیزیں اور حبشنیں، شہزادیاں، ملکہ اور سلطانہ والدہ وہاں رہتی تھیں۔ ان کے لیے ضروری تھا کہ وہ احکام شرع کی پورے پورے طور پر پابندی کریں۔

سلطانہ والدہ یعنی سلطانہ صفیہ سلطان محمد خاں سوم کا انتظار کر رہی تھیں۔ جب سلطان محلسرا میں تشریف لائے تو ایک کنیز نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ "جہاں پناہ کو علیہ حضرت سلطانہ والدہ یاد فرما رہی ہیں"۔

سلطان کنیز کے ساتھ ہو لیے۔ سلطانی محلسرا ایک علیحدہ مختصر شہر ہوتا تھا۔ اس میں شہزادیوں کے محلات الگ ملکہ کے ایوان الگ، سلطان کے قصر الگ اور سلطانہ والدہ کے نہایت عظیم الشان مکانات الگ ہوتے تھے۔

محلسرا کے اندر خوشنما باغیچے، پارک، باغات اور بازار سب کچھ ہوتے تھے۔ ان بازاروں

Marfat.com

یں ہزاروں لاکھوں روپیوں کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔ عورتیں ہی سوداگر ہوتی تھیں اور عورتیں ہی خریدار۔ ضروریات کی تمام چیزیں دھاگے سے لے کر مرصع بہ جواہر زیورات تک غرض ہر چیز وہاں ملتی تھی۔

سلطان محمد خاں سوم جب سلطانہ والدہ کے حضور میں پہنچے تو وہ بڑی شان کے ساتھ ایک صوفہ پر بیٹھی تھیں۔ سلطان نے بڑے ادب سے انہیں جاکر سلام کیا۔ انہوں نے دعا دی اور جب سلطان بیٹھ گئے تو انہوں نے کہا "کیا یہ سچ ہے کہ عیسائیوں نے صوبہ وریشیا کے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کیے ہیں"؟

سلطان: ہاں یہ سچ ہے۔ دو آدمی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اپنے چشم دید حالات بیان کئے ہیں۔ ان کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ بے رحم و سفاک عیسائیوں نے مسلمانوں کی کھالیں کھنچوائیں۔ انہیں زندہ آگ میں جلایا۔ بچوں کو بڑی بے رحمی کے ساتھ ذبح کیا اور عورتوں کو بے حجاب کر کے مار ڈالا"!

سلطانہ والدہ کا چہرہ فرطِ جوش سے سرخ ہوگیا، انہوں نے کہا "پھر تم نے کیا ارادہ کیا ہے"؟

سلطان: میں نے ارادہ کیا ہے کہ مظلوم مسلمانوں کا سفاک عیسائیوں سے انتقام لوں گا

سلطانہ صفیہ: یہ ارادہ مبارک ہے مگر میں یہ تجویز پیش کرتی ہوں کہ قسطنطنیہ کے تمام عیسائیوں کو بلا امتیاز مردوں، عورتوں، بچوں اور پادریوں کے ذبح کر ڈالا جائے۔

سلطان نے حیرت سے سلطانہ صفیہ کو دیکھ کر کہا "یہ آپ حکم دے رہی ہیں"۔

سلطانہ صفیہ: حکم نہیں بلکہ ہم یہ تجویز پیش کر رہی ہیں۔

سلطان: محترمہ والدہ! کیا آپ بھول گئیں کہ آپ بھی عیسائی تھیں۔

سلطانہ صفیہ: بیٹے ہمیں یہ طعنہ نہ دو۔ ہم بے شک عیسائی تھے لیکن اب مسلمان ہیں، عیسائیوں نے مسلمانوں پر جو مظالم کیے ہیں، انہوں نے ہمیں غضبناک کر دیا ہے اور اس لیے ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے۔

سلطان: لیکن والدہ محترمہ! اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ قصور تو زید نے کیا ہے اور سزا بکر کو دی جائے۔ مظالم قیصر جرمنی کی فوجوں نے کئے ہیں۔ خدا نے چاہا تو سزا بھی انہیں

Marfat.com

ہی دی جائے گی ۔

سلطانہ صفیہ: ہم نے جب سے ان مظالم کی داستان کو سنا ہے اسی وقت سے بہت بے چین ہیں ہماری آرزو ہے کہ ظالموں کو عبرتناک سزائیں دی جائیں ۔

سلطان: انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا مگر آپ نے یہ تجویز تو واپس لے لی کہ قسطنطنیہ کے عیسائیوں کو قتل کیا جائے ۔

سلطانہ صفیہ: ہاں ہم اپنی اس تجویز کو واپس لیتے ہیں ۔

عیسائی مورخ بھی عجب چیز ہے انہوں نے اپنی تاریخوں میں "لیفو" یعنی سلطانہ صفیہ کی بڑی تعریفیں لکھی ہیں لیکن اس واقعہ سے بگڑ کر ان کی مذمت کرنے لگے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ اس دختر ونیس (سلطانہ صفیہ) نے ان تمام دیرینہ آبائی تعلقات کو جو کسی وقت اسے عیسائی مذہب سے وابستہ کئے ہوئے تھے فراموش کر کے یہ تجویز پیش کی کہ قسطنطنیہ کے تمام عیسائیوں کو قتل کر دیا جائے ۔

لیکن ان معجون مرکب مورخوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ جرمنی کے عیسائیوں نے کس قدر وحشیانہ مظالم مسلمانوں پر کئے تھے ۔ ایک انصاف پسند انسان کا ایسے سفاکانہ مظالم پر بھڑک اٹھنا فطری بات ہے پھر سلطانہ صفیہ تو مسلمان ہو گئی تھیں ۔ قدرتی طور پر انہیں مسلمانوں سے محبت ہو گئی تھی ۔ وہ تھیں بھی منصف مزاج ان کا غضبناک ہونا کچھ نامناسب نہیں تھا ۔

Marfat.com

پچیسواں باب

سقالا پاشا

رفتہ رفتہ عیسائیوں کی بے رحمانہ سفاکی اور مسلمانوں کے مظلومانہ قتل کے واقعات قسطنطنیہ کے تمام مسلمانوں کو معلوم ہو گئے۔ مسلمانوں کو بے حد رنج و قلق اور صدمہ و ملال ہوا نوجوانوں کو اس قدر جوش آیا کہ انہوں نے بھی سلطانہ صفیہ کی طرح قسطنطنیہ کے عیسائیوں ہی سے انتقام لینے کا ارادہ کر لیا۔

اتفاق سے سلطان کو پتہ چل گیا انہوں نے ایک اعلان شائع کیا اس میں لکھا تھا۔

مسلمانو!

محتاط رہو۔ جوش اور غصہ میں آ کر کوئی ایسی حرکت نہ کرو جس سے بے گناہوں کا خون بہا کر خدا کو ناخوش کر لو۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جو تمہیں ستائے تم اس سے بدلہ لو یہ نہیں کہ جس نے تمہیں نہیں ستایا تم اس سے انتقام لینے کو تیار ہو جاؤ۔

قسطنطنیہ کے عیسائی عثمانی رعایا ہونے کی وجہ سے ہماری ذمہ داری میں ہیں انہوں نے کسی مسلمان کو نہیں ستایا ہے ان پر کوئی دست درازی نہ کی جائے۔ ہم نے جرمنوں سے انتقام لینے کا ارادہ کر لیا ہے اور انشاء اللہ ہم عنقریب ان کی سرکوبی کے لیے جانے والے ہیں جو لوگ جہاد پر جانا چاہیں وہ اپنا نام فوج میں لکھا لیں اور تمام مسلمان اسلحہ خانہ کے عقب میں آ کر نماز پڑھیں اور توبہ و استغفار کریں"۔

سلطان کے اس اعلان کا بہت اچھا اثر ہوا مسلمانوں کا وہ جوش انتقام جو بے گناہ قسطنطنیہ کے عیسائیوں سے لینا چاہتے تھے ٹھنڈا پڑ گیا بلکہ جہاد کا جوش پیدا ہو گیا اور جوانوں نے دھڑا دھڑ بھرتی ہونا شروع کر دیا۔

Marfat.com

قسطنطینہ کے عیسائی سلطان اور مسلمانوں کے بہت زیادہ تشکر گزار ہوئے۔ ادھر مسلمان روزانہ اسلحہ خانہ کے پیچھے جمع ہو جاتے اور نفلیں پڑھ پڑھ کر توبہ و استغفار کرتے تین روز تک نفلیں پڑھنے اور توبہ و استغفار کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔

اسلحہ خانہ کے پیچھے نہایت وسیع میدان تھا۔ یہ تمام میدان مسلمانوں سے بھر جاتا تھا۔ صرف قسطنطینہ ہی کے مسلمان نماز پڑھنے اور توبہ استغفار کرنے نہیں آتے تھے بلکہ قسطنطینہ کی مضافات کے لوگ بھی کثرت سے جمع ہو جاتے تھے۔ بے شمار لوگوں کا درگاہِ رب العزت میں قیام و رکوع اور سجود کرنا نہایت ہی دلچسپ اور شاندار نظارہ پیش کرتا تھا۔ بڑے اور چھوٹے، بچے اور بوڑھے۔ نوجوان اور جوان سب ہی نماز پڑھتے۔ اپنی بد اعمالیوں کا اظہار کرتے اور نہایت عاجزی سے توبہ کر کے رحم و کرم کی التجائیں کرتے تھے۔

سلطان نے لشکر کی روانگی کی تاریخ مقرر کر دی تھی۔ اطرافِ فلک سے ترک مجاہدوں کے گروہ بڑی شان سے آرہے تھے چونکہ مجاہدوں کے آنے کی وجہ سے قسطنطینہ کی آبادی میں روزانہ اضافہ ہو رہا تھا اس لیے سلطنت عثمانیہ کے اس دارالسلطنت کی آبادی بڑھتی جاتی اور اس کی چہل پہل میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔

جوں جوں لشکر کی روانگی کی تاریخ قریب آتی جاتی تھی لوگوں کا جوش بڑھتا جاتا تھا۔ تمام بڑے بڑے افسر دن رات تیاریوں میں مشغول تھے۔ ابراہیم پاشا وزیر اعظم تھے۔ وہ اور حسن سفلی پاشا اور سقالا پاشا تینوں بڑے پایہ کے سپہ سالار تھے اور تینوں فوجوں کی جنگی سامان کی اور رسد و رسائل کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔

ان میں سقالا پاشا وہ تھے جو عیسائی سے مسلمان ہوئے تھے۔ ترک انہیں چغال زادہ کہتے تھے۔ تمام عربی مورخین نے ان کے حالات قلمبند کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انکے (سقالا پاشا) کے باپ عیسائی تھے۔ انہیں کونٹ ڈی سقالا کہتے تھے۔ وہ زبردست بحری ڈاکو تھے۔ اکثر بحر کا ساحلوں پر چھاپے مارا کرتے تھے۔ ترک ان کی تلاش میں تھے۔

ایک مرتبہ کونٹ ڈی سقالہ معہ اپنے بیٹے پیپو اکے جو بعد میں سقالہ پاشا کے نام سے مشہور ہوئے اور جن کی عمر اس وقت اٹھارہ سال کی تھی۔ اسلامی ساحل پر چھاپہ مارنے کی غرض سے جہاز سے اترے۔ اتفاق سے اسی نواح میں بیالی پاشا ترکی امیر البحر موجود تھے انہیں بحری ڈاکوؤں کے اپنے قریب ہی اترنے کی اطلاع ہو گئی۔ انہوں نے اس

Marfat.com

پھرتی سے ڈاکوؤں پر تاخت کی کہ ڈاکوؤں کو بھاگنے کا موقع نہ مل سکا۔

ڈاکو گھبرا گئے اور مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے قسمت آزمائی کرنے کے لیے جنگ شروع کر دی لیکن ترکوں کو بحری ڈاکوؤں سے کچھ ایسی عداوت تھی کہ انہیں دیکھتے ہی ان پر ٹوٹ پڑتے تھے اور یا تو انہیں مار ڈالتے تھے یا گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیج دیتے تھے اور وہاں ان کی گردنیں ماردی جاتی تھیں۔

چنانچہ بیالی پاشا کے ہمراہی ترک کونٹ ڈی سقالہ اور ان کے ساتھیوں پر اس طرح ٹوٹ کر گرے جس طرح باز چڑیوں پر گرا کرتے ہیں۔ ڈاکو گھبرا گئے۔ ترکوں نے ڈاکوؤں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا جس نے مزاحمت کی اسے قتل کر ڈالا۔ جب سب ڈاکو گرفتار ہو گئے تو کونٹ ڈی سقالہ اور ان کا بیٹا سیپوا بھی گرفتار ہو گئے۔

بحری ڈاکو ایسے بیرحم اور سفاک تھے کہ جن اسلامی بستیوں پر تاخت کرتے تھے وہاں کے تمام مسلمانوں کو بے دریغ قتل کر ڈالتے تھے اس لیے ترکوں کو ان سے قلبی عداوت تھی۔ بیالی پاشا نے کونٹ ڈی سقالہ اور ان کے بیٹے بیالی پاشا کو تو قسطنطنیہ بھیج دیا اور باقی تمام ڈاکوؤں کو قتل کرا دیا۔ قسطنطنیہ پہنچ کر کونٹ دی سقالہ تو چند ہی روز کے بعد مر گیا جب سیپوا سلطان کے سامنے پیش ہوئے تو انہیں ان پر رحم آگیا اور انہوں نے انہیں رہا کر دیا۔

سیپوا قسطنطنیہ میں رہنے لگے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ مسلمان ہو کر فوج میں بھرتی ہو گئے اور ترقی کرتے کرتے پاشا کے رتبہ تک پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنا نام سقالہ پاشا رکھا اور اسی نام سے مشہور ہو گئے۔

عیسائی مورخوں نے جنہیں واقعات ایجاد و اختراع کرنے میں کمال حاصل ہے اور جو ہر واقعہ میں انسانیت پیدا کر دیتے ہیں اس واقعہ میں بھی جدت پیدا کی ہے اور لکھا ہے کہ کونٹ ڈی سقالہ سسلی میں رہنے لگا تھا بڑا بہادر اور بیباک شخص تھا۔ بڑے معزز خاندان سے تھا۔ اس نے بحری قذاقوں کا پیشہ شروع کر دیا تھا۔ اسلامی ساحلوں پر چھاپے مارا کرتا تھا۔ جزیرہ مالٹا کے عیسائی بھی اس کے ساتھ ہو جایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ اس نے بھاری جمعیت کے ساتھ صوبہ موودان پر رات کے وقت حملہ کیا اور ایک بستی کے سوتے ہوئے مسلمانوں کو بڑی سفاکی اور سنگدلی کے ساتھ ذبح کر ڈالا۔ ساری بستی کو لوٹ لیا۔ مال غنیمت میں نقد و جنس کے علاوہ آٹھ سو ترک خواتین کو بھی پکڑ کر لے

Marfat.com

گئے۔ ان میں ایک لڑکی نہایت ہی خوبصورت اور پری چہرہ تھی۔ سقالہ اس ترکن پر ہزار جان سے فریفتہ ہو گیا اور اس نے اس کے ساتھ شادی کر دی اس کا نام مکریشیا رکھا۔ اس کے بطن سے کئی لڑکے پیدا ہوئے۔

سقالہ پاشا اسی حسین ترکن کے بطن سے تھا جو قسمت آزمائی کرنے قسطنطنیہ میں آ گیا تھا۔ یہاں آکر مسلمان ہو گیا۔

عیسائی مورخوں نے سقالہ پاشا کے ایک ترکن کے بطن سے ہونے کی روایت اسلیئے گھڑی کہ وہ عیسائی ہو کر پرجوش مسلمان ہو گیا تھا۔ ان بیچاروں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ کوئی مسلمان عورت عیسائی یا کسی اور مذہب کو کبھی قبول نہیں کر سکتی وہ مرنا منظور کرے گی لیکن اسلام چھوڑنا منظور نہ کرے گی پھر اگر ایسا ہوتا تو کوئی نہ کوئی مسلمان مورخ بھی اس بات کو لکھتا لیکن جیسا کہ عیسائی اور صدہا کیا ہزارہا واقعات ایزاد و ایجاد کرتے رہے ہیں۔ یہ واقعہ بھی گھڑ لیا ہے۔

حقیقت صرف یہی ہے کہ سقالہ پاشا عیسائی تھے۔ عیسائی عورت کے بطن سے تھے وہ قسمت آزمائی کے لیے قسطنطنیہ نہیں آئے تھے بلکہ اپنے باپ کے ساتھ گرفتار کر کے لائے گئے تھے۔ ان کے باپ کا قید میں انتقال ہو گیا۔ سلطان نے انہیں ان کی فوجوں پر رحم کر کے رہا کر دیا۔ وہ سلطان کے اس برتاؤ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے اور ایسے پرجوش مسلمان ہوئے کہ عیسائیوں کو ان کے متعلق غلط روایات گھڑنی پڑیں۔

لشکر کی روانگی کی تاریخ قریب آ گئی تھی اور عوام اس پرجوش لشکر کے کوچ کا نظارہ دیکھنے کے لیے بیتاب ہو رہے تھے۔

Marfat.com

چھبیسواں باب

شاندار کوچ

آخر وہ دن آگیا جس روز لشکر کو کوچ کرنا تھا۔ لوگوں نے عید کی سی خوشی کے ساتھ وہ رات بسر کی جس کی صبح کو لشکر روانہ ہونے والا تھا۔

صبح ہوتے ہی لوگ جوق در جوق اس راستہ پر کھڑے ہو گئے جس طرف سے لشکر گزرنے والا نہیں تھا۔ کچھ لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لشکر اسلحہ خانہ کے عقب میں جمع ہو رہا ہے وہیں سے کوچ کرے گا۔ ساتھ ہی یہ بھی شہرت ہو گئی کہ آج سلطان المعظم وہ علم نبوی اپنے ہاتھ میں تھامیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک عہد میں لہرایا تھا اور جو بطور تبرک اور یادگار کے سلطنت عثمانیہ کے خزانہ میں عرصہ دراز سے بحفاظت رکھا ہوا ہے۔

مسلمانوں کو اس علم کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق پیدا ہوا۔ ہونا بھی چاہیئے تھا کس کی قسمت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو دیکھے اس مقدس اور مبارک علم کو جسے خدا کے محبوب رسول نے اپنے ہاتھ سے تیار کیا تھا۔ اس علم نے نہ معلوم کس قدر غزوات دیکھے تھے کتنی لڑائیوں میں بلند ہوا تھا۔ کتنی فتوحات حاصل کی تھیں اور پیغمبر آخر الزماں کے بعد خلفائے راشدین کے شاندار زمانہ میں کہاں کہاں نصب ہوتا رہا تھا۔ کن کن ممالک میں گیا تھا اور خلفائے راشدین کے بعد نا معلوم کن کن کے ہاتھوں میں رہا تھا۔ کتنے مجاہدین اس کے نیچے لڑے تھے۔ کتنوں نے جام شہادت نوش کیا تھا کتنے غازی بنے تھے۔

اس علم کی زیارت کرنے کے لیے تمام ترک ہر جگہ سے سمٹ سمٹ کر اسلحہ خانہ کی طرف دوڑ پڑے۔ وہاں فوجیں پہلے سے موجود تھیں۔ توپوں کی گاڑیاں اور سامان حرب سے لدے ہوئے چھکڑے ایک روز پہلے روانہ ہو چکے تھے۔ ڈیرے، رسد، سرنگ لگانے کا

Marfat.com

سامان اور دوسری بے شمار چیزیں کئی روز ہوئے کہ روانہ ہو چکی تھیں۔

ترک اپنی مخصوص وردیاں پہنے مجلّا اور مصفا ہتھیار لگائے بڑی شان سے کھڑے تھے۔ سب سے آگے پلٹنیں تھیں۔ان کے پیچھے سواروں کے رسالے تھے۔ ہر پلٹن اور ہر رسالہ کے ساتھ ان کے افسر تھے جو اپنے سینوں پر تمغے لگائے امتیازی شان کے ساتھ کھڑے تھے باقاعدہ فوجیں الگ تھیں اور مجاہدین الگ۔

مجاہدین بھی وردیاں پہنے تھے لیکن ان کے بازوؤں پر سرخ بلّے لگے ہوئے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ رضا کار ہیں۔ان رضاکاروں کے بھی افسر تھے جو رضاکاروں ہی میں سے منتخب کئے گئے تھے۔ احمد سعید اور کاظم بھی افسری کے بلّے لگائے موجود تھے۔

اگرچہ فوج کے ہر سپاہی اور ہر رضا کار کے چہروں سے بڑا جوش ظاہر تھا لیکن کاظم اور احمد سعید کے چہرے جوش و جلال کے باعث سرخ ہو رہے تھے۔

مجمع اس قدر بڑھ گیا تھا کہ اس میدان میں جس میں لاکھوں آدمی آجاتے تھے تھیں تل رکھنے کو جگہ باقی نہ رہی تھی جس طرف اور جہاں تک نظر جاتی تھی۔ انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا نظر آتا تھا۔

لوگ سلطان المعظم محمد خاں سوم کا انتظار کر رہے تھے۔ان کی آمد کا شور ہوا۔ سب سے پہلے سقالہ پاشا پچاس سواروں کے ساتھ آئے۔ وہ بڑے قوی ہیکل اور شاندار آدمی تھے مسلمان عام طور پر انہیں جانتے اور ان کی عزت کرتے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی سب طرف سے آوازیں آئیں "سقالہ پاشا زندہ باد۔ ترک کے شیر کی عمر دراز"

سقالہ پاشا مجمع میں رک گئے۔ وہ ایک اونچے گھوڑے پر سوار تھے۔انہوں نے گونجتی ہوئی بلند آواز سے کہا "پُر جوش مسلمانو! سب سے پہلے میں خدا کا شکر گذار ہوں جس نے مجھے ذلالت اور گمراہی سے نکالا۔ بھٹکتے ہوئے کو سیدھے راستے پر لایا۔ عیسائی سے مسلمان کیا۔ خدا کے بعد میں فلک بارگاہ، عالم پناہ سلطان محمد خاں سوم کا احسان مند ہوں۔ انہوں نے مجھ جیسے خاکسار اور ہیچمدان کو نوازا۔ ایک معمولی سپاہی سے افسر اور افسر سے سپہ سالاری کا ذمہ دار عہدہ عطا فرمایا۔ ان کے بعد میں تمام مسلمانوں کا شکر گذار ہوں جو میری عزت کرتے اور مجھ سے محبت رکھتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جب میں عیسائی تھا تو میرے دل میں سرفروشی کا ایسا جذبہ

Marfat.com

نہیں تھا جیسا اب ہے۔ مسلمان ہونے کے بعد اللہ نے قوت ایمانی اس قدر عطا فرمائی کہ زندگی اور موت میں امتیاز باقی نہیں رہا۔ سچ یہ ہے کہ موت کا خوف ہی جاتا رہا اور جب موت کا خوف جاتا رہا تو میدانِ جنگ بازیچۂ طفلاں نظر آنے لگا جس طرح بچوں کا جی کھیل کے میدان میں لگتا ہے اسی طرح موت سے نہ ڈرنے والوں کا دل میدان جنگ میں لگتا ہے جسمانی طاقت کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اصل قوت روحانی اور ایمانی ہوتی ہے۔

مجھے فخر ہے کہ میں خادم اسلام اور مسلمانوں کا جان نثار ہوں۔ میں اسلام پر مرمٹنا اور مسلمانوں پر جان قربان کر دینا ہی حاصلِ زندگی سمجھتا ہوں۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ ایک بھائی یہ کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ اس کے بھائی پر کوئی ظلم کرے اور وہ دیکھتا رہے۔

جرمن کے عیسائیوں نے ہمارے بھائیوں پر مظالم کر کے ہمارے دلوں کو ہلا دیا ہے ہم شمشیر بکف ہو گئے ہیں۔ اب ہماری تلواریں اسی وقت نیاموں میں واپس جائیں گی جب ہم اپنے دشمنوں سے انتقام لے لیں گے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یا تو ہم مارے جائیں گے یا فتح یاب ہو کر آئیں گے میرا ایمان یہ ہے کہ انشاء اللہ ہم فتح یاب ہو کر واپس آئیں گے۔

میری درخواست ہے کہ میرے نام کے نعرے نہ لگایا کرو بلکہ اللہ اکبر کے نعرے لگایا کرو۔ یہی وہ نعرہ ہے جو دشمنوں کے دلوں تک کو ہلا دیتا ہے۔

ابھی ستالہ پاشا اسی قدر کہنے پائے تھے کہ سلطان کی سواری نظر آئی۔ سلطان کے جلو میں ینگچری سوار تھے۔ ان کی وردیاں زرق برق اور چمکدار تھیں۔ ہتھیار صاف اور شفاف تھے ان کی وردیاں۔ ان کے تمغے اور ہتھیار جگمگا رہے تھے۔ ان کے درمیان میں سلطان تھے۔ وہ بھی شاندار فوجی وردی پہنے تھے۔ سر پر تاج اوڑھے تھے۔ ان کے چہرے سے بڑی شان و عظمت ظاہر تھی۔ مسلمانوں نے انہیں دیکھتے ہی اللہ اکبر، سلطان محمد خاں سوم زندہ باد، شیر اسلام فرخندہ باد کے نعرے لگائے۔

سلطان بیچ لشکر میں آکر ٹھہرے۔ ان کے ساتھ شیخ الاسلام سعد الدین آفندی بھی تھے اور مسجد ابوایوب انصاری کے متولی بھی تھے۔ چار عالم ایک خوبصورت آبنوس کا صندوق اٹھائے لا رہے تھے۔ اس صندوق میں علم نبوی تھا۔ شیخ الاسلام نے صندوق کھولا علم نکال کر سلطان کے ہاتھ میں دیا۔ سلطان نے پرچم لوا میں لگایا اور

Marfat.com

اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر پھریرا لہرا دیا۔

اس علم کو دیکھتے ہی مسلمانوں کے قلوب جوش و مسرت سے لبریز ہوگئے۔ حسنِ عقیدت سے ان کی آنکھیں جھک گئیں اس مقدس علم کو دیکھ کر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ یاد آگیا۔ عام طور پر مسلمانوں کی آنکھیں پُرنم ہوگئیں۔

دفعتہً توپوں نے گرج کر جھنڈے کو سلامی دی۔ اس جھنڈے پر نہ چاند تارا تھا نہ یہ جھنڈا سبز تھا۔ مسلمانوں نے سنبھل کر اللہ اکبر کے پرشور نعروں سے زمین اور آسمان کو ہلا دیا۔

جب سلامی کی توپیں چل چکیں تب خاموشی چھا گئی۔ شیخ الاسلام نے کہا "مسلمانو! فخر کرو کہ آج لشکرِ اسلام کا وہ شان و تجمل ہے جو سلطان اعظم صاحبقران کا تھا۔ دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ سلطان کو کامیاب و فتح یاب واپس لائے"۔

سب نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ خود سلطان نے بھی دعا مانگی۔ جب دعا مانگ چکے تو پھر توپیں سر ہوئیں اور فوجوں نے بڑھنا شروع کیا۔ پلٹنیں اور رسالے اس طرح بڑھ رہے تھے جس طرح سمندر میں موجیں آرہی ہوں۔ یہ لشکر جون ۱۵۹۶ء کو اس شان و تجمل سے روانہ ہوا کہ سلطان سلیمان صاحبقران کا زمانہ یاد آگیا۔

Marfat.com

ستائیسواں باب

قیصر جرمنی کا ہراس

اسلامی لشکر کی روانگی کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی جس روز یہ لشکر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا ہے۔ اسی روز اس کی خبر مشتہر ہو گئی اگرچہ اس وقت تار نہ تھے جو تار کے ذریعہ سے یہ خبر اسی روز تمام یورپ میں جا پہنچتی لیکن گھوڑوں کی ڈاک تھی۔ اس زمانہ میں اسی ڈاک سے کام لیا جاتا تھا قیصر جرمنی نے یہ انتظام پہلے ہی کر لیا تھا اس نے خفیہ طور پر ڈاک کے گھوڑے قسطنطنیہ سے ہنگری تک پھیلا دیئے تھے اور چند جاسوس مقرر کر کے انہیں ہدایت کر دی تھی کہ جب ترکی لشکر میدان جنگ کی طرف کوچ کرے تو فوراً اطلاع دیں اور جہاں تک ممکن ہو اس کی صحیح تعداد سے بھی مطلع کریں۔

چنانچہ عیسائی جاسوس لشکر کی روانگی سے قبل ہی دوڑ گئے۔ انہیں لشکر کی صحیح تعداد تو معلوم نہ ہو سکی البتہ اندازہ کر لیا۔ انہوں نے ایک لاکھ سپاہ کا اندازہ کیا۔ حالانکہ ترک لشکر پچاس ہزار ہی تھا۔ انہوں نے دوڑ کر سب سے پہلے میکائیل کو اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ مسلمانوں میں بڑا جوش و خروش ہے اور اس جوش ہی کی وجہ سے خود سلطان ہی لشکر کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔

میکائیل کو یہ گمان بھی نہیں تھا کہ سلطان خود لشکر کے ساتھ آجائیں گے۔ وہ اس کے تمام ساتھی یہ سمجھتے تھے کہ سلطان نوعمر ہیں۔ ابھی عنانِ حکومت ہاتھ میں لی ہے۔ ناتجربہ کار ہیں انہیں کیا پڑی ہے کہ تخت اور سلطنت کو چھوڑ کر میدانِ جنگ میں چلے آئیں گے۔

جب اسے جاسوسوں کے ذریعہ سے سلطان کی آمد کی اطلاع ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ ایک لاکھ مسلمان امڈ چلے آرہے ہیں تو بہت گھبرایا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ ترک کسقدر بہادر ہوتے ہیں۔ ہزاروں ترک ہی لاکھوں عیسائیوں کو کافی ہوتے ہیں اور جب ایک لاکھ ترک

Marfat.com

نوئی لاکھ عیسائیوں پر بھاری ہیں اس کے ساتھ کل پچاس ہزار ہی سپاہ تھی۔

اور چونکہ اس نے اور اس کے خونخوار سپاہیوں نے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کئے تھے اور مسلمان ان مظالم کا انتقام لینے آرہے تھے ان میں جوش اور غصہ تھا اس لیے اسے اور بھی خوف و فکر ہوا۔ اس نے فوراً قیصر جرمنی میکسمیلن کی خدمت میں قاصد روانہ کیا۔ جب یہ قاصد میکسمیلن کے حضور میں پہنچا تو قیصر نے اس سے دریافت کیا۔

" میکائیل نے پیش قدمی کی"۔

قاصد: جی نہیں۔ وہ ویڈن میں مقیم ہیں۔

میکائیل نے ویڈن کو بھی تاخت و تاراج کر دیا تھا۔ اس قصبہ میں ترکی فوج بالکل نہیں تھی۔ عام مسلمان تھے۔ سنگدل میکائیل اور سفاک عیسائیوں نے ان مسلمانوں پر بھی لرزہ براندام مظالم کیے تھے۔

میکسمیلن: اس نے بڑی غلطی کی۔ ایک نہایت اچھا موقع پیشقدمی کا کھو دیا۔ اچھا اب تم کیا پیغام لائے ہو؟

قاصد: معلوم ہوا ہے ترکی لشکر بڑے جوش کے ساتھ آرہا ہے۔

میکسمیلن: ہم یہی چاہتے تھے کہ اس لشکر کو ترکی سرحد پر روکا جاتا۔ کس قدر لشکر ہے۔

قاصد: معلوم ہوا ہے ایک لاکھ ترک آرہے ہیں۔

میکسمیلن: بڑا کام کیا سلطان محمد خان سوئم نے۔ انہوں نے جلد اور اسقدر لشکر فراہم کر لیا۔

قاصد: یہی نہیں بلکہ وہ خود بھی لشکر کے ساتھ آرہے ہیں۔

میکسمیلن گھبرا گیا۔ اس نے حیرت سے قاصد کو دیکھ کر کہا "کیا سلطان خود لشکر کیساتھ آرہے ہیں؟"

قاصد: جاسوسوں نے یہی اطلاع دی ہے۔

میکسمیلن: ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ سلطان جوان ہیں ابھی تخت پر بیٹھے ہیں۔ رنگ رلیوں اور عیش و عشرت میں مشغول ہوں گے۔ میدان جنگ میں خود تو کیا آئیں گے۔ لڑائی کی طرف توجہ بھی نہ کریں گے لیکن تم کہتے ہو وہ خود آرہے ہیں۔ کیا ہمیں ہمارے سفیر نے غلط اطلاع دی تھی۔ ٹھہرو۔ ہم وزیر جنگ کو بلا کر دریافت کرتے ہیں ممکن ہے ہم نے غلط سمجھا ہو اور سفیر نے کچھ اور اطلاع دی ہو۔

Marfat.com

میکسیملن ادھیڑ عمر کا قوی ہیکل انسان تھا اس کی داڑھی اور مونچھیں صفاچٹ تھیں۔ اس نے دستک دی۔ ایک غلام حاضر ہوا۔ وہ سجدہ کی شان سے قیصر کے سامنے دوزانو ہوا اور کھڑا ہو کر کہا۔ "کیا حکم ہے؟"

میکسیملن: وزیر جنگ کو حاضر کرو۔

غلام: شاہ بحر و بر وزیر جنگ تو اس وقت نہیں ہیں۔ البتہ وزیر اعظم موجود ہیں۔

میکسیملن: اسے ہی حاضر کرو۔

غلام چلا گیا۔ میکسیملن نے اس طرح کہنا شروع کیا جیسے وہ خود سے کہہ رہا ہو "سفیر نے اطلاع دی تھی محمد خاں سوم عیش و راحت کے خوگر ہیں"۔ لڑائی کو پسند نہیں کرتے۔ خیر معلوم ہو جائے گا۔

تھوڑی دیر میں وزیر اعظم حاضر ہوا۔ وہ قیصر کے سامنے رکوع کی شان سے جھک گیا۔ جب وہ کھڑا ہوا تو میکسیملن نے اس سے دریافت کیا "سلطان محمد خاں سوم کے متعلق کیا ہمارے سفیر معینہ قسطنطینیہ نے یہ اطلاع نہیں دی تھی کہ وہ راحت طلب ہیں۔ لڑائی سے بھاگتے ہیں؟

وزیر اعظم: جی ہاں یہی اطلاع دی تھی۔

میکسیملن: لیکن اب سنو یہ "قاصد کیا کہتا ہے؟

وزیر اعظم: کیا کہتا ہے۔

"قاصد نے کہا" ترکوں کا ایک لاکھ لشکر لے کر سلطان محمد خاں سوم خود آ رہا ہے"۔

یہ سن کر وزیر اعظم کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔ اس نے کہا "تب ہمارے سفیر کو بڑا بھاری مغالطہ ہوا"۔

میکسیملن: یہی بات ہے (قاصد سے) اچھا تم اور کیا پیغام لائے ہو"؟

"قاصد: میکائیل نے مدد طلب کی ہے اور یہ درخواست کی ہے کہ سلطان کا مقابلہ کرنے لیے دَوَل یورپ سے کمک طلب کی جائے اور پوپ سے بھی اعانت کی درخواست کی جائے۔

میکسیملن کو جیسے کوئی بھولی ہوئی بات یاد آ گئی۔

اس نے کہا "اس کا مشورہ ٹھیک ہے یورپ کے تمام بادشاہوں کو مدد کے لیے لکھا

Marfat.com

جائے۔ ہوشیار قاصد بھیجے جائیں۔ ہر بادشاہ کو یہ لکھ کر دیا جائے کہ اگر ہماری مدد نہ کی گئی تو ترک ہنگری، آسٹریا اور جرمنی پر قبضہ کر کے پھر رفتہ رفتہ تمام یورپ پر قابض ہو جائیں گے عیسائیوں کو مسلمانوں کا محکوم اور غلام بن کر رہنا ہوگا (وزیر اعظم سے مخاطب ہو کر) سُن لیا تم نے۔ قاصد آج ہی روانہ ہو جانے چاہئیں۔

وزیر اعظم: حکم کی ابھی تعمیل کی جائے گی۔

اسی روز ہوشیار قاصد ود ل یورپ کے پاس روانہ کر دیئے گئے۔ ایک پادری پوپ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ پوپ اٹلی کے دارالسلطنت ہی میں رہتے تھے۔ سب سے پہلے قاصد ان کے پاس ہی پہنچا۔ پادری نے جو قاصد تھا کچھ ایسے طریقہ سے ترک یلغار کے حالات بیان کئے کہ پوپ بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ انہوں نے اسی وقت یورپ کے تمام بادشاہوں کو خطوط لکھے کہ یہ لڑائی اس لیے مذہبی ہے کہ قیصر جرمنی کے شکست کھانے سے تمام دول یورپ کے ہزیمت اٹھانے کا خوف ہے۔ سب مل کر ترکوں کا مقابلہ کریں۔

پوپ کو معلوم تھا کہ قیصر جرمنی نے بلا وجہ جنگ شروع کی ہے۔ مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کیے ہیں۔ خطا عیسائیوں کی ہے۔ انہیں فہمائش کرنی چاہیئے تھی لیکن انہوں نے قیصر جرمنی کی مدد کے لیے ایک عام اپیل کی۔ اس زمانہ تک پوپ کی بات سب ہی عیسائی بادشاہ مانتے تھے۔ ادھر یورپ کے بادشاہوں کے پاس قیصر جرمنی کے قاصد پہنچے ادھر پوپ کے احکام صادر ہوئے۔ سب بادشاہ سفاک قیصر کی امداد پر آمادہ ہو گئے اور سب نے اپنی حسب حیثیت فوجیں روانہ کیں۔ ان امدادی فوجوں کی آمد کا سلسلہ جرمنی میں شروع ہو گیا۔ قیصر جرمنی ان فوجوں کو میکائیل کی مدد کے لیے بھیجنے لگے۔

تاریخیں اس بات کی شاہد ہیں کہ عیسائی بادشاہوں میں کتنی بھی نااتفاقی کیوں نہ ہو لیکن جب مسلمانوں سے لڑائی کا نام آجاتا تو سب متفق و متحد ہو جاتے تھے۔ پوپ عیسائیت کا واسطہ دے کر ان میں اتفاق کرا دیتے تھے چنانچہ اس مرتبہ بھی سب میں اتفاق کرا دیا تھا۔

Marfat.com

اٹھائیسواں باب

ترک پُرجوش لشکر

ترک لشکر کچھ ایسے راستوں سے آرہا تھا کہ یہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ وہ پہلے کس طرف حملہ آور ہوگا۔ اس وجہ سے میکسمیلن قیصر جرمنی کو اور بھی پریشانی ہو رہی تھی۔ وہ ہر طرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں فوجیں بھیج رہا تھا لیکن سب سے زیادہ مدد اس نے میکائیل کو دی تھی۔ اس کے پاس بے شمار فوجیں بھیج دیں تھیں اور خود بھی عظیم الشان لشکر لے کر ہنگری کے علاقہ میں ایسے مقام پر آگیا تھا جہاں سے ہر طرف کی نگرانی کر سکے اور جس طرف مدد کی ضرورت ہو آسانی سے اور جلد مدد بھیج سکے۔

اس نے تمام صوبوں میں جو پہلے ترکوں کے قبضے میں تھے اور اب باغی ہو کر ملک میں فتنہ و فساد پھیلا رہے تھے۔ زیادہ سے زیادہ فوجیں بھیج دی تھیں۔ یہ فوجیں باغیوں کی ہمت افزائی کر رہی تھیں۔

ترکی فوجیں ایک دم ہنگری کے علاقہ میں داخل ہو کر تیزی سے بڑھیں۔ میکسمیلن کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو اسے بڑا فکر ہوا۔ اس نے اس نواح میں بھی کافی فوجیں بھیج دیں اور اپنے ہوشیار اور تجربہ کار افسروں کو ان کے ساتھ کر دیا۔

یورپ کے تمام بادشاہوں کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ سلطان محمد خاں سوم مظلوم مسلمانوں کا انتقام لینے کے لیے خود میدان جنگ میں آگئے ہیں۔ وہ سب بھی اپنی اپنی جگہ متردد تھے۔ ڈر رہے تھے کہ کہیں سلطان ان سے اس وجہ سے ناخوش نہ ہو جائیں کہ انہوں نے قیصر جرمنی کی کیوں مدد کی اور خود ان کے اوپر حملہ نہ کر دیں۔

مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ ترکی لشکر ہنگری کے علاقہ میں داخل ہو گیا ہے تو سب نے اطمینان کا سانس لیا اور اس بات سے خوش ہوئے کہ یہ بلا جرمنی کی طرف ٹل گئی۔

Marfat.com

رفتہ رفتہ قیصر جرمنی کو ترکوں کے لشکر کی صحیح مقدار کا علم ہو گیا۔ صرف پچاس ہزار مجاہدین تھے۔ اس سے اسے ایک گونہ مسرت ہوئی کیونکہ اس کے پاس جو امدادی لشکر آیا تھا وہ ایک لاکھ سے زیادہ تھا اور اتنی ہی فوجیں خود اس کی تھیں گویا اس وقت تک وہ دو لاکھ سپاہ میدان جنگ میں دھکیل چکا تھا اور یہ بھی اسے اطمینان تھا کہ ایک لاکھ سپاہی اور میدان میں لا سکتا ہے۔

لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ترک کس قدر جیالے، بہادر اور جنگجو ہیں۔ وہ اس سے پہلے کئی معرکوں میں ان کی بہادری اور پرجوش یلغاروں کے حالات دیکھ چکا تھا۔ اس لیے اسے اپنے لشکر اور اپنی قوت پر بھروسہ نہیں تھا ڈرتا تھا کہ کہیں اس کی سپاہ ترکوں کے حملہ میں خس و خاشاک کی طرح نہ بہہ جائے۔ اس نے اپنے تمام افسروں کو سخت ہدایت اور تنبیہ کر دی تھی کہ جب ترکوں سے مقابلہ ہو تو قدم پیچھے نہ ہٹایا جائے۔ جان دیدیں لیکن شکست کا بدنما داغ اپنے دامن پر نہ لگائیں مر جائیں لیکن بھاگنے کا خیال بھی دل میں نہ لائیں یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جو لوگ بھاگ کر آئیں گے انہیں عبرتناک سزائیں دی جائیں گی اور جو لوگ فتح حاصل کریں گے انہیں ان کے حوصلہ سے زیادہ انعامات ملیں گے۔

اس کے اس اعلان سے اس کے سپاہیوں میں بڑا جوش پیدا ہو گیا تھا۔ انہوں نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ وہ شکست اٹھا کر ہرگز نہ بھاگیں گے۔ ماریں گے یا مر جائیں گے۔

ترکی لشکر ہنگری کے علاقہ میں داخل ہو کر تیزی سے ان قلعوں کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں جرمنی کی کافی فوجیں موجود تھیں۔ اگرچہ ترکوں میں بڑا جوش تھا انہیں جرمنوں کے سفاکانہ مظالم پر بڑا غصہ آ رہا تھا۔ مظلوم مسلمانوں کا انتقام لینے کے لیے ان کے سینوں میں انتقام کی آگ دھک رہی تھی لیکن انہوں نے انسانیت کا دامن نہیں چھوڑا۔ ہنگری کی عام عیسائی آبادی پر تاخت نہیں کی کسی ایک بستی پر ہی چھاپہ نہیں مارا بلکہ جس طرف سے ان کا لشکر گزرا وہاں کے ان لوگوں کو جو خوف و دہشت سے کانپ کر بستیوں کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے تھے۔ بلا بلا کر تسلی دی خود سلطان نے انہیں یہ سمجھایا کہ تمہارا قصور کچھ نہیں ہے۔ خطا فوجی عیسائیوں نے کی ہے۔ سزا بھی انہیں ہی دی جائے گی۔ تم لوگ بے خوف رہو۔ ڈر کر اپنے گھر بار نہ چھوڑو۔ بھاگ کر کہیں نہ جاؤ۔ بدستور بستیوں میں رہو اور اپنے کاروبار جاری رکھو۔

سلطان کے اس کہنے سننے کا بڑا اچھا اثر ہوا جو لوگ بھاگنے کی تیاری کر رہے تھے

Marfat.com

وہ رک گئے۔ انہوں نے سلطان کا شکریہ ادا کیا اور یہ اعتراف کیا کہ مسلمان بے ضرر اور نہایت شریف آدمی ہیں۔ انہوں نے اپنے گرجاؤں میں جا کر مسلمانوں کی فتح یابی کی دعائیں مانگیں۔

ان باتوں کی اطلاع میکسمیلین قیصر جرمنی کو بھی ہورہی تھی وہ بڑا بدطنیت اور سفاک تھا۔ یہ چاہتا تھا کہ مسلمان عام عیسائی بستیوں پر تاخت کریں تاکہ عیسائیوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت و انتقام کا وہی جذبہ پیدا ہو جائے جو مسلمانوں میں اس کی بربرانہ اور وحشیانہ حرکتوں سے ہو چکا تھا لیکن وہ ظالم اور وحشی تھا۔ اس نے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کر کے دنیا بھر کے مسلمانوں کو اپنے خلاف کر لیا۔ مسلمان نیک طنیت اور شریف طبیعت تھے۔ انہوں نے جوش اور غصہ میں آکر عام عیسائیوں پر یلغار نہیں کی۔ اس سے عیسائیوں پر اچھا اثر پڑا اور وہ ان کے ہمدرد اور معاون بن گئے۔ جرمنی کی فوجوں کی خبریں سلطان کو پہنچانے لگے۔ ترک لشکر کو ان کی ضروریات کی چیزیں بہم پہنچانے لگے۔ ان سے خرید و فروخت کرنے لگے۔

جب قیصر جرمنی کو ان باتوں کا علم ہوا تو وہ بہت بگڑا۔ اس نے ایک اعلان جاری کیا کہ جو عیسائی مسلمانوں کو کسی قسم کی بھی مدد دیں گے یا ان سے کوئی واسطہ رکھیں گے یا خرید و فروخت کریں گے انہیں سخت سزائیں دی جائیں گی۔ ان کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے غلاموں کی منڈی میں بھیج دیا جائے گا۔ مال و اسباب لوٹ لیا جائے گا اور خود انہیں گولی سے اڑا دیا جائے گا۔

لیکن اس کے اس اعلان کا عیسائیوں نے کوئی اثر نہیں لیا۔ وہ ترکوں کی جو مدد کر رہے تھے برابر کرتے رہے۔

ترکی لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا قلعہ ارلا کے قریب پہنچ گیا۔ ترک ارلا کو اکری کہتے تھے یعنی عیسائی قلعہ ارلا اور ترک اکری کہتے تھے۔ اس قلعہ میں تیس ہزار سے زیادہ عیسائی لشکر موجود تھا۔ قلعہ کی فصیلیں مضبوط تھیں۔ قلعہ کے اندر سامان جنگ اور غلہ و رسد کافی تھا۔ لیکن پھر بھی عیسائیوں کو فکر و تشویش پیدا ہوئی۔ انہوں نے ایک قاصد تو میکسمیلین قیصر جرمنی کے پاس دوڑایا اور دوسرا میکائیل کے پاس بھیجا۔ دونوں سے مدد کی درخواست کی اور لکھا کہ اگر جلد مدد نہ کی تو خوف ہے کہ کہیں ترک قلعہ پر قبضہ نہ کر لیں۔

قلعہ ارلا ایسے مقام پر تھا کہ اگر اس پر ترکوں کا قبضہ ہو جاتا تو ان کے قدم ہنگری میں جم جاتے۔ قیصر جرمنی اس بات کو اچھی طرح جانتا تھا اس نے میکائیل کو لکھا کہ تم قلعہ

Marfat.com

ارلا کے قریب ہو فوراً وہاں امدادی لشکر بھیجو اور خود بھی روانہ ہو جاؤ۔ سلطان کو وہیں روک لو اور سلطان کو وہیں ہزیمت دے کر بھگا دو۔ میں خود بھی لشکر لے کر وہیں پہنچ رہا ہوں۔

جب میکائیل کے پاس یہ حکم پہنچا تو اس نے کچھ لشکر آگے روانہ کیا اور اس کے پیچھے ایک لاکھ سے زیادہ سپاہ لے کر خود بھی روانہ ہو گیا۔

سلطان کو ان کے عیسائی جاسوسوں نے ان واقعات کی اطلاع کر دی۔ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ قیصر یا میکائیل کی مدد پہنچنے سے پہلے وہ قلعہ ارلا کو فتح کر لیں۔ چنانچہ وہ اور تیزی سے بڑھے اور ایک روز قلعہ کے سامنے جا پہنچے۔

قلعہ ارلا میں جو افسر تھے وہ فصیل اور برجوں پر چڑھ گئے۔ انہوں نے دور سے ترکی لشکر کو آتے دیکھا۔ خوش پوش انسانوں کا ایک سیلاب تھا جو قلعہ کی طرف بہہ رہا تھا سب سے آگے مجاہدین تھے۔ ان کی خوشنما وردیاں اور مجلا ہتھیار دھوپ میں چمک رہے تھے۔ ان کے پیچھے باقاعدہ فوجیں تھیں ان فوجوں کی زرق برق وردیاں اور صاف و شفاف بندوقیں اور تلواریں جگمگا رہی تھیں۔ سرخ قبض ٹوپیاں بڑی اچھی معلوم ہو رہی تھیں۔ ہلالی سبز علم لہرا رہے تھے۔ عیسائیوں پر اس لشکر کا بڑا اثر ہوا۔ یہ لشکر قلعہ سے کچھ فاصلہ پر آ کر مقیم ہو گیا۔

Marfat.com

انتیسواں باب

ہولناک گولہ باری

سلطان محمد خاں سوم نے اگلے روز گھوڑے پر چڑھ کر قلعہ کا معائنہ کیا ان کے جلو میں اس وقت ان کے تمام مشہور افسر تھے۔ ابراہیم پاشا، سقالہ پاشا، جعفر پاشا، سعدالدین شیخ الاسلام جو اس زمانہ کے زبردست مؤرخ بھی تھے اور بھی بہت سے چھوٹے بڑے افسر ساتھ تھے۔

انہوں نے قلعہ کے چاروں طرف گھوم پھر کر بغور اس کا معائنہ کیا۔ کسی طرف بھی کوئی ایسا موقع نظر نہ آیا جس طرف سے حملہ میں آسانی ہوتی۔

عیسائی قلعہ کی فصیل پر کھڑے بڑے غور سے سلطان اور ان کے ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اپنی تمام فوج فصیل پر اس طرح پھیر کر کھڑی کر دی تھی کہ اس کی تعداد اصل سے دگنی معلوم ہونے لگی تھی۔

فصیل کے چاروں طرف ایسے بڑے بڑے سوراخ تھے جن میں سے توپوں کی نالیں باہر نکلی ہوئی تھیں اور غور سے دیکھنے پر اژدھا پیکر توپیں صاف نظر آتی تھیں۔

سلطان قلعہ کا محاصرہ کر کے واپس لوٹ آئے انہوں نے ایک طرف لمبی قطاریں مورچے قائم کرنے کا حکم دیا۔ مجاہدین اور فوجی سپاہی پل پڑے خندقیں کھود کر آگے مٹی ڈالنے اور دمدمے قائم کرنے لگے۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے کام شروع کر دیا۔ صبح سے شام تک سرق ریزی کی خندقیں تو تیار کر کے صاف بھی کر دیں لیکن پشتے جو قائم کیے تھے وہ مضبوط نہ ہو سکے اور جب تک وہ مضبوط نہ ہو جاتے ان پر توپیں نصب نہیں کی جا سکتی تھیں۔ یہ کام رات کو کیا گیا۔

جو لوگ دن بھر کام کر چکے تھے انہیں ہٹا دیا گیا اور تازہ دم لوگوں کو پشتے مضبوط کرنے

Marfat.com

پر لگا دیا گیا۔ مشعلیں اس کثرت سے روشن کی گئیں کہ رات کو دن کا سماں نظر آنے لگا۔ اب ترکوں نے پشتوں کو مضبوط کرنا شروع کر دیا۔ رات کو اس لیے کام کیا گیا کہ سلطان کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ایک طرف سے میکائیل اور دوسری طرف سے خود قیصر جرمنی قلعہ کو بچانے کے لیے بڑی تیزی سے بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے آنے سے پہلے قلعہ ارلاان کے قبضہ میں آ جائیگا تاکہ ایک محفوظ مقام ان کے تحت میں رہے جو ضرورت کے وقت کام دے سکے۔

رات بھر ان ترکوں نے پشتے تیار کر لیے اور صبح کی نماز پڑھ کر اپنے خیموں میں جا کر سو رہے۔

سلطان صبح کی نماز پڑھ کر پشتوں کا معائنہ کرنے آئے۔ پشتوں کو دیکھ کر وہ نہایت خوش ہوئے۔ انہوں نے اسی وقت اس پر توپیں چڑھانے کا حکم دیا۔

توپخانہ بڑھا۔ گاڑیاں کھینچی گئیں۔ توپوں میں گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ توپیں چڑھانے اتارنے کے لیے پشتوں میں ڈھال رکھے گئے تھے جب ان ڈھالوں پر گھوڑے چڑھے توپیاہوں نے پیچھے سے گاڑیوں کو ڈھکیلنا شروع کیا۔ دم کے دم میں توپیں چڑھنے لگیں۔

جو توپیں پشتہ پر چڑھ جاتیں انہیں قاعدہ میں کھڑا کر کے نصب کر دیا جاتا۔ دوپہر تک توپوں کو چڑھانے اور نصب کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ جب توپیں نصب ہو چکیں تب گولوں کے صندوق اور بارود کے تھیلے توپوں کے پاس ڈھیر کر دیئے گئے۔

اس کے بعد حملہ آور دستے خندقوں میں آ کر ڈٹ گئے۔ پشتوں کے اوپر بھی اسلامی جھنڈے لہرانے لگے۔ ظہر کی نماز پڑھ کر سلطان پشتوں پر آئے اور انہوں نے گولہ باری کا حکم دیا۔ اژدہا پیکر توپوں نے گرج گرج کر گولے اتارنے شروع کیے۔ آگ اور دھوئیں کی بارش ہونے لگی۔

عیسائی اسی وقت سے جب سے انہوں نے اسلامی سپاہیوں کو پشتے بناتے ہوئے دیکھا تھا یہ سمجھ گئے تھے کہ مسلمان مورچے بنا رہے ہیں انہوں نے بھی تیاری شروع کر دی تھی اور اس بات کے منتظر تھے کہ جب ترک گولہ باری کریں تو وہ بھی گولوں کا جواب گولوں سے دیں۔ یہ انہوں نے غلطی کی کہ ترکوں کو مورچے اور پشتے قائم کرنے دیئے۔ اگر وہ اسی وقت جب پشتوں کو مضبوط کیا جا رہا تھا گولہ باری شروع کر دیتے تو ترک مورچے قلعہ کے اتنے قریب قائم نہ ہوتے۔

عیسائیوں نے بھی گولہ باری شروع کر دی اس طرف سے بھی آگ اور دھوئیں کی بارش ہونے لگی چونکہ مورچہ قلعہ کے قریب قائم کیا گیا تھا اس لیے ترکی توپوں کے گولے فصیل پر زنانے

Marfat.com

کے ساتھ جا جا کر لگ رہے تھے اور عیسائیوں کے گولے پشتہ پر جا جا کر مٹی کو اڑا اڑا کر غار بنا رہے تھے۔

جب کوئی گولہ پشتہ پر آ کر گرتا تھا اور وہاں کی مٹی اڑا دیتا تھا تو ترکی توپوں پر مٹی اڑ اڑ کر پڑتی تھی اور اکثر گولہ اندازوں کی آنکھوں میں بھی جا پڑتی تھی۔ وہ آنکھوں اور کپڑوں پر سے مٹی جھاڑنے لگتے تھے۔

اور جب کوئی گولہ فصیل میں دراڑ پیدا کر دیتا تھا تو اس طرف کی ساری فصیل لرز جاتی تھی اور فصیل کے سپاہی کانپ اٹھتے تھے۔

توپیں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے چل رہی تھیں۔ نہایت شور اور بڑی گرج کے ساتھ جب دھوئیں کے بادلوں کو پھاڑتا ہوا گولہ تیزی سے چلتا تھا تو اس سے چنگاریاں جھڑتی تھیں اور جب وہ کسی چیز سے جا کر ٹکراتا تھا تو ہولناک گرج پیدا کر دیتا تھا۔

اتفاق سے ایک گولہ پشتہ کے پچھلے حصہ پر پڑا اس کے نیچے ہی خندق تھی۔ خندق میں ترک سپاہی نہایت اطمینان سے بیٹھے تھے۔ پشتہ کا وہ حصہ جس پر گولہ پڑا تھا خندق میں جا گرا۔ اس کے نیچے جو سپاہی تھے وہ مٹی میں اٹ گئے۔ یہ تو خیریت ہوئی کہ اتنی زیادہ مٹی نہیں گری جو ترکوں کو دبا دیتی مگر پھر بھی بہت سے سپاہی مٹی میں اس طرح مل گئے کہ ہر چند کھڑے ہو کر انہوں نے کپڑے جھٹکے، ٹوپیاں جھاڑیں لیکن مٹی جوں کی توں پڑی رہی۔ یہ دیکھ کر انہیں بہت غصہ آیا۔ غصہ یا تو گولوں پر آیا جو مٹی اڑا رہے تھے یا مٹی پر آیا جو اڑ کر ان پر پڑی تھی اور یا ان عیسائیوں پر آیا جو ان سے دور بہت دور قلعہ کی فصیل پر کھڑے توپیں چلا رہے تھے۔

لیکن نہ وہ مٹی پر غصہ اتار سکتے تھے نہ گولوں پر اور نہ عیسائیوں پر، البتہ وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح اڑ کر فصیل پر پہنچ جائیں اور عیسائیوں سے دست بدست لڑائی شروع کر دیں مگر ابھی یہ بات ممکن نہ تھی۔ عیسائی ان کی دسترس سے باہر تھے۔

تھوڑی دیر میں سلطان کے حکم سے جو سپاہی خندقوں میں تھے وہ بدل دیئے گئے اور ان کی جگہ اور سپاہی آ گئے۔ اب جو سپاہی آئے ان کے افسر کاظم اور احمد سعید تھے۔ جو سپاہی یہاں سے بدل کر گئے تھے انہوں نے بتا دیا تھا کہ مٹی اڑ اڑ کر خندق میں آ رہی ہے۔ یہ سپاہی ہوشیار ہو گئے مگر ہوشیاری سے بنتا کیا تھا۔ گولہ باری شدّ و مد کے ساتھ ہو رہی تھی۔ کئی ترکی توپوں کے پاس سے مٹی اڑ کر گڑھے ہو گئے تھے یہ توپیں اس لیے خاموش ہو گئی تھیں کہ انکے غاروں میں

Marfat.com

گر پڑنے کا اندیشہ۔ کئی مرتبہ مٹی اڑ اڑ کر نے سپاہیوں پر آپڑی اور وہ مٹی جھاڑنے اور بڑبڑانے لگے۔ ناظم نے کہا" دوستو! بڑبڑانے سے کیا فائدہ سے دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ فصیل کا کچھ حصہ منہدم کردے اور ہم دوڑ کر قلعہ میں گھس جائیں پھر ان بیرحم عیسائیوں سے نپٹ لیں گے"۔

سب نے دعا مانگی۔ اس عرصہ میں گولہ باری اور تیز ہو گئی، گولے جلد از جلد آ آکر پلٹنے کو اڑانے لگے۔ ادھر ترکی توپیں بھی تیزی سے گولے پھینکنے لگیں اور ان کے گولوں نے فصیل کو چھلنی کر دیا۔

جب کوئی گولہ فصیل سے ٹکراتا تو دیوار پتے کی طرح کانپ جاتی اور سپاہی خوف سے لرز جاتے۔

اتفاق سے ایک گولہ ایک ایسی جگہ جا کر لگا جس کے قریب دو شگاف پہلے ہو چکے تھے اس گولہ نے دیوار کا تھوڑا سا حصہ اڑا دیا۔ دیوار کے گرتے ہی پچاس ساٹھ سپاہی گر پڑے اور ملبہ کے نیچے دب گئے۔

ساتھ ہی دو گولے اس کے قریب والی شکستہ دیوار پر اور پڑے اور کافی دور تک فصیل گر پڑی۔ خندق کے ترک سپاہیوں نے دیکھا۔ وہ جلدی سے خندق سے نکلے اور تیزی سے قلعہ کی طرف بڑھے۔

چونکہ فصیل کے گرنے سے عیسائیوں کی کئی توپیں خاموش ہو گئی تھیں اس لئے ان ترکوں پر گولہ باری نہیں ہوئی اور وہ برابر بڑھتے رہے۔

Marfat.com

تیسواں باب

یورش

قلعہ کی فصیل کے گرنے سے گرد و غبار اڑ کر ایسا غبار چھایا کہ اندھیرا سا پھیل گیا۔ اس کے ساتھ بارود کا دھواں مل کر بالکل ہی تاریکی چھا گئی۔ اس تاریکی سے ترکوں کو بڑا فائدہ ہوا وہ تیزی سے بڑھتے رہے اور انہیں بڑھتے ہوئے عیسائی نہ دیکھ سکے۔

چونکہ فصیل کے گرنے سے اس زور کا دھماکہ ہوا تھا کہ اہل قلعہ تو دہشت سے اچھل پڑے تھے۔ اور ترکوں کو اس دھماکہ کی آواز کو سن کر یہ سمجھ لیا تھا کہ فصیل گر گئی ہے۔ ادھر انہوں نے خندق سے ترکوں کو نکلتے ہوئے دیکھ کر یہ بھی جان لیا تھا کہ ترکوں نے دھاوا کر دیا ہے اس لیے انہوں نے گولہ باری موقوف کر دی۔ عیسائی پہلے ہی گولہ باری بند کر چکے تھے۔ ترک بید صرطک غبار اور دھوئیں کے دھندلکے میں دوڑے چلے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ غبار اور دھوئیں کو چیرتے ہوئے باہر نکل گئے جونہی وہ غبار کے پار ہوئے فوراً ہی فصیل پر کھڑے ہوئے عیسائیوں نے انہیں دیکھا۔ ایک تو وہ فصیل کے گرنے ہی سے خوفزدہ ہو رہے تھے دوسرے ترکوں کو بھاگ کر آتے ہوئے دیکھ کر اور بھی خوفزدہ ہو گئے۔ اب اس کا موقع نہیں رہا تھا کہ ترکوں پر گولہ باری کی جا سکتی۔ وہ شور کرنے لگے۔

ان کے شور کی آواز قلعہ کے اندر پہنچی۔ وہاں کے عیسائی جو پہلے ہی سے گھبرائے ہوئے تھے اور بھی گھبرا گئے۔ ان کے چہرے اتر گئے۔ غم و پریشانی سے مجسمہ حسرت بن کر رہ گئے۔

عیسائی افسروں نے بھی ترکوں کو دیکھا۔ ان پر بھی حیرت اور خوف چھا گیا لیکن فوراً ہی وہ سنبھلے اور انہوں نے کہا "دیکھتے کیا ہو دشمن سامنے آ گیا ہے۔ بندوقوں کے فائر کرو۔"

سپاہی بھی سنبھلے۔ انہوں نے بندوقیں سنبھالیں انہیں بھریں اور دشمن کی طرف کر کے فائر کیے۔ اگرچہ ترک بھاگ چلے آ رہے تھے لیکن ان کی نظریں فصیل کے اوپر عیسائیوں پر

Marfat.com

لگی ہوئی تھیں۔ انہوں نے انہیں بندوقیں کے فیر کرتے دیکھ لیا۔ وہ جھک گئے اور جھکے جھکے دوڑنے لگے۔

عیسائیوں کی بندوقوں نے دنادن کی آواز وں کے ساتھ گولیاں اگلیں۔ دھوئیں کی لکیریں سی اٹھ کر آپس میں ملیں اور ہوا ان کے ساتھ شوخیاں کرنے لگی۔ ادھر گولیاں ترکوں کیطرف لپکیں لیکن زیادہ تر گولیاں اوپر سے نکل گیئں۔ البتہ چند ترک مجاہدوں کے لگیں اور مجاہد زخمی ہو کر گرے جو لوگ ان کے پاس تھے۔ انہوں نے انہیں اٹھا لیا اور تیزی کے ساتھ برابر پیش قدمی جاری رکھی۔

اب عیسائیوں نے پھر بندوقیں بھریں لیکن قبل اس کے کہ وہ دوسرا فیر کریں۔ ترکوں نے ان کی طرف بندوقیں سر کردیں۔ ان کی بھی زیادہ تر گولیاں تو اونچی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر پڑیں لیکن جو اوپر فصیل تک پہنچیں ان میں سے کچھ غافل سپاہیوں کے جا لگیں اور وہ چیخیں مار کر گر پڑے۔

ان کی چیخوں سے ان کے قریب کھڑے ہوئے سپاہی گھبرا گئے اور انہیں دیکھنے لگے۔ اتنا وقفہ ترکوں کے لیے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔ وہ جھپٹ کر دیوار کے سایہ میں پہنچ گئے۔
جب عیسائیوں نے نظریں اٹھا کر دیکھا اور ترک انہیں نظر نہ آئے تو وہ گھبرا گئے۔ نگران کے افسر ترکوں کو برابر دیکھتے رہے۔ انہوں نے چلا کر بلند آواز سے کہا "دشمن فصیل کے نیچے آگیا ہے جھانک کر دیکھو اور جلدی فیر کرو جلدی کرو جلدی کرو۔ ایک ایک لحہ قیمتی ہے دیر کرو گے اپنی قبر آپ کھود و گے۔"

عیسائی جھپٹ کر فصیل کے کنارہ پر آئے مگر بعض لوگ بے احتیاطی کرنے کی وجہ سے اس طرف چلے گئے، جس طرف کی دیوار گر گئی تھی اور دیوار کا کچھ حصہ چند اینٹوں کے سہارے پر لٹک یا جھول رہا تھا جب اس پر سپاہیوں کا اچانک زور پڑا تو وہ گر گیا۔ ساتھ ہی کئی سپاہیوں کو بھی اپنے ساتھ لے گرا۔ یہ سپاہی ہزاروں من مٹی اور اینٹوں کے نیچے دب کر ایسے کچلے گئے کہ اف بھی نہ کی اور ملک عدم کی راہ لی۔

اس دیوار کے گرنے سے جو دھماکہ ہوا اس نے عیسائیوں کو پھر گھبرا دیا۔ انہوں نے دیکھا قریب ہی سے غبار اڑ رہا تھا۔ وہ فیر کرنا بھول گئے۔ افسروں نے انہیں پھر توجہ دلادی اور کہا "دشمن کو قلعہ میں داخل ہونے کا موقع نہ دو۔ وقت ضائع نہ کرو۔ حملہ کرو۔ حملہ کرو"۔

Marfat.com

عیسائی پھر سنبھلے۔ انہوں نے بندوقیں سنبھالیں فصیل کے کنارہ پر کھڑے ہو کر جھانکا اور ترکوں کی طرف بندوقیں چھتیائیں۔ ترکوں نے دیکھ لیا وہ گری ہوئی دیوار کے ملبہ پر چڑھ کر قلعہ میں داخل ہونا چاہتے تھے لیکن دیوار کا ٹکا ہوا جو حصہ گرا تھا اس نے کچھ اونچی دیوار سی قائم کر دی تھی۔ ترکوں کو اس پر چڑھ کر پار ہونا دشوار ہو گیا۔

قریب تھا کہ عیسائی فائر کریں کہ دفعتہً خود ان پر فیر ہوئے اور بہت سے عیسائی زخمی ہو کر نیچے لڑھک گئے۔

وہ عیسائی جو دیوار کے کنارہ پر کھڑے تھے جلدی سے پیچھے ہٹے اور انہوں نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔ سامنے ترکی رسالہ گھوڑے دوڑائے آ رہا تھا۔ اس رسالہ کے بیچ میں سلطان محمد خان سوم تھے ان کے برابر میں شاہی علمبردار تھا جس نے علم ہاتھ میں لے رکھا تھا اور پھریرا سلطان کے سر پر لہرا رہا تھا۔ یہ رسالہ بڑی شان سے بڑھ رہا تھا جب عیسائیوں نے ان ترک مجاہدوں پر جو دیوار کے نیچے پہنچ گئے تھے۔ بندوقیں سرنی چاہیں تو سلطان کے حکم سے سلطانی رسالہ نے ان پر فائر کیے ان فیروں سے عیسائیوں کو نقصان پہنچا۔ کچھ تو زخمی ہو کر نیچے ترک مجاہدوں کے سروں پر گرے۔ کچھ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے۔ غرض وہ حملہ نہ کر سکے۔

ترک شاہی رسالہ دیکھ کر عیسائیوں کے دل ان کے سینوں میں ڈوب گئے۔ ان پر خوف چھا گیا۔ ان کے چہرے لٹک گئے۔ افسر بھی کچھ گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا "دلیرو! ابھی وقت ہے دوڑ کر نیچے قلعہ میں چلو اور ترکوں کو سیلاب کو روک دیا۔

عیسائیوں نے اس حکم کو بسا غنیمت سمجھا۔ وہ جلدی جلدی نیچے اترنے لگے۔ ان کیساتھ قلعہ کے عیسائی بھی شامل ہو گئے اور وہ ان شگافوں اور دراڑوں کی طرف بڑھے جو ترکی توپوں نے دیوار گرا کر قائم کر دیئے تھے۔

اس عرصہ میں ترک ملبہ کے اوپر سے چڑھ کر قلعہ کے اندر داخل ہونے لگے تھے انہوں نے سلطان اور سلطانی رسالہ کو آتے ہوئے دیکھ لیا تھا وہ اس فکر میں تھے کہ قلعہ میں گھس کر قریبی دروازہ کھول دیں تاکہ رسالہ بھی قلعہ میں آ جائے۔

لیکن جوں ہی یہ لوگ قلعہ کے اندر پہنچے انہوں نے بے شمار عیسائیوں کو بندوقیں تانے اور تلواریں سونتے کھڑے دیکھا۔ ترکوں نے جلدی سے بندوقیں ڈال دیں اور تلواریں میانوں سے کھینچ کر عیسائیوں پر جھپٹ پڑے۔

Marfat.com

عیسائی اس فکر میں تھے کہ جب ترک نمودار ہوں گے تو وہ بندوقوں کی گولیوں سے ان کا استقبال کریں گے لیکن ترکوں نے اس کا موقع ہی نہ دیا ایسی پھرتی سے حملہ آور ہوئے کہ عیسائی خوف وحیرت سے دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے ۔

ترکوں نے اللہ اکبر کا پرشور نعرہ لگا کر حملہ کر دیا مسلمان تلوار زنی خوب جانتا ہے۔ کوئی قوم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ ترکوں نے عیسائیوں کو تلواروں کی دھاروں پر رکھ لیا۔ بے دریغ انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ عیسائیوں نے بھی ہاتھ پیر مارے مگر ان پر ترکوں کا رعب طاری ہو چکا تھا ان کی تلواریں کند اور بندوقیں زنگ خوردہ سی ہو کر رہ گئیں ۔

عیسائی مسلمانوں پر حملے کرتے تھے لیکن مسلمان ان پر جوابی حملہ کر کے حملہ آوروں کو قتل کر کے پھاٹنے چلے جاتے۔ انہوں نے چشم زدن میں بہت سے عیسائی مار ڈالے۔

جب عیسائیوں نے اپنے مقتولوں کو دیکھا تو انہیں بھی جوش آگیا اور انہوں نے پرزور حملہ کیا۔

Marfat.com

اکتیسواں باب

خونریز جنگ

ترکوں نے ہرچند پرجوش عیسائیوں کا حملہ روکنے کی کوشش کی لیکن نہ روک سکے۔ عیسائی یلغار کرتے بڑھتے چلے آئے اور انہوں نے اس زور سے تلواریں چلائیں کہ بیسیوں ترک شہید ہو کر گر گئے اور بہت سی زخمی ہو گئے۔ ایک ہلکا سا زخم کاظم کے شانہ پر بھی آیا۔ احمد سعید نے دیکھ لیا شاید اپنے حقیقی بھائی کے زخمی ہونے پر انہیں اس قدر جوش نہ آتا جس قدر ایک دوست کے مجروح ہونے پر آیا۔ انہوں نے للکار کر کہا "مسلمانو! یہ کیا دون ہمتی ہے۔ آگے بڑھ کر پیچھے ہٹ رہے ہو۔ کل قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دو گے۔ شہادت تمہاری عین تمنا ہے پھر موت سے ڈر کر کیوں بھاگتے ہو۔ رکو، بڑھو اور پر زور حملہ کر کے دشمنوں کو اس کے قدموں پر لوٹا دو۔"

یہ کہتے ہی انہوں نے اللہ اکبر کا پرشور نعرہ لگایا اور حملہ کر دیا۔ وہ عیسائی صفوں میں گھس گئے اور جلدی جلدی حملے کر کے عیسائیوں کو قتل کرنے لگے۔ جب وہ کسی عیسائی کو مار ڈالتے تو کہتے "یہ میرے دوست کاظم کے انتقام میں ہے"۔

کاظم نے بھی انہیں حملہ کرتے دیکھ لیا تھا۔ ان کے سینہ میں بھی ایسا بے پناہ جوش پیدا ہوا کہ اپنے زخم کی پرواہ نہ کر کے تلوار لے کر عیسائیوں میں جا گھسے اور دشمنوں کو مارتے کاٹتے احمد سعید کے قریب پہنچ گئے۔ احمد سعید نے انہیں دیکھ کر کہا "دوست تم"

کاظم: ہاں میں۔ تم نے عیسائیوں کے بے پناہ سمندر میں غوطہ لگایا میں کیسے پیچھے رہ جاتا۔

احمد سعید: مگر تم زخمی ہو گئے تھے۔

کاظم: لیکن مرا نہیں تھا۔ اگر میرا دم واپسیں بھی ہوتا تو شاید یہ گوارا نہ کرتا کہ تمہیں تنہا دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ دوں۔

احمد سعید: مجھے تمہارے زخم نے مشتعل کیا۔

Marfat.com

کاظم : اور مجھے تمہارے حملہ نے جوش دلایا۔

دوست ! یہ وقت باتوں کا نہیں ہے کھیتی پک چکی ہے اسے کاٹنا چاہیئے۔

احمد سعید : اچھا میرے بازوؤں سے اپنا بازو ملالو۔ اور حملہ کرو۔

دونوں نے مل کر ایسا سخت حملہ کیا کہ جن عیسائیوں نے ان کے حملہ کو روکا انہیں قتل کر ڈالا اور جو سامنے آئے انہیں منتشر کر دیا۔ دونوں بہادر جوش اور دلیری سے حملے کرکے دشمنوں کو قدم قدم پر گراتے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اس عرصہ میں ان کے تمام ہمراہیوں نے پرزور نعرۂ تکبیر بلند کیا اور تازہ دم لوگوں کی طرح عیسائیوں میں گھس کر ان کا قتل عام شروع کر دیا۔

یا تو عیسائی بڑھے چلے آرہے تھے یا اب قدم قدم پیچھے ہٹنے لگے۔ ہر قدم پر ان کی لاشیں بچھی جاتی تھیں۔ وہ جوش میں آکر بڑے زور سے حملہ کرتے تھے لیکن ترک تلواریں برسا کر انکا جوش ٹھنڈا کر دیتے تھے بلکہ جوش کیا ٹھنڈا کرتے تھے خود انہیں ہی ٹھنڈا کر ڈالتے تھے۔

یہ ترک مجاہدین تھے۔ ترک مجاہدوں کو بے قاعدہ لشکر کہا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجاہدین ملازم نہیں ہوتے تھے وہ تنخواہ نہیں لیتے تھے صرف راشن اور سواری لیا کرتے تھے۔ اور لطف یہ کہ سپاہیوں سے زیادہ جوش وجذبے سے لڑتے تھے مال غنیمت میں سے انہیں البتہ حصہ ملتا تھا مگر وہ اس حصہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ عنداللہ محض حصول ثواب کیلئے جہاد کرتے تھے۔ شہادت ان کی عین تمنا ہوتی تھی۔ ان کے شدید حملوں کو مشکل ہی سے روکا جا سکتا تھا۔

چنانچہ اب بھی جب انہوں نے سنبھل کر نئے جوش اور نئے جذبہ کے ساتھ حملہ کیا تو باوجود انتہائی زور وقوت صرف کرنے کے بھی عیسائی ان کے حملہ کو نہ روک سکے مرتے اور پیچھے ہٹتے رہے۔ یہاں تک کہ یہ مجاہدین کاظم اور احمد سعید سے جا ملے۔

اب سب مجاہدوں نے مل کر اس زور سے حملہ کیا کہ عیسائیوں کو گھاس پھونس کی طرح کاٹ کاٹ کر ڈال دیا۔ وہ دائیں بائیں اور سامنے پھیلتے گئے۔ ان کے حملے تیز سے تیز تر ہونے گئے اور ہر حملہ عیسائیوں کے لیے موت کا پیغام بن گیا۔ انہوں نے بے شمار عیسائیوں کو مار ڈالا۔

جب عیسائی زیادہ تعداد میں مارے گئے تو مجبوراً وہ پیچھے ہٹے اور ادھر ادھر قلعہ میں بکھرنے لگے۔ احمد سعید نے کاظم سے کہا اگر اجازت ہو تو میں کچھ آدمی لے کر دروازہ کھولنے کی

Marfat.com

کوشش کروں "

کاظم : نہایت ضروری بات ہے۔

احمد سعید سو مجاہدوں کو ساتھ لے کر عیسائیوں کو مارتے کاٹتے ہٹاتے دروازہ کی طرف بڑھے۔ پہلے تو عیسائی ان کا منشا نہیں سمجھے مگر جب وہ دروازہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے سمجھا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ اس وقت عیسائیوں کا انہیں روک دینا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔

پھر بھی عیسائی ڈٹ گئے اور قدم قدم پر ترکوں کی مزاحمت کرنے لگے۔ ترکوں نے اس پھرتی اور جوش سے تلواریں چلائیں کہ مزاحمت کرنیوالوں کو قتل کر کے راستہ صاف کر لیا۔

احمد سعید جلدی سے دروازہ میں داخل ہوئے۔ انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہاں پہرہ والے موجود ہیں۔ پچاس مسلح سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ وہ سب احمد سعید پر ٹوٹ پڑے۔

احمد سعید نے ان کی مطلق بھی پرواہ نہیں کی نہایت جوش اور بڑی چابکدستی سے ان کے حملے روکتے اور موقع ملنے پر خود بھی وار کرنے لگے لیکن اس کشمکش میں ان کے بھی کئی زخم آ گئے مگر تمام زخم خفیف تھے۔ جونہی ان کے کوئی زخم لگتا وہ جھلا کر حملہ آور پر ٹوٹ پڑتے اور اسے قتل کئے بغیر نہ چھوڑتے۔ انہوں نے پانچ پہرداروں کو مار ڈالا۔

محافظوں کو بڑا غصہ آیا اور وہ سب سمٹ کر ان پر حملہ آور ہوئے۔ احمد سعید نے پھر پینترے بدل کر انہیں اپنے سے دور ہٹا دیا۔ اس عرصہ میں بیس پچیس مجاہدین وہاں آ پہنچے۔ وہ شیروں کی طرح پہرہ والوں پر ٹوٹ پڑے اور آن کی آن میں انہیں مار گرا دیا۔

احمد سعید نے انہیں دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ پانچ مجاہدوں نے جھپٹ کر دروازہ کھول دیا۔ سلطان محمد خاں سوم اور ان کا رسالہ دروازہ کھلنے ہی کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ جلدی سے دروازہ میں گھسے۔ سلطان کی نظر احمد سعید پر پڑی۔ ان کے زخموں سے خون جاری تھا۔ انہوں نے کہا "مرحبا اے شیر دل مجاہد۔

احمد سعید نے کہا "عالم پناہ کا شکریہ۔

سلطان: تم زخمی ہو گئے۔ ہمارا گھوڑا لو اور کیمپ میں دوڑ جاؤ"

یہ کہتے ہی سلطان نے گھوڑے سے اترنا چاہا لیکن احمد سعید نے بڑھ کر روک دیا اور عرض کیا "خانہ زاد اس اعزاز کے قابل نہیں ہے"۔

Marfat.com

سلطان: مگر تم زخمی ہو اور تمہارے زخموں سے خون جاری ہے۔

احمد سعید: سلطان کے اقبال سے زخم معمولی ہیں۔ اس وقت مرہم پٹی کرانے سے زیادہ افضل جہاد کرنا ہے۔

سلطان: صد مرحبا

سلطان معہ رسالہ کے بڑھے اور قلعہ کے اندر پہنچتے ہی عیسائیوں پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے کھیرے اور ککڑی کی طرح سے عیسائیوں کو کاٹ ڈالا۔ جبکہ سلطان اور ان کا رسالہ جہاد میں مصروف تھے۔ ان کی بے پناہ تلواریں عیسائیوں کو قتل کر رہی تھیں۔ ہاتھ اور پاؤں کٹ کٹ کر اچھل رہے تھے خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں اس وقت اللہ اکبر کے پرشور نعرہ کی آواز آئی۔ سلطان نے حیران ہو کر دیکھا مسلمان قلعہ کے سب سے اونچے برج کی طرف دیکھ رہے تھے۔ سلطان نے بھی دیکھا اس برج پہ ہلالی پرچم لہرا رہا تھا۔ کاظم نے یہ جھنڈا بلند کیا تھا۔ وہ جھنڈا نصب کر کے برج پر سے اتر رہے تھے۔ سلطان نے یہ دیکھتے ہی گھوڑے کی زین پر سجدہ کیا۔

Marfat.com

تئیسواں باب

قلعہ پر تسلط

عیسائیوں نے بھی قلعہ کے سب سے اونچے برج پر اسلامی جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھ لیا۔ ان کی رہی سہی ہمتیں بھی ٹوٹ گئیں۔ اس قدر مایوسی چھا گئی کہ انہوں نے ہتھیار پھینک دینے کا تصور کر لیا۔ ان کے افسروں نے اس بات کو سمجھ لیا چنانچہ ان میں سے ایک نے چلا کر کہا "عیسائی جوانمردو! ہتھیار پھینک دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ سوچو یہ مسلمان ہیں اور ان مسلمانوں کا انتقام لینے آئے ہیں جنہیں تمہارے بھائیوں نے مار ڈالا ہے۔ اگر تم ہتھیار پھینک دو گے تو یہ لوگ تمہیں پھر بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ ایک سرے سے سب کو قتل کر ڈالیں گے۔ تمہاری یہ موت نہایت ہی ذلت کی موت ہوگی اور اگر تم بہادری سے لڑ کر مارے جاؤ گے تو تمہاری دلیری کے گیت گائے جائیں گے۔ آنے والی نسلیں تمہارا نام عزت سے لیں گی۔ تم لڑو اور یا تو مسلمانوں کو قلعہ سے نکال دو یا مر جاؤ۔"

اس تقریر کا عیسائیوں پر یہ اثر ہوا کہ وہ پھر مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ قرنا بھونکا گیا یہ اس امر کا اعلان تھا کہ لڑائی پھر شروع ہو گئی ہے۔ عیسائی پھر جوش میں آکر بڑھے اور تلواروں سے جنگ کرنے لگے۔

یہ دیکھ کر سلطان کو غصہ آگیا۔ انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور نہایت دلیری سے عیسائیوں پر گھوڑا دوڑا کر اس طرح جا کر گرے جس طرح شیر اپنے شکار پر جا کر گرتا ہے۔ انہوں نے بڑی پھرتی اور نہایت قوت سے حملے کر کے مقابلہ کرنے والے عیسائیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

جب ترکوں نے دیکھا کہ ان کے سلطان لڑنے لگے ہیں تو ان کا جوش بہت زیادہ بڑھ گیا وہ بھی عیسائیوں پر جھپٹ پڑے اور پر زور حملے کر کے انہیں ٹھکانے لگانے لگے۔

Marfat.com

جنگ پھر زور سے شروع ہونے لگی۔ پھر انسانی اعضا کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ خون کے فوارے اچھلنے لگے۔ لاشوں پر لاشیں گرنے لگیں۔

دروازہ کھلا ہوا دیکھ کر ترکی رسالوں کی آمد کا سلسلہ بندھ گیا۔ ہر رسالہ گھوڑے دوڑاتا ہوا آتا اور قلعہ میں داخل ہوتے ہی لڑائی میں مصروف ہو جاتا پھر اس زور سے لڑتا کہ عیسائیوں کی صفیں کی صفیں الٹ دیتا۔ بے شمار عیسائی مارے گئے۔ اب چند ترکی افسروں نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر عیسائی افسروں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ بڑے بڑے بہادر افسروں کو بھڑا دیا۔ کئی کو شدید طور پر زخمی کر دیا۔

جب تک جنگ عام سپاہیوں تک رہی اس وقت تک افسر ابھارتے اور لڑائی کی ترغیب دیتے رہے لیکن جب خود ان پر بھی موت نے چھاپے مارنے شروع کئے تو وہ گھبرا گئے اور اب انہوں نے یہ ترغیب دینی شروع کی کہ لڑائی سے کوئی فائدہ نہیں ہے جنگ بند کر دو۔"

عیسائیوں نے لڑائی بند کر دی اور ہتھیار پھینک دیئے۔ سلطان نے دیکھ لیا۔ انہوں نے اعلان کر دیا کہ قتل و خونریزی بند کر دی جائے۔ نہتے عیسائیوں کو ہرگز قتل نہ کیا جائے۔ مسلمانوں کو جوش اور غصہ تو اس قدر آرہا تھا کہ وہ تمام عیسائی قتل کر ڈالنا چاہتے تھے لیکن سلطان کے حکم سے مجبور ہو گئے۔ انہوں نے عیسائیوں کے اوپر سے تلواریں اٹھا لیں اور انہیں صاف کر کے میانوں میں ڈالنے لگے۔

اب سلطان نے عیسائیوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے رسیوں سے باندھنا شروع کر دیا۔۔

سلطان نے پھر کہا "ان امیروں کو جو غریبوں کا خون چوس چوس کر موٹے ہو گئے ہیں لوٹ لو لیکن غریبوں کو بالکل نہ لوٹنا۔ عورتوں، بچوں کو، بوڑھوں کو، مریضوں اور اپاہجوں کو بالکل نہ ستانا۔ نہ قتل کرنا کسی کے گھر کو آگ نہ لگانا۔ غرض کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جو انسانیت کے خلاف ہو اور جس سے خدا اور رسولؐ ناخوش ہو جائیں۔"

مسلمان تمام قلعہ میں بکھر گئے۔ انہوں نے غریب محلوں کی رخ بھی نہیں کیا۔ امیروں کے محلوں کی طرف دوڑے اور ان کے گھروں میں گھس کر لوٹ مار شروع کر دی۔

امیر عیسائی گھبرا گئے۔ ان میں یہ تو حوصلہ نہ ہوا کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ کرتے اپنی وہ دولت جو انہوں نے نہ معلوم کن کن چالاکیوں اور سفاکیوں سے لوٹ لوٹ کر جمع کی تھی لٹتے دیکھ رہے تھے

Marfat.com

ان کے سینے دہلے جاتے تھے اور دل سینوں سے نکلے پڑتے تھے آج انہیں اس بات کا احساس ہو رہا تھا کہ انہوں نے جو غریبوں کو لوٹا تھا اس وقت ان کے دلوں پر کیا بیتی ہو گی۔ جب وہ لوٹے گئے تھے۔ آج جب وہ خود لوٹے جا رہے تھے تو ان کے دم نکلے جا رہے تھے اگر کوئی انہیں مار ڈالتا تو شاید اتنا صدمہ نہ ہوتا جتنا دولت کے لٹ جانے کا ہو رہا تھا۔

مسلمان دولت اور گھر کا ساز و سامان لوٹ کر ان امیروں کے بچوں اور بیویوں کو بھی گرفتار کر لیتے تھے۔ اسلامی قانون جنگ کے مطابق یہ عورتیں اور بچے کنیزیں اور غلام ہو گئے تھے یہ دوسرا چرکہ تھا جو امیر عیسائیوں کے دلوں پر لگا کیونکہ وہ دوسروں کو غلام اور کنیزیں بنانا جانتے تھے خود اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہوئے تھے اس لیے اس کے تلخ تجربہ سے واقف نہیں تھے۔

جب انہوں نے یہ سنا تھا کہ عیسائیوں نے گراں، سگراد اور بباک کی مسلمان آبادی کو بالکل تباہ اور برباد کر دیا ہے تو بہت خوش ہوئے تھے مگر جب آج قدرت ان سے انتقام لے رہی تھی۔ ان کی دولت لوٹی جا رہی تھی۔ ان کے زن و فرزند کنیزیں اور غلام بنائے جا رہے تھے تو وہ رو رہے تھے ان بدبختوں نے یہ نہیں سمجھا تھا کہ قدرت ضرور انتقام لیتی ہے جو کسی پر ظلم کرتا ہے اس پر بھی ظلم ہوتا ہے۔ دنیا کا یہی قانون ہے۔ آج جب قدرت ان سے انتقام لے رہی تھی تو وہ رو رہے تھے لیکن پچھتا اب بھی نہیں رہے تھے۔ اس بات کا احساس نہیں تھا کہ جو مظالم انہوں نے اور ان کی قوم نے بے گناہ مسلمانوں پر کئے تھے قدرت نے یہ اس کی سزا دی ہے۔

غریب لوگ بھی گھبرا رہے تھے وہ سمجھ رہے تھے کہ امیروں کے بعد ان کا نمبر بھی آنے والا ہے کیونکہ عیسائیوں نے امیر اور غریب تمام ہی مسلمانوں کو تباہ اور برباد کیا تھا لیکن انہیں کیا خبر تھی کہ مسلمان ستایا جا کر بھی رحم و مروت کو نہیں چھوڑتا وہ پھر بھی معاف کر دیتا ہے۔ چنانچہ سلطان نے باوجود سخت جوش اور بڑے غصہ کے رحم و مروت سے کام لیا۔ یہ اعلان کر دیا کہ غریبوں کو کچھ نہ کہا جائے۔ ان مسلمانوں نے بھی جن کے سینوں میں انتقام کی آگ دھک رہی تھی اس حکم کو مان لیا تھا۔ انہوں نے دست ظلم دراز نہیں کیا۔

اب سلطان نے ایک اعلان اور جاری کیا اور اس کی اچھی طرح مشتہری کرا دی کہ جو عیسائی امان مانگیں انہیں امان دے دی جائے۔ فوراً اس حکم کی بھی مشتہری ہو گئی۔ عیسائیوں نے بھی سن لیا۔ انہوں نے امان مانگنی شروع کر دی۔ اگر امان کا اعلان نہ ہوتا تو جو عیسائی گرفتار کیے

Marfat.com

گئے تھے وہ قتل کر دیئے جاتے۔ اس امان کے اعلان کا یہ اثر ہوا کہ گرفتار شدہ عیسائیوں کی بھی جانیں بچ گئیں

مسلمانوں نے قلعہ پر اپنا تسلط کر لیا۔ لڑائی کے دوران میں جو عیسائی مارے گئے وہ تو مارے گئے لیکن لڑائی کے بعد کوئی ایک عیسائی بھی قتل نہیں کیا گیا۔ نہ کوئی مکان جلایا گیا نہ کسی عورت پر دست درازی کی گئی۔ نہ کوئی بچہ ذبح کیا گیا۔ عیسائی جو سمجھ رہے تھے کہ مسلمان ان کا قتل عام کریں گے مسلمانوں کی یہ مروت اور مہربانی دیکھ کر بڑے مشکور ہوئے۔

یہ تمام تاریخی واقعات ہیں خود عیسائیوں نے لکھا ہے کہ باوجودیکہ سب عیسائی جانتے تھے کہ مسلمانوں نے انتقام کے جذبہ کے تحت ہم پر حملہ کیا تھا لیکن تعجب ہے انہوں نے انتقام نہیں لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ظالم نہیں ہے۔

Marfat.com

تینتیسواں باب

اسلامی لشکر کی روانگی

محلہ ارلا کی فتح کی خبر بہت جلد مشہور ہو گئی ۔میکائیل قلعہ کی مدد کے لیے اس کے قریب پہنچ گیا تھا ۔مگر جب اس نے سنا کہ قلعہ فتح ہو گیا اور ترک بڑے جوش و خروش میں ہیں تو وہ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا ۔اس نے قیصر جرمنی میکسمیلن کو بھی قلعہ ارلا کے فتح ہو جانے کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ ترک بڑے جوش میں ہیں ان کے یلغار کو اس وقت تک نہیں روکا جا سکتا جب تک آپ کا اور میرا لشکر ایک جگہ جمع نہ ہو جائے ۔

قیصر جرمن کو جب یہ اطلاع ملی تو وہ سخت پریشان ہوا کیونکہ وہ یلغار کرتا ہوا دوسری طرف سے قلعہ ارلا کے قریب پہنچ گیا تھا ۔اسے یہ سن کر فکر ہوئی کہ کہیں ترک اس کے اوپر حملہ نہ کر دیں اس نے بھی پیچھے ہٹنا شروع کر دیا اور پوپ کو لکھا کہ سلطان محمد خاں سوم عظیم الشان لشکر لے کر ہنگری کے علاقہ میں آ پہنچے ہیں اور انہوں نے قلعہ ارلا کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا ہے اگر اس ترک لشکر کو نہ روکا گیا تو خوف ہے کہ وہ تمام ہنگری پر قبضہ کر کے آسٹریا اور جرمنی کا رخ کرے گا ۔سیلاب کو اگر شروع میں روک دیا جائے تو وہ نقصان نہیں پہنچا سکتا لیکن اگر بہنے دیا جائے اور بند نہ باندھا جائے تو تباہی پھیلا دیتا ہے ضرورت ہے کہ اس لشکر کو شروع ہی میں روک دیا جائے ۔اس کے لیے ضرورت ہے کہ آپ دول یورپ کو لکھیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ امدادی لشکر بھیجیں ۔آپ خود بھی فوجیں روانہ کر دیں ۔

ادھر قیصر جرمنی نے تمام شاہان یورپ سے مدد کی اپیل کی ۔اس کی اپیل کا خاطر خواہ اثر ہوا ۔پھر اس کے پاس امدادی فوجیں آنے لگیں ۔وہ کریسز کے دلدلی میدان کی طرف ہٹ گیا اور وہیں میکائیل کی فوجیں بھی اس سے آملیں ۔

وہ اس فکر میں تھا کہ ترکوں کا لشکر آنے سے پہلے تمام دول یورپ کی فوجیں اس کے پاس

Marfat.com

آکر جمع ہو جائیں۔

سلطان نے قلعہ ارلا پر تسلط کرتے ہی پیش قدمی نہیں کی بلکہ وہ قلعہ کے نظم و نسق میں مصروف ہو گئے۔ فصیل کا جو حصہ گر گیا تھا۔ اسے درست کرایا۔ ساتھ ہی قلعہ ارلا کے مضافات میں امن و امان کی منادی کرا دی۔

جب سے قلعہ ارلا پر ترکوں کا قبضہ ہوا تھا اس کے مضافات کے لوگ مواضعات کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے تھے۔ سلطان نے امان کی منادی کرا کرا نہیں ترک وطن سے باز رہنے کی ترغیب دی۔ عیسائی رک گئے۔ مسلمانوں نے ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ وہ خوش ہو گئے اور انہوں نے نہ صرف ترک وطن ہی کا ارادہ ترک کر دیا بلکہ اور مسلمانوں کے ہمدرد اور معاون بن گئے۔

یہ خبر بن قیصر جرمنی کو بھی پہنچ گئی۔ اسے سخت ناگوار ہوا۔ اس نے ایک اعلان مشتہر کرایا جو اس مضمون کا تھا کہ

"ترکوں کا اس علاقہ پر قبضہ بالکل عارضی ہے وہ یہاں سے یقیناً نکال دیئے جائیں گے۔ جو لوگ ان کی کسی قسم کی مدد کریں گے یا ان سے تعاون کریں گے یا ان کی جاسوسی کریں گے۔ انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا جائے گا اور ان کے زن فرزند کو لونڈی اور غلام بنا کر سر بازار فروخت کر دیا جائے گا۔ مسلمانوں سے ہمدردی کرنا بھی قوم سے غداری ہے۔ مسلمان بڑے ظالم۔ بے رحم اور چالاک ہیں۔ ان کے مکر و فریب میں نہ آؤ۔ وہ اسوقت تم سے کام نکالنے کی وجہ سے تمہاری باتیں مانتے اور تم پر مہربانی کرتے ہیں۔ لیکن جب ان کا کام نکل جائے گا۔ اس وقت وہ تمہیں سب کو غلام اور کنیزیں بنا لیں گے تم پچھتاؤ گے اور کچھ نہ کر سکو گے"!

عیسائیوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ خود تو دل کھول کر مظالم کرتے ہیں۔ ایسے مظالم جن کی نظر دنیا میں مشکل ہی سے مل سکتی ہے لیکن بدنام مسلمانوں کو کرتے ہیں۔ تاریخیں اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ عیسائیوں کی سفاکانہ اور بے رحمی کی بے شمار داستانیں نظر آئیں گی اور مسلمانوں کی شاذ و نادر بھی نہیں بلکہ مسلمانوں نے تو اس وقت بھی مہربانیاں کی ہیں جبکہ انہیں ستایا گیا ہے۔ مٹانے کی پوری پوری کوشش کی گئی۔

اس اعلان کو قلعہ ارلا کے مضافات میں خاص طریقہ پر اور اشتہاروں سے مشتہر کیا گیا لیکن

Marfat.com

جھوٹ جھوٹ ہے اور سچ سچ۔ مسلمانوں کا طرزِ عمل دیکھ کر وہاں کے عیسائیوں نے اس اعلان کی کوئی پروا نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے کھلم کھلا مسلمانوں کی مدد کرنی شروع کر دی۔ ان کے لیے رسد فراہم کرتے۔ عیسائی لشکر کی خبریں پہنچاتے اور ترک جو کام ان کے سپرد کرتے بڑی خوشی سے اسے کر دیتے۔

یہ کچھ اس لیے نہیں تھا کہ وہ ترکوں کے زیر بار احسان تھے۔ نہیں بلکہ اس لیے بھی تھا کہ ترک ان کی خدمات کا صلہ خاطر خواہ دیتے تھے۔ گویا وہ اجرت پر کام کرتے تھے۔

جب سلطان نے قلعہ ارلا اور اس کے مضافات کا پورا پورا بندوبست کر لیا تو ایک روز انہوں نے تمام بڑے بڑے افسروں کو بلا کر مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ یہ بات تمام مسلمانوں کو معلوم ہو گئی تھی کہ میکسیمیلن قیصر جرمنی اور اس کا سپہ سالار دو نوں کئی لاکھ فوجیں لے کر یز کے دلدلی میدان میں اس سنگم کے قریب جہاں دریائے سنیا بہ کر دریائے ڈتی میں گر جاتا ہے فروکش ہیں۔

سعدالدین شیخ الاسلام دور اندیش آدمی تھے۔ انہوں نے کہا "میں نے سنا ہے کہ عیسائیوں کا لشکر تین لاکھ کے قریب ہے اور جہاں پناہ کے ساتھ کل پچاس ہزار فوج ہے۔ ایسی حالت میں مناسب یہ ہے کہ مزید لشکر دارالسلطنت سے طلب فرمایا جائے اور جب وہ آ جائے تب پیش قدمی کی جائے۔

کاظم نے عرض کیا۔ اگرچہ میرا کچھ عرض کرنا چھوٹا منہ بڑی بات والا معاملہ ہے لیکن پھر بھی جو بات میرے دل میں ہے وہ عرض ضرور کروں گا کہ عالم پناہ نے اس قلعہ میں رہ کر مزید لشکر کے آنے کا انتظار کیا تو دشمن یہ اندازہ کرے گا کہ ہم اس سے ڈر گئے ہیں۔ اس سے اسے حوصلہ ہو گا کہ وہ اپنی کمین گاہ سے نکل کر خود ہم پر حملہ آور ہو اور یہاں آ کر ہمارا محاصرہ کرے اور اس وقت قلعہ ارلا کی فتح سے دشمن مرعوب ہو گیا ہے۔ دشمن کے سپاہی بددل ہو رہے ہیں اگر اب اس پر حملہ کر دیا جائے تو وہ دہشت زدہ ہو کر شاید بھاگ جائے یا لڑے تو بے شمار مردے میدان جنگ میں چھوڑ کر ہزیمت اٹھائے۔

ابراہیم پاشا: ترکوں میں جوش ہے ارادہ ہے۔ حوصلہ ہے، وہ دشمن کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اگر ان کی حوصلہ افزائی نہ کی گئی تو ان کا جوش ٹھنڈا پڑ جائے گا اس لیے بلا تردد کے اور بغیر اس لحاظ کے کہ دشمن کی سپاہ زیادہ ہے اس پر یورش کر دینی چاہیئے۔ مآل اندیشی بزدلی ہے

Marfat.com

*مسلمان غور و فکر کم کرتے ہیں اور عمل زیادہ

سلطان : تم نے ٹھیک کہا۔ ہمیں کوئی تردد نہیں کرنا چاہیئے مسلمان لڑنا اور مرنا جانتا ہے ہمیں فوج پر اور سامانِ جنگ پر بھروسہ نہیں ہے بلکہ خدائے واحد کی ذات مقدس پر اعتماد ہے وہی ہمارے کام سنوارتا اور وہی ہماری مدد کرتا ہے۔ ہمیں اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے ۔

سعدالدین : میں نے بزدلی یا دون ہمتی کی وجہ سے کمک طلب کرنے کا مشورہ نہیں دیا تھا بلکہ دوراندیشی کے خیال سے ایسا عرض کیا تھا۔ اگر سب کی یہی رائے ہے تو میری بھی یہی ہے ۔ میں اگرچہ عالم دین ہوں۔ شیخ الاسلام ہوں ، ایک مجاہد بھی ہوں۔ فنونِ حرب بھی جانتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو مولوی فنِ حرب سے واقف نہیں اسے مذہبی رہنمائی کا بھی حق نہیں ۔

سلطان : جزاک اللہ : اچھا کل لشکر کوچ کرے ۔

مشورہ ختم ہو گیا۔ دوسرے روز صبح کی نماز پڑھتے ہی ڈیرے خیمہ بار برداریوں میں لادے گئے سامانِ جنگ گراجیوں میں بھرا گیا۔ سب گاڑیاں روانہ ہوئیں اور ان کے پیچھے لشکر نے بھی کوچ کیا ۔

Marfat.com

چونتیسواں باب

ترک لشکر کی آمد

کریسز کے کشادہ میدان میں عیسائیوں کا عظیم الشان لشکر کئی میل کی دوری میں خیمہ زن تھا۔ اس کے ایک بازو پر دریائے سنیبا بہہ رہا تھا اور دوسرے بازو پر دریائے تہی رس رواں تھا اور ان دونوں دریاؤں کا درمیانی میدان جو کئی میل چوڑا تھا خیموں اور سپاہیوں سے بھرا ہوا تھا۔

عیسائی لشکر کچھ اس طرح خیمہ زن تھا کہ ہر سردار اور ہر بادشاہ ایک دوسرے سے فاصلہ پر تھے اس لشکر میں یورپ کے ہر ملک کی فوجیں موجود تھیں۔ ہر عیسائی بادشاہ نے اپنے ملک کے بہادر سپاہی اور تجربہ کار جنگجو افسر روانہ کئے تھے کئی نواب اور بادشاہ خود آئے تھے آرچ ڈیوک تھا، سیجمنڈ تھا جو ٹرینسلونیا کا شہزادہ اور پولینڈ کا بادشاہ تھا۔ میکائیل تھا جو ترکوں کی طرف سے صوبہ وریشیا کا گورنر رہ چکا تھا اور اب جرمنی کا سپہ سالار تھا۔ میکسمیلن قیصر جرمنی تھا۔ اور بھی کئی بادشاہ اور نواب تھے۔

عیسائی عام طور شراب پیتے ہیں۔ عیسائی لشکر کے ساتھ شراب کے خم۔ ساقی اور حسین و طرحدار طوائفیں بھی تھیں۔ ناچ اور مجرے ہوتے۔ گانے کی محفلیں جمتیں اور شراب کے دور چلتے۔

۱۲/ اکتوبر ۱۵۹۶ء کو دوپہر کے وقت عیسائیوں کے کیمپ میں ناچ گانے کی محفلیں جمی ہوئی تھیں۔ حسین اور کمسن لڑکیاں ساقی گری کی خدمات انجام دے رہی تھیں۔ ہر نواب ہر بادشاہ شراب پیکر مخمور ہو رہا تھا۔ بہک رہا تھا اور عجیب عجیب احمقانہ حرکتیں کر رہا تھا۔

طوائفیں ناچ گا رہی تھیں۔ باجوں اور گانیوالیوں کی سریلی آوازیں گونج رہی تھیں۔ دفعتہً شور ہوا ترک آ گئے ترک آ گئے۔ رنگ میں بھنگ پڑ گئی۔ عیسائی سپاہی اور افسر گھبرا گئے۔ ان کی تمنا تھی کہ ترک ان کے سامنے نہ آئیں۔ لڑائی نہ ہو۔ یونہی وہ عیش و عشرت کرتے رہیں۔

اس کی تمنا کی وجہ یہ تھی کہ وہ زندہ رہنا چاہتے تھے۔ موت سے بہت زیادہ ڈرتے تھے۔ اپنی

Marfat.com

ای زندگی کو سب کچھ سمجھ رہے تھے حقیقت یہ ہے کہ وہ گنہگار تھے۔ ایک خدا کے منکر تھے۔ تین خداؤں کے قائل تھے۔ ان کی روح شرک کے گناہ سے داغدار تھی۔ وہ شراب پی کر اس گناہ کے بوجھ کو ہلکا کرنا چاہتے تھے لیکن اس سے ان کا گناہ اور وزن دار ہوتا جاتا تھا۔

چونکہ شرک کا اثر روح پر پڑتا ہے اور روح جانتی ہے کہ وہ دنیا میں آنے سے پہلے کیا تھی۔ کیا اقرار کر کے آئی تھی اور اس اقرار کے خلاف کرنے، معصیت میں ڈوب جانے سے اسے کیا سزا ملے گی۔ اس لیے وہ مرنے سے گھبراتی ہے جو انسان جتنا گنہگار ہوتا ہے۔ وہ اتنا ہی مرنے سے ڈرتا ہے۔

اور جو شخص خدا کو واحد جانتا اور مانتا ہے۔ اس کے اولاد نہیں بتاتا۔ اس کی خدائی میں کسی کو شریک نہیں سمجھتا۔ اس کے انسانی پیکر یا دوسرے قالب میں آنے کا قائل نہیں۔ اس سے ڈرتا اس کی اطاعت کرتا اور اس کی عبادت کرتا رہتا ہے وہ زندگی کو ہیچ اور آخرت کو پائیدار جانتا ہے وہ مرنے سے نہیں ڈرتا بلکہ موت کو آنیوالی خوشگوار زندگی کا پیش خیمہ سمجھتا ہے۔ وہ موت کا استقبال کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔

اور مسلمان وہ خدا کی وحدانیت و یکتائیت کا قائل ہے۔ اسے خالق مطلق اور بڑی قدرت والا مانتا ہے۔ اس سے ڈرتا اور اس کی عبادت کرتا ہے۔ اس کے احکام پر عمل کرتا ہے۔ وہ دنیا کی کسی طاقت سے بھی نہیں ڈرتا۔ اس کے پیش نظر خدا کا یہ قول ہر وقت رہتا ہے کہ "ہر جی موت ذائقہ چکھنے والا ہے اور موت ہرگز نہ چھوڑے گی چاہے محفوظ برجوں ہی میں کیوں نہ چھپ جاؤ" اس لیے وہ موت کا منتظر رہتا ہے۔ بالکل اس طرح جیسے کوئی بڑے ہی عزیز مہمان کے آنے کا انتظار کیا کرتا ہے۔ سچ پوچھو تو موت مسلمان سے ڈرتی ہے۔ مسلمان موت سے نہیں ڈرتا وہ گھمسان کی لڑائی میں گھس جاتا ہے آگ میں پھاند پڑتا ہے۔ سمندر میں چھلانگ لگا دیتا ہے اور پھر زندہ وسلامت رہتا ہے۔

حضرت خالدؓ نے بے شمار لڑائیاں لڑیں۔ شہادت کی بے انتہا آرزو کی۔ ساتھ ساٹھ آدمیوں کو لے کر ساٹھ ساٹھ ہزار دشمنوں سے جا بھڑے لیکن ہمیشہ فتح یاب ہوئے۔ موت ان سے دور بھاگتی رہی۔ افسوس ہے ہم اس مختصر ناول میں ان تمام بزرگوں کے نام اور حالات نہیں لکھ سکے جو موت کی آرزو کرتے رہے اور موت ان سے دور رہی جو انسان موت سے نہیں ڈرتا اس سے سب ڈرتے ہیں حتیٰ کہ موت بھی اور وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔

Marfat.com

غرض ترکوں کی آمد کی خبر سنتے ہی تمام عیسائی گھبرا گئے جو لوگ شراب کے نشہ میں چور ہو کر جھوم رہے تھے۔ ان کا بھی نشہ ہرن ہو گیا اور وہ بھی ہوئی نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

میکسمیلن کو بھی اطلاع ہو گئی وہ بھی جام شراب اڑا رہا تھا۔ ناچ دیکھ اور گانا سن رہا تھا۔ اس خبر کو سنتے ہی بدحواس ہو کر لڑکھڑاتا ہوا اٹھا۔ خیمہ سے باہر آیا۔ نازنین طوائفیں الگ ہٹ گئیں اور خیموں کی قناتوں سے لگ کر کھڑی ہو گئیں وہ بھی گھبرا گئیں۔

میکسمیلن گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ اسے راستہ میں ہمنڈ، ارچ ڈیوک مکائیل اور دوسرے شہزادے اور افسر ملے۔ ان کے چہرے فق پڑے ہوئے ہوئے تھے۔ منہ سے شراب کی بو آرہی تھی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں اور آنکھیں چمک رہی تھیں۔ وہ بھی میکسمیلن کے ساتھ ہو لیے اور اپنے لشکر کے آخری راہ پر کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔

دوپہر ڈھلنے لگی تھی۔ زوال کا وقت ہو چکا تھا۔ دھوپ تمام میدانوں میں پھیل رہی تھی۔ ترکی پلٹنیں اور رسالے آگے پیچھے بڑی شان کے ساتھ چل رہے تھے۔ ان کی سرخ وردیاں عنابی ترک ٹوپیاں، صاف بندوقیں اور تلواریں دھوپ میں چمک رہی تھیں۔

اسلامی جھنڈے ہوا میں لہرا رہے تھے پھریرے فراٹے بھر رہے تھے۔ جھنڈوں کے ہلال دور دور سے نظر آرہے تھے۔

انہوں نے دیکھا کہ ترک ایک جگہ جمع ہو رہے ہیں۔ انہوں نے صفیں درست کیں اور میدان میں بغیر فرش کے نماز شروع کر دی۔ ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔ ترک ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ عیسائیوں پر ان کی اس خدا پرستی کا بہت اثر ہوا۔

سب عیسائی عیش و عشرت میں غرق رہتے ہیں۔ خدا کی عبادت نہیں کرتے۔ وہ بھی جب کسی کو خدا کی عبادت کرتے دیکھتے ہیں تو متاثر ہوتے ہیں۔ عبادت کرنے کو ان کا دل بھی چاہنے لگتا ہے میں نے انگریزی لکھے پڑھے نام نہاد مسلمانوں کو دیکھا ہے جو مسجدوں میں جانا کسرشان اور خدا کو سجدہ کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔ نمازیوں کا مذاق اڑاتے اور ان کی ہجو کرتے رہتے ہیں جب وہ بھی نماز پڑھتے دیکھتے ہیں تو اس قدر متاثر ہو جاتے ہیں کہ نماز پڑھنے کو بے تحاشا انکا دل چاہنے لگتا ہے۔ کئی آدمی تو ایسے دیکھے کہ وہ اس درجہ متاثر ہوئے کہ جلدی سے وضو کر کے نماز میں شامل ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان عیش و عشرت میں مشغول ہو کر روح کو دھوکا دیتا ہے اور اسی

Marfat.com

لہو ولعب کو حاصلِ زندگی سمجھتا ہے لیکن جب وہ نماز پڑھتے کسی کو دیکھتا ہے تو اس کی روح بھی اپنے پیدا کرنے والا کو سجدہ کرنے پر مائل ہو جاتی ہے۔ اس وقت سرکش، انسان مجبور ہو جاتا ہے اور روح کی ترغیب و تحریص سے نماز میں شامل ہو جاتا ہے اور جو ایک دو دفعہ نماز پڑھ لیتا ہے تو پھر وہ پڑھتا ہی رہتا ہے۔

ترکوں نے نماز پڑھی اور خیمے نصب کرنے لگے۔ اژدھا پیکر توپیں خیموں سے آگے لا کر نصب کردی گئیں۔ ترکی لشکر بھی کافی دور میں خیمہ زن ہوا۔

Marfat.com

پینتیسواں باب

مشورہ

ترکی لشکر شام تک آتا اور خیمے نصب کر کے فروکش ہوتا رہا۔ میکسیملین تھوڑی دیر کھڑا دیکھتا رہا اور جب تھک گیا تو واپس لوٹ آیا۔ اس نے اپنے معتبر جاسوس ترکی لشکر کی تعداد معلوم کرنے کے لیے بھیجے۔ ان جاسوسوں کو اسلامی لشکر گاہ میں جانے کی ہمت نہیں ہوئی۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ترکوں نے انہیں دیکھ لیا تو گولیوں سے اڑا دیں گے وہ لشکر کے ارد گرد منڈلانے لگے۔ اس توقع میں کہ شاید کوئی ایسا آدمی مل جائے جو لشکر کی صحیح تعداد کی خبر دے سکے۔

اتفاق سے انہیں ارلا کے مضافات کے وہ چند عیسائی مل گئے جو اسلامی لشکر کے ساتھ اپنی خوشی سے آئے تھے۔ وہ مسلمانوں کے ہمدرد اور ہوا خواہ تھے۔ ان عیسائیوں نے ان سے دریافت کیا تمہیں کچھ ترکوں کے لشکر کی تعداد معلوم ہے:

ان میں سے ایک نے جلدی سے کہا" ہاں معلوم ہے ایک لاکھ ہے'

جاسوس: مگر ہم نے تو پچاس ساٹھ ہزار سنی تھی۔

عیسائی: سنی ہوئی تمام باتیں صحیح نہیں ہوتیں۔ ایک لاکھ ترکی سپاہ ہے۔ ہم اسی لیے اس طرف گھوم رہے تھے کہ کوئی شخص مل جائے تو اسے بتا دیں کہ ترکوں کا کتنا لشکر ہے۔ انکے ساتھ نئی ساخت کی زبردست توپیں بھی ہیں اور جنگی سامان بہت زیادہ ہے۔ پہلا میکسیملین کے ساتھ کتنا لشکر ہے؟"

جاسوس: تقریباً تین لاکھ ہے توپیں بھی کافی اور بڑی ہیں۔ گولہ بارود بھی بہت ہے۔

عیسائی: تب تو کوئی پروا نہیں ہے۔

جاسوس: لیکن سپاہیوں میں کچھ جوش نہیں ہے افسر اور سپاہی رات دن شراب پینے اور بدمست رہتے ہیں۔

Marfat.com

عیسائی: یہ بری بات ہے۔ ترک بالکل بھی شراب نہیں پیتے ان میں زبردست جوش ہے۔

جاسوس: ہونا ہی چاہیئے۔ ان کی قوم کو ستایا جو گیا ہے۔ میرے خیال میں تو میکسمیلن اپنی اس حرکت پر بہت زیادہ پچھتا رہا ہے۔

عیسائی: اس نے بھی غلطی کی، بلا وجہ امن میں خلل ڈالا، جنگ شروع کر دی اور پھر جنگ کی ابتدا ظلم و ستم سے کی۔

جاسوس: دراصل قیصر جرمنی کو یہ خیال تھا کہ سلطان محمد خاں سوم جوان العمر ہے۔ عیش و راحت میں مشغول ہوں گے۔ لڑائی کا حوصلہ نہ کریں گے۔

عیسائی: انہیں یہ سوچنا چاہیئے تھا کہ وہ ترک ہیں اور ترک بھی مسلمان۔ مسلمان راحت طلب نہیں ہوتے۔

جاسوس واپس لوٹ گئے۔ انہوں نے اپنے بھائی عیسائیوں سے جو کچھ سنا تھا میکسمیلن سے جا بیان کیا۔ اسے بڑا فکر ہوا۔ اس وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ترک اس قدر لشکر ایک دم میدانِ جنگ میں لے آئیں گے۔ اس نے اپنے تمام لشکر کو ہدایت کر دی کہ سب اپنی اپنی جگہ ہوشیار رہیں۔ رات کو حفاظت کا انتظام معقول رکھیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ترک شب خون ماریں۔

عیسائی بادشاہ اور افسر ہوشیار ہو گئے۔ انہوں نے شروع ہی رات سے حفاظت و نگرانی شروع کر دی۔ کئی ہزار سپاہی لشکر کی حفاظت پر مامور کر دیئے۔

ادھر ارلا کے عیسائی ترکی لشکر میں پہنچے۔ انہوں نے ابراہیم پاشا وزیر اعظم سے وہ تمام گفتگو سنا دی جو ان کے اور جاسوسوں کے درمیان ہوئی تھی۔ ابراہیم پاشا کو بھی خوف ہوا کہ کہیں عیسائی شب خون نہ ماریں۔ اس لیے انہوں نے بھی حفاظت کا معقول انتظام کر لیا۔

رات خیریت سے گزر گئی کسی فریق نے بھی کوئی حرکت نہیں کی۔ صبح کی نماز پڑھ کر ترکوں نے توپیں آگے بڑھائیں اور نہایت قرینے سے مورچے قائم کیے۔ مورچہ بندی میں قریب قریب تمام دن ختم ہو گیا۔

رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر سلطان نے تمام چھوٹے بڑے افسروں کو طلب کیا اور ان سے مشورہ لینے کے لیے کہا۔

" آپ سب لوگوں کو ہم نے اس وقت اس لیے طلب کیا ہے کہ آپ مشورہ دیں کہ ہمیں حملہ

Marfat.com

کرنا چاہیئے یا دشمن کے حملہ کا انتظار کریں"۔

سعدالدین نے کہا "انتظار بیکار ہے۔ یہاں آنے کا منشا ہی یہ ہے کہ جارحانہ حملہ کیا جائے پھر دشمن کے حملہ کا انتظار کیوں کریں"۔

جعفر پاشا نے کہا۔ حضرت شیخ الاسلام نے یہ سچ فرمایا کہ ہم جارحانہ حملہ کرنے کے قصد سے آئے ہیں پھر انتظار کیا کریں۔ ممکن ہے قیصر جرمنی کو کمک آنے کا انتظار ہو اور وہ اسی فکر میں ہو کہ جب مدد آجائے تب حملہ کرے۔ ہم اسے ایسا موقع کیوں دیں۔

ابراہیم: میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ دشمن پر ہمارا رعب طاری ہو گیا ہے۔ میں اعلیٰ حضرت سے یہ عرض کر چکا ہوں کہ عیسائی جاسوس ہمارے ہوا خواہ عیسائیوں سے ملے تھے۔ وہ یہ معلوم کرنے آئے تھے کہ دراصل اسلامی لشکر کی تعداد کس قدر ہے"۔

عیسائیوں نے انہیں ایک لاکھ بتائی۔ یقیناً قیصر جرمنی کو اتنی جاری تعداد منکر خوف و فکر لاحق ہو گیا ہو گا اس لیے وہ تذبذب میں پڑ گیا ہے۔

سقالا پاشا: آپ نے میری زبان سے بات چھین لی۔ میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا کہ قیصر جرمنی کو ہماری تعداد بہت زیادہ معلوم ہوئی ہے۔ اس لیے وہ تذبذب میں پڑ گیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے شاہان یورپ کے پاس مزید ایلچی طلب کرنے کے لیے بھیجے ہوں۔ ہمیں اسے موقع سے فائدہ نہیں دینا چاہیئے۔

حسن سقلی پاشا: یہ تصویر کا ایک رخ ہے دوسرا رخ بھی دیکھنا چاہیئے۔ ہمارے ہمدرد عیسائیوں کی یہ رپورٹ ہے کہ دشمن کی فوج تین لاکھ ہے اگر قیصر جرمنی کو ہماری تعداد ایک لاکھ بھی معلوم ہو گئی ہے تو اسے فکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوئی کیونکہ ایک مسلمان کا تین عیسائیوں سے مقابلہ ہے بہت ممکن ہے کہ دشمن یہ دیکھ رہا ہو کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ قیصر نے احتیاط کی بنا پر مزید کمک طلب کی ہو۔

سلطان: تم نے تصویر کے دونوں رخ تو بیان کر دیئے مگر یہ نہ بتایا کہ تمہارا کیا مشورہ ہے

حسن سقلی پاشا: مشورہ میرا بھی وہی ہے جو جعفر پاشا ہے یعنی ہمیں دشمن کو مہلت نہیں دینی چاہیئے جس قدر ممکن ہو۔ اس پر حملہ کر دینا چاہیئے۔

سلطان: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بڑے بڑے افسروں کا مشورہ تو یہی ہے کہ فوراً حملہ کر دیا جائے لیکن دوسرے درجہ کے افسروں نے کوئی مشورہ نہیں دیا۔

Marfat.com

یہ کہہ کر سلطان نے احمد سعید، کاظم اور ایسے ہی دوسرے افسروں کی طرف دیکھا۔ کاظم نے کہا "مشورہ تو دراصل تجربہ کار افسروں ہی کا ٹھیک ہوتا ہے۔ ہم لوگ تو ابھی مبتدی ہیں۔ مال اندیشی کو کیا جانیں۔ ہمارے سینوں میں تو صرف جوش کا دریا موجزن ہے۔ ہم مجاہد ہیں اور جہاد کرنا ہمارا بہترین مشغلہ ہے۔ حکم کی تعمیل کرنا ہمارا فرض ہے جو حکم ہوگا تعمیل کریں گے۔

احمد سعید: بھائی کاظم نے بالکل درست کہا۔ جہاد ہماری تمنا اور شہادت ہماری آرزو ہے۔ ہم لوگ دور اندیش نہیں ہیں۔ نہ مصلحت اور دور اندیشی کو اچھا جانتا ہیں۔ ہم تو جہاد کرنا سب سے افضل اور ضروری سمجھتے ہیں۔

سلطان: تم نے خوب کہا۔ مشورہ بھی نہیں دیا لیکن رائے ظاہر کر دی۔ لیکن ہم صاف صاف سننا چاہتے ہیں۔

احمد سعید: بات یہ ہے کہ سب سے زیادہ جہاد کے لیے بیچین ہم ہیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ صبح ہونے کا بھی انتظار نہ کیا جائے۔ اسی وقت حملہ کر دیا جائے۔

کاظم: عالم پناہ! یہی میری رائے بھی ہے۔

سلطان: اس سے معلوم ہوا کہ سب ہی اس بات پر متفق ہیں کہ دشمن کے حملہ کا انتظار نہ کیا جائے بلکہ جارحانہ حملہ کر دیا جائے۔ ہماری اپنی یہی رائے ہے لیکن مشورہ اچھا ہوتا ہے۔ ہم بغیر مشورہ کے کوئی کام نہیں کرنا چاہتے۔ جعفر پاشا نے سب سے پہلے مشورہ دیا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کل جعفر پاشا ہی اپنی فوج لے کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ باقی لشکر کمربستہ رہے مگر حملہ میں شریک نہ ہو۔

جعفر پاشا: میں اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کل میں ہی دشمن پر حملہ کروں گا۔

سلطان: اچھا تم تیاری کرو مگر سارے افسر اپنی اپنی جگہ پر مستعد رہیں۔

اس کے بعد سب لوگ سلطان کو سلام کر کے چلے گئے۔

Marfat.com

چھبیسواں باب

زبردست حملہ

دوسرے روز یعنی ۲۳ر اکتوبر ۱۵۹۶ء کو اسلامی لشکر میں صبح کی اذان ہوئی چونکہ ہر سردار کا لشکر جداگانہ اور تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر تھا اور ہر لشکر میں اذان ہوئی اس لیے سننے والوں کو بڑا ہی لطف آیا۔ بالکل ایسا معلوم ہوا جیسے کسی شہر میں ہوں اور مختلف مسجدوں میں اذانیں ہو رہی ہوں۔

جب موذن نے کہا" الصلوٰۃ خیر من النوم" یعنی" بے دار ہو کر نماز کے لیے آؤ" تو ترک کمبل اور لبادے پھینک پھینک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور جلدی جلدی ضروریات سے فراغت کر کے وضو کر کے لشکر کے قریبی میدانوں میں جمع ہونے لگے۔

ایک لشکر دوسرے لشکر سے اتنے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا تھا کہ درمیان میں بڑا وسیع میدان چھوٹ گیا تھا۔ ہر جگہ ایک ہی وقت میں جماعت کھڑی ہوئی اور نماز شروع ہو گئی۔ تھوڑے ہی آگے پیچھے سب نماز سے فارغ ہو گئے جو دستہ نماز سے فارغ ہوتا وہی وردیاں پہننے اور مسلح ہونے میں مشغول ہو جاتا۔

جس وقت آفتاب کی پہلی کرن نمودار ہوئی اسی وقت اسلامی لشکر میں ۔۔ توپیں سر ہوئیں یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ تمام لشکر میدان جنگ میں پہنچ جائے۔ اسی وقت ہر دستہ میں طبل جنگ بجا اور سپاہیوں نے میدان کی طرف کوچ کر دیا۔ آگے آگے پیدل چلے اور پیچھے سوار روانہ ہوئے ہر دستہ نے کوچ سے پہلے اللہ اکبر کے پر شگاف نعرے لگائے۔

سلطان نے میمنہ میں ابراہیم پاشا کو میسرہ میں سنقالا پاشا کو۔ داہنے بازو پر حسن سنفلی پاشا کو اور بائیں بازو پر کاظم کو مقرر کیا۔ ہراول میں جعفر پاشا متعین ہو گئے اور خود سلطان درمیان میں رہے عقب میں سعدالدین پاشا تعینات ہوئے۔

Marfat.com

عیسائیوں نے بھی رات ہی کو حملہ کی تیاری کر لی تھی ان کا خیال یہ تھا کہ صبح ہوتے ہی ترکوں پر اچانک حملہ کر دیا جائے چنانچہ حسب قرارداد وہ صبح کو حملہ کی تیاری کر رہے تھے کہ اسلامی لشکر میدان میں آ گیا۔ ان کے حملے کی تدبیر ناکامیاب ہو گئی۔

لیکن چونکہ وہ حملہ کی تیاری کر چکے تھے اس لیے انہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں نکلنے میں کچھ توقف و تکلف نہ ہوا۔ فوراً ہی وہ بھی میدان میں نکل آئے اور چونکہ عجلت میں آئے اس لیے توپخانہ کو پیچھے چھوڑ آئے۔ مسلمان اپنے ساتھ اس لیے توپخانہ نہیں لائے تھے کہ ان کا ارادہ تیزی سے حملہ کرنے کا تھا۔

جب عیسائی میدان میں آ کر صف بستہ ہو گئے تو جعفر پاشا نے سلطان کی طرف دیکھا سلطان ایک اونچے ٹیلہ پر گھوڑے پر سوار کھڑے تھے۔ ہلالی پرچم ان کے سامنے لہرا رہا تھا۔

کچھ وقفہ کے بعد سلطان نے اپنے خادم سے ایک جھنڈی لے کر کھولی اور اسے اونچا کر کے تین مرتبہ ہلایا۔ یہ حملہ کرنے کا اشارہ تھا۔ جعفر پاشا نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ ان کے تمام دستہ نے اس نعرہ کی تکرار اس زور سے کی کہ تمام میدان گونج اٹھا۔ عیسائی بھی حیران ہو کر دیکھنے لگے۔

نعرہ لگاتے ہی طبل جنگ زور زور سے بجا اور سپاہیوں نے گھوڑوں کو آگے بڑھایا۔ جعفر پاشا کے ساتھ سواروں کے دستے تھے۔ کچھ دور تو وہ قدم قدم چلے۔ پھر تیزی سے بڑھے۔

عیسائیوں نے قرنا پھونکے اور بڑے بڑے نقارے زور زور سے بجائے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ترک بڑھے آ رہے ہیں تو انہوں نے بھی آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

دونوں لشکروں کے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک دوسرے کے سامنے آ گئے۔ اول عیسائیوں نے بندوقوں کے فیر کیے۔ ہولناک تڑاقوں کے ساتھ بندوقوں نے گولیاں اگلیں۔ ادھر دھواں پھیلا اور آواز ہوئی ادھر گولیاں ترکوں پر آ کر برسیں۔ بہت سے ترک شہید ہو گئے۔ بہت سے زخمی ہو کر گرے۔

زخمیوں کو اٹھانے کے لیے کچھ پیدل گھوڑوں کے ساتھ دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ ان کے پاس ایسے بستر تھے جن کے چوڑے رخ دونوں سروں میں بانس کے ڈنڈے لگے تھے۔ ان پیدلوں نے جلدی شہیدوں اور زخمیوں کو بستروں پر ڈالا اور ہر بستر کو دو دو آدمی اٹھا اٹھا کر چلتے بنے۔

اس عرصہ میں ترکوں نے فیر کیے۔ ان کی گولیاں بھی عیسائیوں کے سروں اور سینوں میں پیوست

Marfat.com

ہو کر رہ گئیں۔ سینکڑوں عیسائی قتل و زخمی ہو کر گرے۔ مسلمان مرے بھی تھے اور زخمی ہوئے تھے لیکن انہوں نے سسکاری بھی نہیں بھری تھیں۔ لیکن عیسائیوں نے ایسی خوفناک اور دلدوز چیخیں ماریں کہ ان کے قریب کے عیسائی بھی لرز گئے۔

عیسائیوں نے پھر حملہ کیا اور پھر کچھ ترک مرے اور زخمی ہوئے مسلمانوں نے بھی پھر فیر کیے اور عیسائی پھر مرے اور زخمی ہوئے۔

فریقین بندوقیں سے فیر کر رہے تھے اور آگے بڑھ رہے تھے دونوں فریق کے آدمی قتل و زخمی ہو رہے تھے اور دونوں ہی کو اس قدر جوش آ رہا تھا کہ دوڑ کر ایک دوسرے سے دست بدست مقابلہ کرنے میں جلدی کر رہے تھے۔

جوں جوں ترک گرتے جاتے تھے قریب کے ترکوں کو زیادہ جوش اور غصہ آتا جاتا تھا۔ وہ گھوڑوں کو مہمیزیں بھی لگاتے جاتے تھے اور بندوقیں بھر بھر کر فیر بھی کرتے جاتے تھے۔ ان کی پیشقدمی کی شان کچھ ایسی تھی کہ دیکھنے والوں کو خوفزدہ کیے دیتی تھی۔ عیسائی انہیں شیروں کی طرح آتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ ان پر رعب چھاتا جاتا تھا یا تو انہیں بھی جوش آ رہا تھا یا ترکوں کو قریب دیکھ کر ان کا جوش ٹھنڈا ہونے لگا تھا۔ جوش کی جگہ خوف نے لے لی تھی۔ جب ترک عیسائی چند ہی قدم کے فاصلہ پر رہ گئے تو فریقین کی بندوقیں بیکار ہو گئیں۔ بندوق دور ہی سے مار کرتی ہے پاس سے نہیں۔ جعفر پاشا نے اس وقت اللہ اکبر نعرہ لگایا تمام مسلمانوں نے نہایت شور کے ساتھ اس مبارک نعرہ کو دہرایا اور ساتھ ہی بڑی پھرتی سے بندوقیں کندھوں پر ڈال لیں اور تلواریں نکال کر ہاتھوں میں لے لیں۔

عیسائیوں نے بھی ان کی تقلید کی بندوقیں کندھوں پر ڈالیں مگر وہ ایسی پھرتی نہ کر سکے جیسی ترکوں نے کی تھی۔ ابھی وہ بندوقیں ہی کندھوں پر ڈال رہے تھے کہ ترکوں نے ان پر حملہ کر دیا اور اس زور سے حملہ کیا کہ عیسائی سنبھل نہ سکے نہ اپنی حفاظت کر سکے۔ بندوقوں کو اپنی پشتوں پر پھینکنے میں الجھ کر رہ گئے۔ نہ ہاتھوں میں تلواریں لے سکے نہ ڈھالیں۔

مسلمانوں نے تلواروں سے حملے کر کے انہیں کھیتی کی طرح کاٹنا شروع کر دیا۔ پہلی تمام صف کا انہوں نے صفایا کر دیا اور دوسری صف پر حملہ کر کے اسے بھی کاٹ ڈالا۔ جب وہ تیسری صف پر جھپٹے تو اس صف کے عیسائی مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ انہوں نے ترکوں کی تلواریں ڈھالوں پر روکیں اور خود بھی حملے کیے۔ ان کے حملوں سے کئی ترک مارے گئے اور

Marfat.com

کئی زخمی ہوئے۔ دراصل ترک مار دھاڑ میں کچھ ایسے مشغول ہوئے تھے کہ اپنی حفاظت کیطرف سے غافل ہو گئے تھے۔

لیکن جب ان کے کئی آدمی زخمی ہوئے اور کئی مارے گئے تو وہ بھی سنبھل گئے اور انہوں نے جوش میں آکر اس زور سے حملہ کیا کہ تیسری صف کو بھی کاٹ کر ڈال دیا۔

عیسائیوں نے جب دیکھا کہ مسلمان مارتے کاٹتے بڑھے چلے آرہے ہیں تو انہیں بڑی غیرت آئی۔ وہ ان کے سامنے ڈٹ گئے۔ اسی وقت سجمنڈ ان کے پیچھے آگیا۔ آگے آنے کی تو اسے جرات نہیں ہوئی۔ پیچھے کھڑا ہو کر سپاہیوں کی ہمتیں بڑھانے اور انہیں جوش میں آکر حملہ کرنے کی ترغیبیں دینے لگا۔

عیسائیوں نے جم کر نہایت سختی سے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ ایسا سخت حملہ کہ یا تو مسلمان بڑھے چلے آرہے تھے وہ یا رک گئے اور جب عیسائیوں نے دوسرا حملہ کیا تو ترکوں کو قدم قدم پیچھے ہٹنا پڑا کچھ دور ہٹ کر ترک جمے لیکن پھر ان کے قدم اکھڑ گئے اور وہ پیچھے ہٹنے لگے۔

Marfat.com

سینتیسواں باب

شکست

جعفر پاشا نے جب ترکوں کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تو انہیں جوش آ گیا۔ انہوں نے بلند آواز سے مسلمانوں کو للکارا "اے فرزندانِ اسلام! یہ کیا کم ہمتی اور بزدلی ہے۔ دشمن کو دباتے دباتے خود ہی دبنے لگے۔ کیا بھول گئے اس بات کو کہ پروردگار عالم تمہیں دیکھ رہا ہے کیا وہ تمہارے ہزیمت اٹھانے سے خوش ہوگا۔ کیا مجاہدوں کا یہی شیوہ ہے۔ کیا تمہارے بزرگ شکستیں کھایا کرتے تھے۔ کیا اسلام ایسے فرزندوں پر فخر کرے گا۔ تم دلیر ہو اور دلیروں کی اولاد ہو۔ تم وہ ہو جن پر قوم کو فخر ہے۔ جو موت کا استقبال کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہے ہیں جو زندگی کو ہیچ سمجھتے ہیں جو جہاد کو عبادت سے افضل جانتے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں کہ عبادت میں اگر خدا سے ہمکلامی ہے تو جہاد میں شہید ہونے سے خدا کے پاس مہمان ہو کر جاتے ہیں۔

مسلمان جو مہمانوں کی عزت و عظمت اور خاطر و مدارات کرتے ہیں وہ تم بھی جانتے ہو اور دنیا بھی جانتی ہے۔ خدا تو اپنے مہمان کی اس سے بھی زیادہ عزیز و وقار اور تواضع کرتا ہے جنت کے دروازے اپنے مہمانوں کے لیے کھول دیتا ہے اور ان حوروں کو جن کا جلوہ دنیا والوں کو مدہوش کر دے پیشوائی کے لیے بھیجتا ہے۔ کیا تم خدا کے مہمان ہونے سے انکار کرتے ہو۔ کیا یہ سمجھتے ہو کہ میدانِ جنگ سے بھاگ کر قیامت تک زندہ رہو گے غلطی نہ کرو۔ زندگی نہ گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے۔ موت کا وقت اور طریقہ اور جگہ مقرر ہو چکے ہیں۔ اپنے وقت پر، اپنے طریقہ پر اور اپنی جگہ پر موت آئے گی۔ تم ہزار کوشش کرنے پر بھی کوئی چیز نہیں بدل سکتے پھر کیوں خدا کو ناخوش کرتے ہو۔ کیوں پیچھے ہٹ کر بدنامی کا دھبہ اپنے دامن پر لگاتے ہو۔ خدا کی قسم اگر تمہارا قدم پیچھے ہٹے گا تو تم جنت میں ہرگز داخل نہ ہو گے۔ بڑھو۔ بڑھتے رہو اور اس قدر بڑھو

Marfat.com

کہ یا تو شہید ہو کر جنت میں چلے جاؤ یا فتح کر کے غازی کہلاؤ''۔

جعفر پاشا کی تقریر نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں۔ ان کے سینے گرما گئے۔ دل شیر ہو گئے۔ ہمتیں بڑھ گئیں۔ حوصلے اونچے ہو گئے۔ انہوں نے اللہ اکبر کا پرشور نعرہ لگایا اور ایک دم جھپٹ کر عیسائیوں پر حملہ کر دیا۔ اس زور اور اس پھرتی سے تلواریں ماریں کہ عیسائی کٹتے اور قدم قدم پر گرتے چلے گئے۔

یا تو عیسائی بڑھتے اور مسلمان پیچھے ہٹتے چلے آ رہے تھے یا اب عیسائی پیچھے ہٹنے اور مسلمان آگے بڑھنے لگے۔

عیسائیوں نے ہر چند رکنے اور جم کر لڑنے کی کوشش کی لیکن مسلمانوں کے پرزور حملوں نے انہیں رکنے اور جمنے ہی نہ دیا۔

عیسائی جوش میں آ آ کر حملے کرتے۔ تلواروں پر تلواریں چلاتے دانت کچکچا کر پوری قوت سے تلواریں مارتے لیکن مسلمان بڑی آسانی سے ان کی تلواریں اپنی ڈھالوں پر روک لیتے اور پھر پھرتی سے حملے کر کے حملہ آوروں کو مار ڈالتے۔

جب کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کو پیچھے ہٹانا اور دبانا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت جعفر پاشا نے بھی حملہ کر دیا۔ وہ بڑے جنگجو اور نہایت تجربہ کار تھے۔ فنِ حرب کو خوب جانتے تھے۔ ان کی بے پناہ تلوار جس عیسائی پر پڑتی تھی۔ اس کے پرخچے اڑا دیتی تھی۔ اگر کوئی عیسائی ڈھال پر ان کا وار روکتا تھا تو تلوار ڈھال کو کاٹ کر سینہ پر اتر جاتی تھی اور جب تک اس کا خون نہ پی لیتی واپس نہ لوٹتی۔

جعفر پاشا نے جلدی جلدی حملے کر کے کئی عیسائیوں کو خاک و خون میں لٹا ڈالا۔ کئی کو ایسا زخمی کر دیا کہ وہ چلا کر بھاگ گئے۔

جوں جوں وہ حملہ کر کے دشمنوں کو قتل کرتے جاتے ان کا جوش اور غصہ کی وجہ سے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور دشمنوں کے خون نے ان کا لباس گلنار کر دیا تھا اور تو اور ان کے گھوڑے پر خون کی اس قدر دھاریں پڑیں تھیں کہ وہ بھی نہا گیا تھا اور چونکہ خون گر گر کر جمنے لگا تھا۔ اس لیے ایسا معلوم ہوتا جیسے جعفر پاشا نے اپنے گھوڑے پر گوشت کے لوتھڑے لپیٹ لئے ہوں۔ سچ یہ ہے کہ جعفر پاشا اور ان کے گھوڑے کی ہیبت کچھ عجیب خوفناک ہو گئی تھی عیسائی دیکھتے تھے اور ڈر جاتے تھے۔

Marfat.com

جعفر پاشا اپنے لشکر میں بڑے ہر دلعزیز تھے ہر افسر اور ہر سپاہی ان کی عزت اور ان سے محبت کرتا تھا جب ان کی سپاہ نے انہیں اس بیجگری کے ساتھ لڑتے دیکھا تو ان کے جوش کی کوئی حد نہ رہی۔ انہوں نے بڑھ کر نہایت ہی سختی سے حملے شروع کر دیئے۔ ان کی تلواروں نے عیسائیوں کو اس طرح کاٹ کر ڈال دیا جس طرح گھاس کاٹنے والے گھاس کاٹا کرتے ہیں۔

عیسائی دیکھ رہے تھے کہ ہر ترک شیر بنا ہوا ہے۔ اس طرح حملہ کرتا ہے جیسے وہی سارے عیسائی لشکر کو قتل کر ڈالنے کا ارادہ کر چکا ہے۔ یہ کیفیت دیکھ کر عیسائیوں کے دلوں پر دہشت طاری ہو گئی۔ انہوں نے پیچھے ہٹنا چاہا۔ ان کے پیچھے سجمنڈ اپنا خاص رسالہ لیے ہوئے موجود تھا۔ اس نے پکار کر کہا "عیسائیو! کم ہمتی نہ کرو۔ یہ مٹھی بھر مسلمان تمہارا کیا کر سکتے ہیں۔ آج تمہاری مدد پر سارا یورپ اور پوپ اعظم تمہاری حمایت پر ہیں مسلمان تمہیں غلام اور تمہاری عورتوں کو کنیزیں بنانا چاہتے ہیں۔ تمہاری دولت لوٹنے۔ تمہارے ملکوں پر قبضہ کرنے آئے ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ مادر وطن پر اپنی جانیں قربان کر دو اپنی عزت کے لیے۔ قومی عظمت کے لیے اپنا خون بہا دو۔ اگر آج تم نے کم ہمتی کی اور ترکوں کے سامنے سے فرار ہوئے تو یاد رکھو ترک تمہیں کسی حالت میں زندہ نہ چھوڑیں گے۔ جہاں تم جا کر چھپو گے تمہارے پیچھے جائیں گے اور تمہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کر ڈالیں گے جب مرنا ہی ہے تو بہادروں کی طرح دشمن کو مار کر کیوں نہ مرو تمہاری طرف تمام شاہان یورپ اور ساری دنیا کے عیسائی دیکھ رہے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ تم فتح یاب ہو گے۔ دشمن کو بھگا دو گے۔ ان کے یقین کو باطل نہ کرو لڑو اور آخری دم تک لڑو۔ بڑھو اور دشمن کو دھکیل دو"۔

اس کی یہ تقریر سن کر عیسائیوں کو طرارہ آیا وہ جوش میں آکر بڑھے۔ انہوں نے سختی سے مسلمانوں پر حملہ کیا لیکن مسلمانوں نے ان کا حملہ روک کر اسی شدت سے جوابی حملہ کیا کہ عیسائیوں میں مری پھیل گئی۔ بے شمار مارے گئے جو بچے وہ بے تحاشا پیچھے کو ہٹے جعفر پاشا نے موقع تاک لیا۔ انہوں نے الا اللہ کا نعرہ لگا کر بڑے زور سے حملہ کیا۔ اگرچہ ان کے بازو شل ہو گئے تھے لیکن خدا نے تھکے ہوئے بازوؤں میں ایسی قوت دی کہ پہلے ہی حملہ میں انہوں نے کئی عیسائیوں کو مار گرایا۔ ان کی ہیبت عیسائیوں پر ایسی طاری ہوئی کہ جس پر وہ حملہ کرتے وہی بھاگ کھڑا ہوتا۔

Marfat.com

ان کے رسالہ نے بھی ان کی تقلید کی اور نہایت ہی سخت حملہ کیا۔ ترکوں کا یہ حملہ ایسا سخت ہوا کہ عیسائیوں نے ہر چند اسے روکنے کی کوشش کی لیکن نہ روک سکے۔ مجبوری اور بیکسی کے عالم میں قتل ہوتے چلے گئے۔ اس حملہ میں چار ہزار سے زیادہ عیسائی مارے گئے۔

اس سے عیسائیوں پر ایسا رعب و ہول طاری ہوا کہ بے اختیار بھاگ کھڑے ہوئے۔ جعفر پاشا اور ان کے سپاہ دور تک ان کا تعاقب کرتے اور انہیں قتل کر کر کے زمین پر گراتے چلے گئے۔ جب عیسائی اپنے لشکر میں پہنچ گئے تب مسلمان واپس لوٹے۔

ظہر کے بعد لڑائی کا یہ فیصلہ ہوا کہ عیسائی ہزیمت اٹھا کر بھاگ گئے۔ جعفر پاشا مع اپنی فوج کے واپس لوٹے۔

Marfat.com

اڑتیسواں باب

جعفر پاشا کی عزت افزائی

جب جعفر پاشا واپس ہوئے اور دور سے سلطان محمد خان سوم نے انہیں واپس لوٹتے دیکھا تو انہوں نے ستالہ پاشا کو حکم دیا کہ وہ "شیر اسلام" جعفر پاشا کا آگے بڑھ کر استقبال کریں۔ چنانچہ ستالہ پاشا بڑھا اور بڑے فاصلہ پر جا کر جعفر پاشا کا استقبال کیا۔

سلطان نے صدرِ اعظم (وزیر اعظم) ابراہیم پاشا کو بھی فرمان بھیجا کہ تم بھی اسلامی شیر کا استقبال کرو۔ ابراہیم پاشا نے بھی بڑھ کر استقبال کیا اور ان کی بہادری اور حسن کارگذاری کی بڑی تعریف کی۔ جعفر پاشا نے کہا "میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے"۔

جب جعفر پاشا اور قریب آئے تو سلطان خود ان کے استقبال کے لئے بڑھے دراصل سلطان نے اپنے رسالہ کے کچھ آدمی اس وقت جعفر پاشا کے پاس بھیج دیئے تھے جب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ ان سواروں نے آکر سلطان کو جعفر پاشا کی لڑائی کے مفصل حالات سنائے تھے۔ سلطان کے دل میں ان کی بڑی عزت و وقعت ہو گئی تھی۔

جعفر پاشا نے جب سلطان کو اپنے استقبال کے لیے بڑھتے دیکھا تو ان پر بڑا اثر ہوا۔ وہ گھوڑے سے اتر لیے اور آہستہ آہستہ بڑھے۔ ستالہ پاشا ان کے پیچھے اور ابراہیم پاشا ان کے برابر میں تھے۔ یہ دونوں بھی سلطان کی تعظیم کے لیے پیدل ہو گئے تھے سامنے سے وہ آ رہے تھے ادھر سے سلطان جا رہے تھے جب چند قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا تو سلطان جلدی سے گھوڑے سے کود کر جعفر پاشا کی طرف بڑھے۔ جعفر پاشا نے ان کی طرف لپکتے ہوئے کہا "عالم پناہ! یہ کیا کیا؟"

سلطان: ہمارا شیر دل مجاہد فتح پا کر آ رہا ہے کیا ہم اس کے استقبال کو نہ آتے۔

جعفر پاشا: خانہ زاد اس عزت کے قابل نہیں ہے۔

Marfat.com

سلطان: عزت خدا دیا کرتا ہے۔ انسان نہیں۔

یہ کہتے ہی سلطان جعفر پاشا سے بغلگیر ہو گئے۔ جعفر پاشا بہت زیادہ ممنون ہوئے ان کے دل میں سلطان کی وفاداری اور قوم پر جان نثاری کا جذبہ اور بڑھ گیا اور افسروں پر بھی کافی اثر ہوا۔

جعفر پاشا نے سلطان کے ہاتھ چوم کر کہا "اعلیٰ حضرت کی اس قدر عزت افزائی کا بہت بہت شکریہ"۔

سلطان نے انہیں ایک گرانبہا خلعت مع ایک گھوڑے کے جس پر سنہری پاکبر پڑی ہوئی تھی اور ایک شمشیر آبدار جس کا دستہ مطلا اور مرصع تھا عطا کیے۔ جعفر پاشا نے پھر سلطان کا شکریہ ادا کیا اور درخواست کی کہ سلطان گھوڑے پر سوار ہو جائیں۔ سلطان گھوڑے پر سوار ہو گئے اور حکم دیا کہ سب لوگ گھوڑوں پر سوار ہو جائیں چنانچہ جعفر پاشا، ابراہیم پاشا اور سنالہ پاشا بھی گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور سلطان کے جلو میں چلے۔

چلتے چلتے سلطان نے جعفر پاشا سے لڑائی کی کیفیت معلوم کی۔ انہوں نے مختصراً تمام واقعات بیان کئے۔ یہ بھی کہا کہ اس جنگ میں بمشکل سے مسلمان ساڑھے تین سو کے قریب شہید ہوئے اور پانچ سو سے کچھ زیادہ زخمی ہو گئے ہیں جب کہ دشمن کے دس ہزار سپاہی مارے گئے اور اتنے ہی زخمی ہوئے ہیں۔ سلطان کو یہ بات سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ انہوں نے کہا "آج خدا نے پہلی فتح عطا فرمائی ہے یقین کامل ہے کہ وہ فتح کامل بھی عطا فرمائے گا"

سب نے کہا "انشاء اللہ"

سلطان: معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جو تدبیر جنگ کی ہم نے کی وہی میکسمیلن نے بھی کی یعنی اس نے بھی تمام لشکر کو میدان میں نہیں دھکیلا کوئی ایک افسر ہی لڑنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔

جعفر پاشا: ظل اللہ کا خیال صحیح ہے میکسمیلن نے سجمنڈ کو لڑنے کے لیے بھیجا تھا اور میکائیل کو اس کی مدد کے لیے کمربستہ رہنے کا حکم دیا تھا۔ باقی لشکر میدان میں نہیں آیا۔

سلطان: غدار اور احسان فراموش۔ یہ بدبخت سجمنڈ وہ ہے جسے ہمارے بزرگوں نے پولینڈ کا بادشاہ بنوایا۔ آج وہ ہمارے مقابلہ میں آیا ہے۔

Marfat.com

جعفر پاشا: اس وقت جتنے بادشاہ اس لڑائی میں شرکت کے لیے آئے ہیں۔ ان میں سے کون ایسا ہے جس پر سلطنت عثمانیہ کا احسان نہیں ہے لیکن یہ لوگ تو احسان فراموش۔ مکار اور دغاباز ہیں"

ابراہیم پاشا: خدا انہیں ان کی غداری کی سزا دے گا۔

سقالہ پاشا: انشاء اللہ

جعفر پاشا: ایک مرتبہ تو میرے دل میں آئی تھی کہ بڑھ کر میکابیل کے لشکر پر بھی حملہ کر دوں اور اس پر دغاباز کی گوشمالی کر دوں لیکن یہ خیال کر کے لوٹ آیا کہ پہلے معرکہ میں اللہ تعالیٰ نے شاندار کامیابی عطا فرمائی ہے کہیں معاملہ دگرگوں نہ ہو جائے۔

سلطان: تم نے اچھا کیا۔ جو سزا آج عیسائیوں کو ملی ہے۔ اس نے ان کی آنکھیں کھول دی ہوں گی۔ اگر اب بھی وہ جھک جائیں اور مظلوم مسلمانوں کا قصاص ادا کر دیں تو ہم معاف کر دیں۔

ابراہیم پاشا: میکسمیلن سے اس کی امید نہیں وہ بڑا ہی مکار اور فتنہ ساز ہے۔

سلطان: قدرت اسے مکاری اور فتنہ سازی کی سزا ضرور دے گی۔

سب نے کہا "انشاء اللہ"۔

اب سلطان معہ لشکر کے واپس لوٹے اور لشکر گاہ میں آئے۔ انہوں نے کہا "ابھی تک ہم میں سے کسی نے بھی ظہر کی نماز نہیں پڑھی ہے۔ آج سارا لشکر ایک ہی جگہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

سلطان کے اس فرمان کی اطلاع تمام لشکر کو دی گئی۔ سب نے گھوڑوں سے اتر کر وضو کیا۔ خود سلطان اور ان کے جان نثار افسروں نے بھی وضو کیا اور جماعت کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ شیخ الاسلام سعدالدین نے پڑھائی۔ پچاس ہزار آدمی تھے۔ دو ہزار کی ایک لمبی صف قائم ہوئی اور اس طرح پچیس صفیں ہوئیں۔ اتنے ہجوم کا مل کر نماز پڑھنا بڑا ہی پر کیف نظارہ تھا۔

نماز سے فارغ ہو کر سلطان نے کہا "مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کل کے لیے بھی اس وقت طے کر لیا کہ کس طرح لشکر کی ترتیب ہو اور لڑائی کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے"۔

سقالہ پاشا نے کہا "میرا خیال ہے کہ کل میکسمیلن تمام لشکر لے کر میدان میں آئے گا

Marfat.com

اور پوری قوت سے جنگ کرے گا"۔

جعفر پاشا: آج جو دھکا عیسائیوں کو لگا ہے اور جس قدر نقصان ان کا ہوا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہی خیال ہوتا ہے کہ وہ یا تو شب خون مارے گا یا تمام لشکر لے کر میدان میں نکلے گا۔ بہت ممکن ہے کہ وہ کل ہی فیصلہ کن جنگ کرے۔

حسن سقلی پاشا: میرا خیال یہ ہے کہ وہ جنگ کو ٹالے گا اور دھوکا دے کر شب خون مارے گا۔ اس لیے کہ ہمارے تھوڑے سے لشکر نے آج اس کے بھاری لشکر کو سخت ہزیمت دی ہے۔ اب وہ میدان میں نکلنے کا حوصلہ نہ کرے گا۔

سعد الدین: میں سنا ہے کہ میکسمیلن شرابی ہے۔ شرابی کی عقل ماری جاتی ہے۔ وہ یا تو ہوائی قلعے بناتا اور بگاڑتا ہے یا اسے الٹی سوجھا کرتی ہے۔ ہونا تو یہی چاہیئے کہ وہ جنگ کو حکمت عملی سے ٹالے اور دھوکہ دے کر حملہ کرے مگر وہ ایسا نہیں کرے گا بلکہ شراب کی ترنگ میں کل ہی تمام لشکر لے کر میدان میں آئے گا۔ میرے خیال میں جو ترتیب لشکر کی آج تھی وہ نہایت معقول تھی۔ یہی ترتیب کل بھی رکھی جائے۔

ابراہیم: آپ نے درست فرمایا مگر جعفر پاشا اپنا فرض ادا کر چکے ہیں۔ اب مجھے ہراول میں مقرر کیا جائے۔

حسن سقلی پاشا: نہیں یہ فخر مجھے عطا کیا جائے۔

سلطان: اچھا ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کل ہراول میں حسن سقلی پاشا رہیں اور باقی افسر آج کی طرح اپنی اپنی جگہ پر پہنچ جائیں۔

جعفر پاشا: لیکن اگر کل عیسائی میدان میں نہ نکلیں۔

سلطان: ہمیں اب انہیں موقع نہیں دینا چاہیئے۔

حسن سقلی پاشا: لیکن اگر وہ کوئی پیغام بھیجے۔

سلطان: اس کا ہر پیغام مکاری پر مبنی ہوگا۔ اس لیے اس کے کسی پیغام کو قبول اور منظور نہیں کیا جائیگا البتہ اگر اس نے کوئی پیغام بھیجا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ دھوکا دینا چاہتا ہے۔

سلطان یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے کھڑے ہو کر کہا "آج رات کو لشکر کی حفاظت کا معقول انتظام ہونا چاہیئے۔ ابراہیم پاشا: ایسا ہی ہوگا۔

سلطان چلے گئے۔ سب افسر اپنی اپنی قیام گاہوں کی طرف روانہ ہوئے۔

Marfat.com

اُنتالیسواں باب

ایک عجیب تدبیر

میکسمیلن واقعی میدان میں نہیں آیا تھا وہ اس کے مشبر خیموں میں بیٹھے شراب پیتے ناچ دیکھتے اور گانا سنتے رہے تھے۔

میکسمیلن نے سجمنڈ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ صبح ہوتے ہی ترکوں پر اچانک حملہ کر کے انہیں میدان سے بھگا دے۔ میکائیل کو اس کی مدد پر مامور کیا تھا۔ سجمنڈ کو یہ غرور تھا کہ اس کے تحت میں یورپ کا منتخب شدہ بہادر لشکر ہے وہ مسلمانوں کی صفوں کو الٹ دیگا اور تاریخ میں اس کا نام بہادروں کے زمرہ میں لکھا جائے گا۔

لیکن جب تک وہ قانع انسان رہا محسنوں کو مانتا اور ان کی اطاعت کرتا رہا۔ اس وقت تک اس کی قسمت اچھی رہی۔ وہ پھلتا اور پھولتا رہا۔ اس کی عزت، عظمت دولت اور سلطنت بڑھتی رہی۔ مگر جب سے اسے حرص و ہوا نے گھیرا۔ اسکی سرشت میں محسن کشی اور غداری داخل ہوئیں۔ دھوکہ اور دغا بازی نے اس کے سینے میں جنم لیا اسی وقت سے اس کی قسمت بگڑ گئی۔ اس میں خود بینی خود غرضی اور خودنمائی پیدا ہوگئی۔ وہ مغرور بن کر اپنے ان محسنوں کے مقابلہ میں نکلا جنہوں نے اسے ذرہ سے آفتاب بنایا تھا جن کی بدولت اسے حکومت وسلطنت ملی تھی جن کے ہاتھوں نے اسے تاج پہنایا تھا۔ قدرت نے اسے اس کے غرور محسن کشی اور غداری کی سزا دی۔ اسے سخت ہزیمت ہوئی وہ یورپ کے بہترین دس ہزار بہادروں کی لاشیں میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ آیا۔ اس کی زندگی تھی جو بچ گیا ورنہ اس کے مارے جانے میں بھی کوئی شک نہیں رہا تھا۔

جب وہ شکست کھا کر واپس ہوا اور اس کے ساتھ میکائیل بھی شرم ندامت سے سر جھکائے ہوئے لوٹا تو عام عیسائیوں نے دونوں کو دبی زبان سے منحوس کہا۔

Marfat.com

جب یہ دونوں میکسمیلن کے سامنے پہنچے تو وہ اس وقت بھی شراب کے دور اڑا رہا تھا سیم تن ساقی اسے جام پر جام دے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور وہ بدمست ہو رہا تھا کسی کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ اس عالم میں اسے شکست کی خبر سنا کر مشتعل کرے۔

لیکن یہ ایسی خبر بھی نہیں تھی جو چھپائی جا سکتی آرچ ڈیوک کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اول خیمہ میں جا کر ہزیمت کی خبر سنائے چنانچہ وہ تیار ہو گیا اور خیمہ کے اندر داخل ہوا۔

میکسمیلن نے اسے دیکھا اور ہنس کر کہا "کہو فتح کی خوشخبری سنانے آئے ہو میں پہلے ہی جانتا تھا کہ ترک سجمنڈ کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ آؤ بیٹھو۔ سجمنڈ کہاں ہے میں اسے مبارکباد دوں گا۔"

ڈیوک نے کہا "افسوس ہے ہمیں ہزیمت ہوئی"۔

فرط حیرت و خوف سے میکسمیلن کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ نشہ ہرن ہو گیا۔ بدمستی جاتی رہی۔ اس نے کہا "کیا سجمنڈ کو شکست ہوئی؟"

ڈیوک: حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا واقعہ یہی ہے۔

میکسمیلن کو اب غصہ آ گیا۔ اس نے کہا "سجمنڈ کہاں ہے؟"

ڈیوک: خیمہ کے باہر موجود ہے باریابی کی اجازت چاہتا ہے۔

میکسمیلن: وہ شکست کھا کر آیا ہے۔ اب اسے ہمارے سامنے آنے کا کوئی حق نہیں رہا ہے ہم نے اسے یورپ کے منتخب بہادر سپاہیوں پر افسر مقرر کیا تھا۔ اسے مر جانا چاہیئے تھا لیکن ہزیمت کا بدنما داغ اپنی پیشانی پر لگا کر یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔

ڈیوک: مگر آپ جانتے نہیں کہ مقابلہ مسلمانوں سے تھا۔

میکسمیلن: جانتے ہیں۔ اسی لیے ہم نے اسے وہ سوار دیئے تھے جن کا جواب تمام یورپ میں نہیں تھا۔

ڈیوک: سجمنڈ نے بہادری میں کمی نہیں کی۔

میکسمیلن: یہ بہادری نہیں ہے کہ وہ شکست کھا کر بھاگ آیا۔ کچھ معلوم ہوا اس معرکہ میں ہمارے کتنے جانباز کام آئے اور مسلمان کتنے مارے گئے۔

ڈیوک: اس کا صحیح اندازہ اس لیے نہیں ہو سکا کہ ابھی تک مردوں کا شمار نہیں کرایا گیا ہے۔

میکسمیلن: صحیح اندازہ نہ سہی تخمینہ کیا ہے؟

Marfat.com

ڈیوک: معلوم ہوا ہے کہ دس ہزار سپاہی مارے گئے ہیں۔

"دس ہزار" میکسمیلن نے چونک کر کہا۔

ڈیوک: جی ہاں

میکسمیلن: اور ترکوں کے کتنے مارے گئے۔

ڈیوک: شاید اسی قدر ان کے بھی کام آئے ہیں۔

میکسمیلن: ناممکن ہے یا تو تمہیں درحقیقت معلوم نہیں یا چھپا رہے ہو۔

ڈیوک: آپ سجمنڈ ہی سے یہ سب باتیں دریافت کرلیں۔

میکسمیلن: اچھا اسے بلاؤ۔

ڈیوک جا کر سجمنڈ کو ساتھ لے آیا۔ میکسمیلن نے اس سے کہا "شکست کھا کر آئے ہو؟"

سجمنڈ: قسمت میں شکست ہی لکھی تھی میں نے کوئی کوتاہی لڑنے اور لڑانے میں نہیں کی لیکن آخر کار ہزیمت ہوئی۔

میکسمیلن: حالانکہ یورپ کے منتخب بہادر تمہارے ساتھ تھے۔

سجمنڈ: مگر مقابلہ مسلمانوں سے تھا۔ ان مسلمانوں سے جن کی یہ روایات مشہور ہیں کہ ایک ایک مسلمان ایک ایک ہزار سے لڑ سکتا ہے۔

میکسمیلن: بیہودہ بات ہے میں ایسی واہیات باتیں سننا نہیں چاہتا۔

سجمنڈ: سننے کا یقین نہ کیجئے آپ خود دیکھ لیں گے۔

میکسمیلن: اگر میں ہوتا تو شاید شکست نہ ہوتی۔

سجمنڈ: ممکن ہے آپ کا اقبال مسلمانوں کی قسمت بدل دیتا۔

میکسمیلن: کیا تمام لشکر نے تم پر حملہ کر دیا تھا۔

سجمنڈ: نہیں مشکل سے دس پندرہ ہزار آدمی ہوں گے۔

"دس پندرہ ہزار" میکسمیلن نے حیران ہو کر کہا۔

سجمنڈ: جی ہاں زیادہ سے زیادہ اتنے ہی تھے۔

میکسمیلن: اور تمہارے ساتھ پورے پچاس ہزار تھے ایک اور پانچ کا مقابلہ تھا۔

سجمنڈ: اس میں شک نہیں کہ شروع شروع میں یورپ کے دلیر بڑی بہادری سے لڑے لیکن جب مسلمانوں نے یلغار کی تو بزدلی کرنے لگے۔ میں نے ہر چند تقریریں کر کے ترغیب

Marfat.com

دی۔حوصلہ دلایا لیکن افسوس ہے انہوں نے میرا بھی لحاظ پاس نہ کیا۔غیرت وحمیت کو بالائے طاق رکھ کر پسپا ہونے لگے یہ حال دیکھ کر میں خود بھی لڑنے لگا اس لئے کہ شاید انہیں کچھ خیال ہو اور وہ جم جائیں مگر توبہ کیجئے۔وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

سجمنڈ نے اور تو سب کچھ سچ کہا لیکن یہ جھوٹ بولا کہ وہ خود بھی لڑا۔اسے لڑنے کی توفیق ہی نہیں ہوئی۔وہ لڑائی سے دور بھاگتا رہا۔میکسمیلن نے کہا کتنے آدمی کام آئے؟

سجمنڈ: دس ہزار سمجھئے۔

میکسمیلن: اور مسلمان کتنے مارے گئے؟

سجمنڈ: سچ عرض کروں۔

میکسمیلن: ہم سچ ہی سننا چاہتے ہیں۔

سجمنڈ: مشکل سے پانچ سو

میکسمیلن: تعجب ہے۔

سجمنڈ: آپ تو مسلمانوں کا امتحان کر چکے ہیں۔

میکسمیلن: کل امتحان ہوگا۔

سجمنڈ سلام کر کے چلنے لگا۔میکسمیلن نے کہا"ہم کچھ اور باتیں کرنا چاہتے ہیں۔

سجمنڈ رک گیا اور بولا"میں حاضر ہوں"۔

میکسمیلن: ہمیں تخلیہ میں تم سے کچھ کہنا ہے۔

جو اور لوگ وہاں بیٹھے تھے وہ سب چلے گئے۔میکسمیلن نے کہا"ہمارے نزدیک آجاؤ۔

سجمنڈ اس کے قریب جا بیٹھا اس نے کہا"فرمایئے"

میکسمیلن: میں سمجھتا ہوں کہ سلطان محمد خان سوم کو ہم جیسا راحت طلب سمجھ رہے تھے۔یہ بات نہیں ہے۔

سجمنڈ: مجھے جاسوسوں کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ وہی ترکی لشکر کے روح رواں ہیں

میکسمیلن: غالباً تم یہ چاہتے ہو گے کہ محمد خان سوم کسی طرح ہمارے قابو میں آجائیں۔

سجمنڈ: یہ تو میری دلی تمنا ہے۔ورنہ موت میرا انتظار کر رہی ہے۔

Marfat.com

میکسمیلن: ہماری سمجھ میں ایک تدبیر آئی ہے۔ اگر تم برا نہ مانو تو کہیں۔

سجمنڈ: بے تکلف فرمایئے۔

میکسمیلن: ایک زمانہ میں قیصر قسطنطنیہ نے سلطان ترکی کو رام کرنے کے لیے اپنی تین بیٹیاں بھیج دی تھیں۔ تمہاری بہن مرسیا بے حد حسین ہے۔ اگر وہ سلطان کے پاس چلی جائے اور کسی طرح انہیں اپنے ساتھ لگا لائے تو ہم سلطان کو گرفتار کر لیں۔ ترک یقیناً بھاگ جائیں گے۔ خوش قسمتی سے اس وقت مرسیا تمہارے ساتھ ہے۔

سجمنڈ: آپ کی تجویز نہایت مناسب ہے مجھے افسوس ہے کہ میرے ذہن میں یہ بات پہلے سے کیوں نہیں آئی۔ میں اسے سلطان کے پاس بھیجوں گا مگر لشکر بھی تیار رہے۔

میکسمیلن: ہم یہ حکم ابھی جاری کر دیں گے۔ لشکر بالکل تیار رہے گا۔ اگر سلطان ہمارے دام میں آگئے تب مسلمانوں پر فوراً حملہ کر دیا جائے گا اور دام میں نہ آئے تب بھی حملہ کیا جائے۔

سجمنڈ: بہتر ہے۔

سجمنڈ چلا گیا۔ میکسمیلن نے تمام لشکر کو حملہ کرنے کے لیے تیار رہنے کا حکم جاری کر دیا۔

Marfat.com

چالیسواں باب

کاظم کی حیرت

رات کو حفاظت کا انتظام معمول سے زیادہ مسلمانوں نے بھی کیا اور عیسائیوں نے بھی۔ دونوں کو ایک ہی خوف شب خون مارنے کا رہا۔

آدھی رات سے کچھ قبل جب کہ ایک دستہ گرداوری کر رہا تھا اور وہ عیسائی لشکر کی طرف پہنچا تو انہوں نے دور فاصلہ پر ایک سایہ دیکھا۔

چاندنی رات تھی۔ چاند آسمان میں تیر رہا تھا۔ دودھیا چاندنی چھٹکی ہوئی تھی۔ درخت، میدان، سبزہ۔ انسان اور دونوں کیمپوں کے خیمے سفید چاندنی میں نہا رہے تھے۔ بڑا پر کیف منظر تھا۔

سایہ دیکھ کر طلایہ کے سردار ٹھٹکے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھ جانے کا حکم دیا۔ وہ روندلگاتے ہوئے چلے گئے۔ سردار وہیں ٹھٹک گئے۔ اور غور سے سایہ کو دیکھنے لگے۔

شروع شروع میں انہیں خیال ہوا کہ شاید کوئی جانور ہے مگر جب سایہ قریب آتا گیا تو انہیں شبہ ہوا کہ وہ کوئی انسان ہے۔ وہ الٹے لیٹ گئے اور زیادہ غور سے اسے دیکھنے لگے۔

وہ انسان بڑا ہی آہستہ آہستہ آ رہا تھا۔ خراماں خراماں یہ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے جب اس کے پشت کی طرف یعنی جس طرف سے وہ آ رہا تھا اس طرف دیکھا تو دو سائے اور نظر آئے وہ بھی بڑی ہی آہستگی سے آ رہے تھے۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ تینوں جاسوس ہیں اور شاید اس بات کا پتہ لگانے آئے ہیں کہ ترک اپنے لشکر کی حفاظت کر رہے ہیں یا نہیں اور اگر حفاظت کر رہے ہیں تو کس قدر۔

یہ دم سادھے چپ چاپ پڑے رہے۔ کبھی اگلے آدمی کو دیکھ لیتے اور کبھی پچھلوں کو انہیں تعجب تھا کہ یہ تینوں آدمی بڑے ہی رک رک کر اور تھم تھم کر آ رہے ہیں۔ بطور ایسی حالت میں جبکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ اس طرف پہرہ دار بھی نہیں ہیں۔

Marfat.com

انہیں یہ دیکھ کر اور بھی حیرت ہوئی کہ اگلا آنے والا رک گیا اور پچھلے تیزی سے چل کر اس کے پاس آ گئے۔ انہوں نے سرگوشی میں کچھ گفتگو کی اور اس طرح سے ہاتھ اٹھائے جس طرح عیسائی کسی کو رخصت کرنے کے وقت اٹھایا کرتے ہیں۔

ان کی اس حرکت سے ان سردار کو یہ پورا یقین ہو گیا کہ وہ جاسوس ہیں۔ کوئی مشورہ کر رہے ہیں۔ اگرچہ وہ تین تھے اور یہ تنہا لیکن پھر بھی انہوں نے ارادہ کر لیا کہ دوڑ کر ان تینوں کو جا پکڑیں مگر انہوں نے ان پر جھپٹنا اس امر پر موقوف رکھا کہ جب وہ تینوں واپس لوٹیں۔ وہ اگرچہ بدستور لیٹے رہے لیکن اس طرح مستور ہو کر کہ جب چاہیں ان کے پیچھے دوڑ جائیں۔

تھوڑی ہی دیر میں دو آدمی واپس ہو گئے اور ایک ان کی طرف بڑھنے لگا جب وہ چند قدم کے فاصلہ پر رہ گیا تو انہیں یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ وہ مرد نہیں عورت ہے۔

اس عورت کو آدھی رات کے وقت اسلامی لشکر کے قریب دیکھ کر انہیں بڑا ہی تعجب ہوا۔ اب یہ انہیں مناسب معلوم نہیں ہوا کہ ایک عورت پر جھپٹ پڑیں یا اچانک اس کے پاس پہنچ کر اسے ڈرا دیں مگر مشکل یہ ہوئی کہ وہ بہت ہی قریب آ گئی تھی۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ وہ انہیں اس طرح پڑا دیکھ کر خوف و دہشت سے مر نہ جائے۔ وہ دعا مانگنے لگے کہ وہ ان کے فاصلہ سے گذر جائے۔

لیکن اکثر دعائیں بیکار جاتی ہیں۔ وہ بالکل ان کی سیدھ میں بڑھی چلی آ رہی تھی۔ یہ کھائے مگر اس عورت کی نگاہ سامنے لشکر پر جمی ہوئی تھی۔ اسلامی لشکر میں جگہ جگہ آگ بھی روشن ہو رہی تھی۔ کہیں کہیں مشعلیں بھی روشن تھیں اور کہیں کہیں موم بتیاں جل رہی تھیں۔ ان کی روشنی میں اور چاند کی تجلی میں اسلامی کیمپ صاف طور پر نظر آ رہا تھا۔

"محترمہ سنبھل کر چلنا"

عورت ایک دم کانپ کر کھڑی ہو گئی۔ سردار بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک کمسن اور نہایت ہی حسین لڑکی ہے۔ وہ ترکی زبان نہیں جانتی تھی۔ اس کے چہرہ سے خوف و ہراس ٹپکنے لگے۔ اس نے کچھ کہا۔ مگر کسی ایسی زبان میں جسے سردار نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے نہایت ہی نرمی سے دریافت کیا تم کون ہو۔ کہاں جا رہی ہو۔

لڑکی بالکل نہیں سمجھی کہ انہوں نے کیا کہا اور اس نے بھی شاید اس وجہ سے کچھ کہنا

Marfat.com

مناسب نہ سمجھا کہ وہ سمجھ گئی تھی کہ تُرک اس کی زبان نہیں جانتے۔

" سردار نے اشارہ سے اس سے کہا کہ میرے ساتھ چلو"

لڑکی نے بلا چون وچرا ان کے ساتھ ہولی۔ انہیں یہ فکر ہوا کہ پہلے لڑکی کو کسی ایسے شخص کے پاس لے چلیں جو ترجمانی کر سکے۔ ان کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ احمد سعید اور کاظم صوبہ ورلیشیا کے رہنے والے ہیں وہ ضرور اس لڑکی کی زبان جانتے ہوں گے چنانچہ وہ اسے لے کر لشکر میں گئے اور ستر در ستر چل کر ایک خیمہ پر جا کر رکے۔ وہاں بالکل سناٹا طاری تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس نواح کے سب لوگ خواب شیریں کے مزے لے رہے ہیں۔ شائد وہ جانتے تھے کہ اس خیمہ کے اندر کون ہے وہ بے دھڑک اندر گھس گئے۔ لڑکی بھی ان کے ساتھ ہی خیمہ کے اندر داخل ہوئی۔

خیمہ کے اندر موم بتیاں جل رہی تھیں اور کوئی شخص جوانی کی نیند سو رہا تھا جب اس کے چہرہ پر روشنی پڑی تو معلوم ہوا وہ کاظم تھے۔ لڑکی نے بھی انہیں دیکھ لیا۔ وہ کچھ حیران ہوئی اور کچھ خوش۔ بڑے غور سے انہیں دیکھنے لگی۔

سردار نے کاظم کے پیر کا انگوٹھا پکڑ کر ہلایا۔ کاظم کی آنکھ کھل گئی۔ وہ جلدی سے بستر سے کود کر فرش پر آئے اور فوراً ہی لٹکے ہوئے نیام میں سے تلوار کھینچ لی۔ سردار نے ہنس کر کہا "سنبھلو! دوست سنبھلو۔ میں دشمن نہیں ہوں۔ نہ دشمن یہاں آسکتا ہے۔ مجھے غور سے دیکھو"

کاظم نے انہیں دیکھا۔ آنکھیں ملیں۔ پھر دیکھا۔ اور کچھ نادم ہو کر کہا "اوہو محمود تم ہو۔ جاؤ بچ گئے"!

محمود: اس میں شک نہیں میں بچ گیا۔ اگر تم اچانک مجھ پر حملہ کر دیتے تو میں کیا کر لیتا۔

کاظم: مگر تم تو محافظ دستہ کے ساتھ تھے۔ اس وقت یہاں کیسے آئے۔

محمود: اگر تمہاری نیند دور ہو چکی ہے تو میں کچھ کہوں۔

کاظم: میری نیند تو اسی وقت دور ہو چکی تھی جب تم نے مجھے اٹھایا تھا"!

محمود نے ہنس کر کہا "تم اٹھے بھی اس شان سے کہ مجھے ڈرا ہی دیا"!

کاظم نے مسکرا کر کہا "اجڈ سپاہی جو ٹھہرا"!

محمود: اچھا پہلے تلوار نیام میں کر لو۔

کاظم کو شاید معلوم ہی نہ تھا کہ ان کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہے۔ محمود کے خبر دار کرنے

Marfat.com

سے انہوں نے تلوار دیکھی اور شرمندہ سے ہو کو کہا۔ "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" بھئی اب میرے احمق ہونے میں شک نہیں۔ مجھے خبر بھی نہیں کہ میرے ہاتھ میں ننگی تلوار ہے۔ تم ڈرو نہیں میں ابھی اسے نیام میں کیے دیتا ہوں۔

کاظم نے تلوار نیام میں ڈالی اور محمود سے مخاطب ہو کر کہا۔ اب کہیئے۔

محمود: میرے خیال میں ابھی آپ نیند ہی میں ہیں۔

کاظم: یہ کیا کہا تم نے؟

محمود: تمہیں معلوم ہے کہ میرے ساتھ کون ہے؟

کاظم نے اب تک لڑکی کو نہیں دیکھا تھا۔ اب جوان کے کہنے سے انہوں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ لڑکی پر ان کی نظر پڑی۔ وہ اسے دیکھ کر ایک دم چونک پڑے اور بے اختیار ان کی زبان سے نکلا "تم"

محمود حیرت سے کبھی لڑکی کو اور کبھی کاظم کو دیکھنے لگے۔

Marfat.com

اکتالیسواں باب

اظہارِ راز

کچھ وقفہ کے بعد کاظم نے پھر کہا" تم یہاں کہاں، لڑکی نے اپنی زبان میں کہا" میں وہاں جہاں تم۔ مہربانی کر کے میری زبان میں گفتگو کیجئے۔

کاظم نے اسی زبان میں کہا" لیکن یہ تو بتاؤ تم ان کے ساتھ کیسے آئیں"۔

لڑکی: بتا تو دوں گی۔ مگر کیا یہی وہ اسلامی اخلاق ہے جس کا تم ذکر کیا کرتے تھے۔

کاظم: معاف کرنا اس وقت مجھ سے بڑی بڑی حماقتیں سرزد ہو رہی ہیں۔ کیا غلطی ہو گئی ہے مجھ سے۔

لڑکی: نہ خود بیٹھے۔ نہ مجھے بیٹھنے کے لیے کہا۔

کاظم: اوہ! میں بھی کھڑا ہوں لاحول ولاقوۃ تو میں بھی بیٹھتا ہوں۔ تم بھی بیٹھ جاؤ (محمود سے) بھائی تم بھی بیٹھ جاؤ۔ کھڑے کب تک رہو گے۔

کاظم بیٹھ گئے۔ ان کے پاس ہی لڑکی بھی بیٹھ گئی۔ ایک طرف محمود نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا معاملہ ہے"؟

کاظم: کیا معاملہ ہے؟

محمود: تم اس لڑکی سے کب سے واقف ہو؟

کاظم: ذرا صبر کرو۔ تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ اسے تم نے کہاں پایا۔

محمود: میں گرداوری کر رہا تھا۔ یہ مجھے نظر آئی میں نے اپنا دستہ آگے بڑھا دیا۔ اس کیساتھ دو آدمی اور تھے۔ انہوں نے اس سے کچھ باتیں کیں اور لوٹ گئے۔ یہ آگے بڑھ کر میرے پاس آگئی میں اسے یہاں لے آیا۔

کاظم: تب یہ ضرور جاسوسہ ہے۔

Marfat.com

محمود: میرا بھی یہی خیال ہے۔

کاظم: دیکھو میں گفتگو کر رہا ہوں۔

محمود: مگر جلدی بات چیت کر لو مجھے الجھن ہو رہی ہے۔

کاظم: بندہ خدا رام ہوتے ہی ہوتے ہو گا۔

محمود: اچھا بھئی۔

اب کاظم نے لڑکی سے کہا" بباک میں تو تم نے خوب دھوکا دیا مجھے۔

لڑکی: مجھے اس کا افسوس ہے میں اپنے بس میں نہ تھی۔

کاظم: میرے دوست احمد سعید نے کہا تھا کہ مرسیا عیسائی لڑکی ہے۔ ان کے قول و فعل کا اعتبار نہیں ہوتا۔

اس لڑکی کا نام مرسیا تھا۔ یہی سجمنڈ کی بہن تھی۔" اس نے کہا" اور اتفاق دیکھو کہ ان کا کہنا حرف بہ حرف صحیح ہوا۔

کاظم: تم اتنے عرصہ تک بباک میں رہیں اور یہ تک نہ بتایا کہ تم کون ہو بتایا بھی تو.....

مرسیا: میں کہہ چکی کہ میں بے بس تھی اور مجبور بھی۔

کاظم: اب یہاں کس ارادہ سے آئی ہو؟

مرسیا: اب جو کچھ بھی میں کہوں گی تم یقین تھوڑا ہی کرو گے۔

کاظم: ایک شہزادی کا کسطرح یقین نہ کیا جائے۔

مرسیا: کاش میں تمہیں بباک میں سب کچھ بتا دیتی۔ مجھ سے بڑی حماقت ہوئی اور جس روز میں نے سب کچھ بتانے کا ارادہ کیا اسی روز مجھے زبردستی وہاں سے لے جایا گیا۔ میں وہاں سے جا کر اس قدر پچھتائی کہ کئی مرتبہ اپنے اوپر نفرین بھیجی۔ سچ پوچھو تو آج تک پچھتا رہی ہوں۔

کاظم: خیر جو کچھ ہو چکا اس پر افسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ اب بتاؤ کیسے آئی ہو۔

مرسیا: میں سلطان کے سامنے عرض کروں گی۔

کاظم: بہت خوب، میرے دوست محمود تمہیں سلطان کے پاس پہنچا دیں گے۔

مرسیا: تم خفا ہو گئے۔ میری تقدیر میں رنج و غم ہی سہنے ہیں۔ تقدیر سے لڑا نہیں جاتا جو افتاد پڑے گی سہو گی جس قدر غم و قلق ہوں گے برداشت کرو گی۔

Marfat.com

کاظم: مجھے خفا ہونے کا کیا حق ہے تم نے جو خواہش ظاہر کی اسی کے مطابق جواب دیدیا۔
تم سلطان سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہو نہ

مرسیا: ہاں۔ مگر میں تم سے بھی وہ کہہ سکتی ہوں جو ان سے کہنا چاہتی ہوں۔ لیکن تم میرا یقین نہ کرو گے۔

کاظم: اور سلطان یقین کر لیں گے۔

مرسیا: شاید یقین کریں۔ کیونکہ میں حقیقت ان کے سامنے رکھ دوں گی۔ یہ بتادوں گی کہ میں کس لیے آئی تھی اور اب کیا ارادہ ہے؟

کاظم: شاید اب ارادہ بدل گیا ہے۔

مرسیا: ہاں۔ اور یہ بھی بتادوں کہ میرے ارادہ کو بدلنے والے تم ہو۔

کاظم: مگر میں نے تو تم سے کچھ نہیں کہا۔

مرسیا: تمہاری موجودگی ارادہ بدلنے کا باعث ہوئی۔

کاظم: شکریہ!

مرسیا: خوب مذاق اڑا لو۔ دراصل میں ہوں ہی اس قابل۔

کاظم: اچھا میں محمود سے کہے دیتا ہوں یہ تمہیں اپنے ساتھ سلطان کی خدمت میں لے جائیں گے۔

مرسیا: کیا تم نہ چلو گے؟

کاظم: میں کیا کروں گا؟

مرسیا: نہیں۔ تمہیں بھی چلنا ہوگا۔

کاظم: بہت اچھا۔ میں بھی چلوں گا۔

اب کاظم نے محمود کو بتایا کہ اس لڑکی کا نام مرسیا ہے۔ یہ سیجمنڈ شاہ پولینڈ کی بہن ہے۔ کچھ عرصہ بباک میں رہ چکی ہے ہم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ یہ سلطان سے ملنا اور ان سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہے۔

محمود کو یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ مرسیا شاہ پولینڈ کی بہن ہے۔ انہوں نے کہا "چلو میں اور تم دونوں اسے سلطان کے حضور میں لے چلیں"۔

کاظم: اس کی بھی یہی خواہش ہے کہ میں اس کے ساتھ چلوں۔

Marfat.com

محمود : تو چلو!

کاظم نے جلدی سے وردی پہنی اور تینوں خیمہ میں سے نکل کر چلے۔ سلطان کا خیمہ وہاں سے ذرا فاصلہ پر تھا۔ کچھ دیر میں یہ تینوں شاہی خیمہ پر پہنچے۔ وہاں پہرہ لگا ہوا تھا کاظم نے بڑھ کر پہرہ داروں کے افسر سے کہا کہ ایک عیسائی لڑکی آئی ہے اور اسی وقت سلطان سے ملنی چاہتی ہے۔ اس افسر نے ایک گھنٹہ بجایا۔ کچھ وقفہ کے بعد سلطان خیمہ سے باہر نکل آئے۔ سب نے انہیں سلام کیا۔ سلطان نے کاظم سے دریافت کیا "کیا خیر ہے تم آدھی رات کو کس لئے آئے ہو؟"

کاظم : اعلیٰ حضرت معاف فرمائیں میں نے بے وقت جہاں پناہ کو تکلیف دی مگر مجبوری تھی شاہ پولینڈ سجمنڈ کی بہن ظل اللہ سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہے۔

"شاہ پولینڈ کی بہن" سلطان نے حیرت سے دریافت کیا" کاظم نے عرض کیا۔ جی ہاں"

سلطان نے مرسیا کو دیکھا اور کہا"کو کیا چاہتی ہو"۔

مرسیا : میں تخلیہ میں عرض کروں گی جہاں پناہ۔

سلطان : اچھا تم ہمارے ساتھ خیمہ میں چلو۔

مرسیا سلطان کے ساتھ چلی۔ جب خیمہ میں داخل ہوئی تو اس کا شاہی ساز و سامان دیکھ کر حیران رہ گئی۔ سلطان مسہری پر بیٹھ گئے۔ مرسیا کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس نے کہا"میں اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور بغیر کسی تمہید کے عرض کرتی ہوں کہ مجھے میرے بھائی سجمنڈ اور قیصر جرمنی میکسمیلن نے اس لیے یہاں بھیجا تھا کہ میں دام فریب پھینکوں اور اعلیٰ حضرت کو اپنے ساتھ لے کر عیسائیوں کے چنگل میں پھنسا دوں۔ یہ وہ راز ہے جو شاید میں کسی طرح بھی ظاہر نہ کرتی لیکن......

سلطان بڑی توجہ سے اس کی گفتگو سن رہے تھے۔ انہوں نے کہا"کہو ہم سن رہے ہیں۔

مرسیا : ایک شرم اجازت نہیں دیتی۔

سلطان : ہم تمہارے دل کا راز معلوم کرنا چاہتے ہیں کیونکہ تم نے یہ راز کسی وجہ سے ہی ظاہر کیا ہے۔"

مرسیا : جہاں پناہ نے سچ فرمایا میں کاظم سے واقف ہوں۔ وہ بباک کے رہنے والے

Marfat.com

ہیں۔ میں بھی وہاں رہ چکی ہوں مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ بھی عالم پناہ کے ساتھ ہیں انہیں دیکھتے ہی میں نے اپنا ارادہ بدل لیا اور راز ظاہر کر دیا۔

سلطان نے ہنس کر کہا" تمہارا شکریہ۔ ہم کاظم سے یہ باتیں کہہ دیں گے"۔

مرسیا: مگر وہ مجھ سے خفا ہیں۔

سلطان: اب خفا نہ رہیں گے۔

سلطان نے کاظم کو بلا کر تمام باتیں ان سے کہہ دیں اور آخر میں کہا۔ تم مرسیا کو اپنے پاس رکھو اور یہ خیال رکھو کہ اس نے تمہارے سلطان پر مہربانی کی ہے"۔

اب کاظم کیا کہہ سکتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا بہت اچھا جہاں پناہ۔

سلطان: اس کی دلدہی میں کمی نہ کرنا۔ اس کا ساتھ اس کے عزیزوں سے چھوٹ چکا ہے۔

کاظم: عالم پناہ کے حکم کی تعمیل ہوگی

سلطان نے یہ تمام گفتگو مرسیا کی زبان میں کی تھی۔ وہ سلطان کی بے حد مشکور ہوئی۔ کاظم اسے اپنے ساتھ لے آئے۔

Marfat.com

بیالیسواں باب

یورش

۲۴ اکتوبر ۱۵۹۶ء کو جب سورج نکلا اور دھوپ اونچے درختوں اور کھلے میدانوں میں لوٹنے لگی تو عیسائیوں نے دیکھا کہ ترکی رسالے اور پلٹنیں میدان میں نکل کر صف بستہ ہو رہی فوراً میکائیل نے میکسمیلن کو اطلاع دی۔ سیجمنڈ بھی پہنچ گیا میکسمیلن نے کہا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یا تو مریسا اپنی تدبیر میں ناکام رہی یا گرفتار ہو گئی اور سلطان کے سامنے پیش نہ ہو سکی

سیجمنڈ: میرا بھی یہی خیال ہے۔ اگر وہ سلطان کے سامنے پہنچ جاتی تو ترک میدان میں نہ نکلتے۔

میکسمیلن: جب تو ہم نے فضول ہی مریسا کو بھیجا

سیجمنڈ: اب افسوس نہیں کرنا چاہیے جو ہو گیا، ہو گیا۔ لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ ترک میدان میں آچکے ہیں۔

میکسمیلن: آنے دو۔ آج میں حملہ کر کے تم سب لوگوں کو یہ بتا دوں گا کہ حملے اس طرح کیے جاتے ہیں اور فتوحات اس طرح ہوتی ہیں۔ سب اپنے اپنے لشکر لے کر میدان میں پہنچ جائیں۔ میں بھی آرہا ہوں اس بات کا اعلان کر دو کہ جو شخص کسی ترک افسر کو قتل کرے گا اسے بھاری انعام ملے گا اور جو سلطان کو مار ڈالے گا یا گرفتار کرے گا اسے صوبجات ڈینیوب مالڈیویا اور لٹیا کا بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ ہر شخص قسمت آزمائی کرے

تمام افسروں اور سرداروں کو یہ حکم پہنچا دیا گیا۔ انہوں نے ہر سپاہی کو آگاہ کر دیا عیسائی فوجیں بڑے جوش، عزم اور حوصلہ کرے کہ میدان میں نکلیں اور نہایت اچھی طرح صف بستہ ہوئیں۔ میمنہ، میسرہ، قلب اور ہراول قائم کیے۔ ترکوں نے گزشتہ روز کی طرح لشکر کو ترتیب دے لیا تھا۔

Marfat.com

اس وقت آفتاب بہت اونچا ہو گیا تھا اور دھوپ اچھی طرح پھیل گئی تھی۔ سلطان نے علم نبوی صلعم[1] اپنے ہاتھ میں لے کر کھولا اور اسے جھٹکا دے کر اس کا پھریرا لہرایا۔ مسلمانوں نے اس مقدس علم کو دیکھ کر اللہ اکبر کا پر ہیبت وجلال نعرہ نہایت زور سے لگایا۔ جب نعرہ کی گونج ختم ہوئی تو سلطان نے کہا۔

"مسلمانو!

یہ مقدس علم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے بنایا تھا اور جس کے نیچے صحابہ کرامؓ نے جہاد کیا تھا۔ خوش قسمتی سے آج یہ علم ہمارے ہاتھ میں ہے اور مجاہدین اسلام اس کے نیچے جہاد کرنے والے ہیں اس بات کو صرف خدا یا ہم اور تم ہی نہیں بلکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ عیسائیوں نے بلا وجہ اور بغیر کسی جرم و گناہ کے صوبہ ورلیشا کے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے انہیں تباہ اور برباد کر دیا ہے۔ ہم ان کا انتقام لینے کے لیے آئے ہیں۔ اس بات کی پروا نہ کرو کہ تمہاری تعداد کم ہے اور دشمن زیادہ ہیں۔ دشمن کو اپنی قوت طاقت اور لشکر کی افراد پر اعتماد ہے ہمیں خدا پر بھروسہ ہے۔ خدا نے اکثر مٹھی بھر مسلمانوں کی مدد کی ہے اور بڑے بڑے لشکروں پر انہیں فتح یاب کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ خدا حق کی حمایت کرتا ہے اور مسلمان حق پر ہوتے ہیں اسی لیے انہیں فتوحات ملتی ہیں۔ اب بھی تم حق پر ہو۔ انشاء اللہ فتح تمہاری ہی ہوگی۔ تم اپنے سینہ میں جوش، عزم اور حوصلہ لے کر بڑھو اور خود سر و مغرور دشمن کے ٹکڑے اڑا کر انہیں ایسی سزا دو جو ان جیسے مغروروں کے لیے باعث عبرت ہو۔"

ابھی سلطان تقریر ہی کر رہے تھے کہ عیسائی لشکر میں طبل جنگ بجا اور عیسائی شور کرتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ بے شمار عیسائی سمندر کی کوہ شکن موجوں کی طرح بڑھے۔ ان کے حملہ کی شان سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ مسلمانوں کو بہا لے جائیں گے۔

سلطان نے ان کی پیش قدمی کو دیکھ لیا انہوں نے للکار کر کہا "مسلمانو! تمہارا وہ دشمن جو انسانیت سے عاری۔ وحشی اور سفاک ہے جس نے تمہارے بھائیوں کو بے گناہ ذبح

---

[1] : از تاریخ عالم اسلام جلد چہارم صہ ۵۳۰

Marfat.com

کیا ہے تمہارے سامنے آگیا ہے تم اللہ کا نام لے کر اس پر حملہ کر کے اسے اس کی پشت پر الٹ دو۔ بڑھو۔ خدا تمہاری حفاظت و مدد کرے"۔

سلطان نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ تمام مسلمانوں نے نہایت شور سے نعرہ تکبیر بلند کیا ساتھ ہی ترکی توپخانہ نے پانچ توپیں سر کر کے حملہ کا اعلان کر دیا۔ مسلمانوں کے ہر لشکر میں طبل جنگ بجنے لگا۔ ہلالی علم لہرانے لگے مسلمانوں میں جوش و جذبہ پیدا ہوا۔

عیسائیوں نے آتے ہی اسلامی ہراول پر حملہ کیا اور اس سختی سے حملہ کیا کہ ترکوں کو اپنی رو میں بہاتے بڑھنے لگے۔ ہر چند ترکوں نے رکنا، جمنا اور دشمن کو روکنا ہٹانا چاہا لیکن کچھ بھی نہ کر سکے۔ عیسائی بڑے عزم اور جوش کے ساتھ آ رہے تھے۔ نہایت تیزی اور پھرتی سے تلواریں چلا رہے تھے مسلمان دیتے چلے آ رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہراول قلب سے مل گیا اور لڑائی سلطان کے قریب ہونے لگی۔

اب ہراول کے مسلمانوں کے ساتھ قلب کے بھی مسلمان شامل ہو گئے اور دونوں نے مل کر عیسائیوں کو روکنے کی کوشش شروع کی۔

گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ تلواریں بڑی پھرتی سے اٹھ اور جھک رہی تھیں۔ ڈھالیں بھی بلند ہو رہی تھیں۔ کھچا کھچ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ انسانی اعضا کٹ کٹ کر اچھل رہے تھے کٹے ہوئے ہاتھوں اور سروں کی بارش ہو رہی تھی۔ دھڑ "تناور درختوں کی طرح گر رہے تھے خون پانی کی طرح بہہ رہا تھا۔ آج عیسائی اور ترک برابر مارے جا رہے تھے چونکہ عیسائیوں کی جمعیت بہت زیادہ تھی اس لیے وہ مرنے والوں کی جگہوں کو جلد پورا کر دیتے تھے۔

ترک بڑے استقلال اور جوانمردی سے لڑ رہے تھے۔ نہایت تیزی سے تلواریں چلا رہے تھے۔ مقدور بھر دشمنوں کو الٹنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن عیسائیوں کا دباؤ بڑھتا ہی جاتا تھا۔ پھر بھی یہ ان کی ہی ہمت تھی کہ وہ بے پناہ عیسائی فوجوں کے سامنے ڈٹے ہوئے تھے اور بڑی ہی دلیری سے لڑ رہے تھے۔

میمنہ میں ابراہیم پاشا تھے۔ عیسائیوں کے میسرہ نے ان پر حملہ کر دیا تھا اور وہ لڑائی میں مشغول ہو گئے تھے۔

میسرہ میں سقالہ پاشا تھے ان پر عیسائیوں کا میمنہ حملہ آور نہیں ہوا تھا بلکہ عیسائی میمنہ کا لشکر بھی قلب کے ساتھ مل کر سلطان لشکر کی طرف بڑھ گیا تھا

Marfat.com

سفالہ پاشا اوران کا لشکر ترکوں کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ ترکوں کو جوش آیا اور انہوں نے عیسائیوں پر حملہ کرنا چاہا لیکن سفالہ پاشا نے انہیں روک دیا اور کہا "ذرا صبر کرو۔ ابھی موقع نہیں آیا ہے"۔ ترک رک گئے مگر ان کا جوش بڑھتا رہا۔

عیسائی ترکوں کو دباتے اور ہٹاتے سلطان کے قریب پہنچ گئے اور انہوں نے شاہی رسالہ پر حملہ کردیا۔ شاہی رسالہ عیسائیوں پر ٹوٹ پڑا۔ نہایت جوش سے حملہ آور ہوا۔ بڑے شدومد سے تلواریں چلانے لگا بے شمار عیسائیوں کو قتل کرڈالا لیکن جس قدر عیسائی قتل ہوتے تھے اس سے زیادہ پیچھے سے آگے بڑھ آتے تھے۔ یہاں تک کہ سلطان رسالہ کے سوار انہیں قتل کرتے کرتے تھک گئے۔

عیسائیوں نے بھرپور یورش کی اور سلطان کے بالکل قریب پہنچ گئے اس وقت شیخ الاسلام سعدالدین سلطان کے پاس کھڑے تھے۔ انہوں نے سلطان سے کہا "نہایت نازک[1] وقت آ گیا ہے لیکن عثمانی سلاطین پر اس سے بھی نازک اوقات آچکے ہیں"۔

سلطان: ہمیں معلوم ہے ہم بھی وہی کریں گے جو ایسے موقعوں پر ہمارے بزرگوں نے کیا ہے۔

یہ کہتے ہی انہوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔

سعدالدین نے کہا "ذرا ٹھہریئے۔ ابھی اپنے جان نثاروں کو لڑنے دیجئے۔ آپ کے لڑنے کا وقت بھی آیا جاتا ہے"۔

سلطان رک گئے۔ ان کے قریب لڑائی کا زور بڑھتا جاتا تھا۔ بڑی سخت جنگ ہو رہی تھی لاشوں کے ڈھیر لگتے جاتے تھے۔ خون اس قدر بہہ رہا تھا کہ گھوڑے پھسلنے لگے۔

---

[1] از تاریخ عالم اسلام جلد چہارم صفحہ ۵۳۰

Marfat.com

تینتالیسواں باب

پُرزور حملہ

اگرچہ ترک نہایت بہادری سے لڑ رہے تھے مگر عیسائیوں کا زور بڑھتا جاتا تھا وہ ترکوں کو قتل کرتے پچھلے دباتے بڑھے چلے آرہے تھے۔ نہایت خونریز جنگ ہو رہی تھی۔ سر کٹ کٹ کر گیندوں کی طرح اُچھل اُچھل کر بگولوں کی طرح گر رہے تھے۔ دھڑوں پر دھڑ گرتے جاتے تھے منظر بڑا ہولناک ہوتا جاتا تھا۔

سقالہ پاشا دور سے کھڑے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا "مسلمانو! جس وقت کا میں انتظار کر رہا تھا وہ آگیا۔ اب عیسائیوں پر پوری ضرب لگانے کا موقع ہے اپنے جوش کو ان پر ختم کر دو۔ دنیا کو دکھا دو کہ تم کیسے بہادر ہو۔ یہی وقت بہادرانہ عزم و حوصلہ دکھانے کا ہے۔

یہ کہتے ہی سقالہ پاشا نے اپنے گھوڑے کے ایڑ لگائی۔ گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا بڑھا۔ ان کے ساتھ ہی ان کے رسالہ نے بھی ان کی ہی تیزی سے پیشقدمی کی اور یہ تازہ دم لشکر نہایت سختی سے عیسائیوں پر حملہ آور ہوا۔

اس رسالہ کے سپاہیوں کو پہلے ہی سے جوش آرہا تھا۔ انہوں نے اس شدت سے حملہ کیا کہ عیسائیوں کی پیش قدمی رک گئی مسلمانوں نے تلواروں کی باڑھ پر عیسائیوں کو رکھ لیا اور اس پھرتی سے انہیں قتل کرنا شروع کیا کہ قدم قدم پر ان کی لاشوں کے انبار لگا دیئے۔

میکسمیلن بھی عیسائی لشکر کے ساتھ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ جوں جوں عیسائی لشکر آگے بڑھتا جاتا تھا اس کی خوشی بڑھتی جاتی تھی۔ وہ اکثر اپنے ہمراہی سے کہہ اٹھتا تھا۔ لشکر کو لڑانے کا یہ طریقہ ہے۔ سپہ سالار بزدل ہوگا تو سپاہی بھی بزدلی کرنے لگیں گے۔ دیکھو میں لڑ نہیں رہا ہوں مگر میری موجودگی سپاہیوں کی ہمت افزائی کر رہی ہے۔ وہ کس قدر دلیری اور

Marfat.com

جوش سے لڑ رہے ہیں۔"

اس کے ساتھ سجمنڈ اور آرچ ڈیوک بھی تھے۔ سجمنڈ سمجھ گیا کہ میکسیملین اسے ملامت کر رہا ہے۔ وہ کیا کہتا کیونکہ گزشتہ روز اسے ہزیمت ہو چکی تھی۔ اور آج عیسائی بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ مسلمان پیچھے ہٹ رہے تھے۔ عیسائیوں کا پلہ بھاری تھا۔ اس وقت لڑائی سلطان کے پاس ہو رہی تھی۔

آرچ ڈیوک ذرا خوشامدی واقع ہوا تھا۔ اس نے کہا "فتح کا انحصار بہادری اور لشکر کی زیادتی پر نہیں ہے بلکہ لڑانے والے کے اقبال پر بھی ہے"۔

سجمنڈ: آپ نے سچ کہا۔ سب سے بڑا انحصار اقبال پر ہی ہوتا ہے۔

میکسیملین: دراصل سپہ سالار کو عزم و استقلال سے کام لینا چاہیئے۔ یہ وہی سپاہی ہیں جو کل سجمنڈ کے ساتھ تھے اور شکست کھا کر بھاگ آئے تھے۔ آج ترکوں کو الٹتے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ چلو آگے بڑھو۔ اور دیکھو کوئی دلیر سلطان کو قتل یا گرفتار کر کے انعام کا مستحق ہوتا ہے"۔

ان لوگوں نے گھوڑے آگے بڑھائے۔ ابھی تک عیسائی کبھی آگے بڑھ جاتے تھے اور کبھی ایک دو قدم پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ لڑائی میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔

میکسیملین کے اس اعلان نے جو سلطان کو قتل کر ڈالے گا یا گرفتار کر لائے گا۔ اسے صوبجات ڈینیوب، مالڈیویا اور والشیا کا بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ عیسائیوں میں زبردست روح پھونک دی تھی۔ ہر عیسائی افسر اور سپاہی زیادہ سے زیادہ جوش اور حوصلہ سے لڑ رہا تھا اور اس فکر میں تھا کہ کس طرح سلطان تک پہنچ جائے اور انہیں گرفتار کرے یا قتل کر ڈالے۔ ہر عیسائی دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا تھا۔ اسی لیے سلطان کے گرد لڑائی کا زور ہو رہا تھا۔

جس طرح شمع پر پروانے آ آ کر گرتے اور جل جل کر مر مر کر گر جاتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی اپنی جانیں دے رہے تھے۔ جھپٹ کر آتے تھے اور لڑ لڑ کر کشتہ ہو ہو کر حکمرانی کی حسرت اپنے دلوں میں لے لے کر عدم کو سدھارتے جاتے تھے۔ سلطان کے گرد بے شمار لاشوں کا ڈھیر لگتا جاتا تھا۔

سعد اللہ پاشا اور ان کے رسالہ نے جب سے حملہ کیا تھا اس وقت سے عیسائیوں

Marfat.com

میں کچھ کھلبلی مچ گئی تھی اور وہ سلطان کی طرف بڑھنے سے رک گئے تھے مگر پھر بھی ان کے حملوں کا رخ سلطان ہی کی طرف تھا لیکن سقالہ پاشا کے رسالہ نے ان کی زیادہ تعداد کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا اور سخت حملے کر کر کے انہوں نے عیسائیوں کو مار مار کر پچھانا شروع کر دیا تھا۔ اس بری طرح قتل کرنے لگے تھے کہ قدم قدم پر ان کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔ بے شمار ہاتھ اور سر کاٹ ڈالے تھے۔ خون کے پرنالے بہہ رہے تھے۔

عیسائیوں نے سنبھل کر سقالہ پاشا کے دستہ پر بڑے جوش سے حملہ کیا۔ ایک دفعہ تو انہوں نے اس رسالہ کو بھی چند قدم پیچھے دھکیل دیا لیکن جلد ہی انہیں ہٹنا پڑا۔ کیونکہ اس رسالہ کے مسلمانوں نے پر زور حملہ کر کے انہیں تلواروں کی دھاروں پر رکھ لیا۔

سقالہ پاشا بڑے جیالے، دلیر اور باحوصلہ انسان تھے۔ جوش و غصہ سے ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ بڑی ہی دلیری اور جانبازی سے لڑ رہے تھے۔ ان کی تلوار جس عیسائی پر پڑتی تھی۔ اس کے ٹکڑے کر ڈالتی تھی۔ ڈھال پر پڑتی تھی تو اسے کاٹ دیتی تھی وہ ادھر ادھر آگے اور پیچھے بڑی پھرتی سے حملے کر کر کے دشمنوں کو قتل کر رہے تھے۔ ان کے حملوں کے ڈھنگ سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ تنہا ہی سارے عیسائی لشکر کو قتل کر ڈالنا چاہتے ہیں۔ ان کے پرجوش حملوں اور زور و قوت کی ضربوں کو دیکھ کر عیسائی گھبرانے اور ان کے سامنے سے کترانے لگے تھے۔

لیکن وہ لڑائی کے جوش میں اپنی حفاظت سے لاپرواہ ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے کئی عیسائیوں پر حملہ کیا۔ ان میں سے دو کو تو مار ڈالا۔ تیسرے نے ڈھال پر ان کا وار روکا۔ ان کی تلوار ڈھال میں الجھ کر ٹوٹ گئی۔ عین اس وقت ایک عیسائی نے پیچھے سے آ کر ان پر وار کیا۔ ابھی اس کا ہاتھ بلند ہی ہوا تھا کہ اتفاق سے کاظم وہاں پہنچ گئے

انہوں نے للکار کر کہا "خبردار" اور ساتھ ہی حملہ کر کے اس عیسائی کا سر اڑا دیا۔

سقالہ پاشا نے گھوم کر دیکھا انہوں نے کاظم کا شکریہ ادا کیا اور کہا "میری تلوار ٹوٹ گئی ہے"۔

کاظم یہ سنتے ہی گھوڑے سے کودے اور نہایت پھرتی سے مقتول عیسائی کی تلوار اٹھا کر سقالہ پاشا کو دی اور جلدی سے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

گھمسان کی جنگ کے وقت یہ کام کچھ آسان نہیں تھا۔ جہاں سر کٹ کٹ کر

Marfat.com

اچھل رہے ہوں۔ تلواروں پر تلواریں چل رہی ہوں۔ وہاں گھوڑے سے اتر کر تلوار اٹھانا دے دینا اپنی موت کو دعوت دینا تھا مگر جانباز ترک نے بے خوف ایسا کیا۔

اب سقالہ پاشا اور کاظم دونوں نے مل کر نہایت زور سے حملہ کیا۔ انہوں نے کئی عیسائیوں کو مار ڈالا اور عیسائیوں کے نرغہ میں گھس گئے۔ سقالا پاشا کے دستہ نے جب یہ دیکھا تو ہر سپاہی تڑپ کر جھپٹا اور عیسائیوں کا مارتا کاٹتا اپنے افسر کے پیچھے ہو گیا ان لوگوں نے ہزاروں عیسائیوں کو مار ڈالا اور ہزاروں کو زخمی کر کے پیچھے دھکیل دیا۔

لیکن ابھی تک عیسائیوں ہی کا غلبہ تھا مسلمان دبے ہوئے لڑ رہے تھے اور جنگ کا زور سلطان کے گرد ہی زیادہ ہو رہا تھا۔ سلطانی رسالہ پر عیسائیوں کا نرغہ تھا۔ ہر طرف سے ان پر یورش کر رہے تھے اور تلواروں سے انہیں بے کار کرنا چاہتے تھے۔

لیکن سلطانی رسالہ بڑی جانبازی سے لڑ رہا تھا۔ اس کا ہر فرد کوہ پیکر ہو گیا تھا یا دیوار کا بن گیا تھا۔ اس پر تلواریں پڑتی تھیں اور بہت کم کارگر ہوتی تھیں۔ ہر سوار نہایت سرفروشی سے لڑ رہا تھا۔ جب کوئی سوار دس بیس عیسائیوں کو مار ڈالتا تھا تب مرتا تھا اور جب کوئی سوار شہید ہو کر گرتا تھا تو دوسرے سواروں کو جوش آ جاتا تھا اور وہ پھرتی سے حملہ کر کے نہ صرف حملہ آور ہی کو مار ڈالتے تھے بلکہ دو چار اور عیسائیوں کو بھی قتل کر دیتے تھے۔

مگر اس وقت لڑائی کا مرکز یہی جگہ بنی ہوئی تھی۔ سب سے زیادہ زور اسی جگہ تھا۔ بڑی دیر سے یہ رسالہ لڑ رہا تھا اس لیے اس کے سوار تھکنے لگے تھے اور اب وہ جارحانہ حملے کرنے کے بجائے صرف وار روکنے لگے تھے۔

سلطان نے ان کی کمزوری کو محسوس کر لیا۔ اب تک تو وہ ضبط کرتے رہے لیکن اب نہ ہو سکا۔ انہوں نے جوش میں آ کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور تلوار میان سے کھینچ کر حملہ کر دیا ان کے حملہ کرتے ہی سعد الدین بھی عیسائیوں پر ٹوٹ پڑے مسلمانوں اور انہوں نے سختی سے حملہ کر دیا۔

Marfat.com

چوالیسواں باب

عظیم الشان فتح

سلطان نے اس زور سے حملہ کیا اور اس تیزی اور قوت سے تلوار چلائی کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ انہوں نے پہلے ہی حملہ میں اس عیسائی کو مار ڈالا جو سب سے آگے بڑھ آیا تھا۔ اس کے بعد دوسرے پر حملہ کیا اور اسے بھی دو ٹکڑے کر ڈالا۔ تیسرے کو بھی مار کر گرا دیا۔

سلطان کی یہ پھرتی اور طاقت دیکھ کر دوسرے مسلمانوں کو بھی تحریک ہوئی۔ انہوں نے بھی پورے جوش اور پوری قوت سے لڑائی شروع کر دی۔ جو عیسائی سامنے آتا۔ اسی کو ٹھکانے لگا دیتے۔

سلطان کے خود لڑنے کی خبر بجلی کی سی تیزی کے ساتھ سارے ہی لشکر میں پھیل گئی ہر شخص میں ایک عجیب قسم کا جوش پیدا ہو گیا۔ نئی امنگ آ گئی۔ نیا جذبہ امنڈ آیا اور سب ہی نے از سر نو حملہ کر دیا مسلمانوں کا یہ حملہ بہت ہی سخت ہوا۔ عیسائی نے اس حملہ کو روکنے کیلئے ہر چند زور لگایا۔ اپنی پوری قوت صرف کر دی لیکن مدافعت بھی نہ کر سکے۔ مسلمانوں نے انہیں تلواروں پر رکھ لیا اور بے دریغ قتل کر کے انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

عیسائی پیچھے ہٹے مسلمان بڑھے۔ وہی مسلمان جو تھوڑی ہی دیر پہلے پیچھے ہٹتے چلے جا رہے تھے۔ دب رہے تھے اور جن کے قدم اکھڑنے والے ہی تھے۔ صرف سلطان کے جنگ کرنے کی وجہ سے آگے بڑھ کر حملے کرنے لگے تھے۔ انہوں نے عیسائیوں کو پیچھے دھکیلنا شروع کر دیا تھا۔

اگرچہ عیسائیوں کی جمعیت زیادہ تھی۔ ان کے جو آدمی مر جاتے تھے نئے آگے بڑھ کر ان کی جگہ لے لیتے تھے مگر پھر بھی مسلمانوں نے ان میں اس قدر تلوار زنی کی اور ایسا قتل کیا کہ انہیں دفعتہً پیچھے ہٹنا ہی پڑا لیکن پندرہ بیس قدم پیچھے ہٹ کر وہ پھر جم گئے اور پھر دلیری

Marfat.com

سے لڑنے لگے۔

ایک طرف سے ستالہ پاشا نے اور دوسری طرف سے سلطان محمد خاں سوم نے پر زور حملے کر کے ان کے ٹکڑے اڑانے شروع کر دیئے۔ وہ اور اُن کے ساتھی آبدار تلواریں لے کر بڑے جوش سے حملے کر کر کے انہیں قتل کرنے لگے۔

عیسائی بھی جوش میں آ کر لڑ رہے تھے وہ ترکوں پر تلواروں کا مینہ برسا رہے تھے۔ ان کی تلواروں سے بھی ترک شہید اور زخمی ہو رہے تھے لیکن ترک جوں جوں قتل ہوتے تھے ان کے زندہ بھائی اور بھی جوش میں آ جاتے تھے اور تڑپ کر حملے کر کے مرنے والوں کا انتقام لے لیتے تھے مگر عیسائی مرنے والوں کو دیکھ کر ہولتے جاتے تھے۔ ان کے چہروں پر مردنی چھائی جاتی تھی۔ ہمتیں لپشت ہوتی جاتی تھیں۔ قوت گھٹتی جاتی تھی اور جوش سرد پڑتا جاتا تھا۔

ابھی سلطان کے حملہ کو کچھ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ ابراہیم پاشا اپنے سامنے والے عیسائیوں کو مار مار پیچھے دھکیلنے کے بعد ان عیسائیوں پر بھی حملہ آور ہوئے جو سلطان سے لڑ رہے تھے۔ ایک طرف سے انہوں نے بھی سختی سے حملہ کر کے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ ابراہیم پاشا کے ساتھ حسن سنقلی پاشا بھی تھے۔ یہ دو جس طرف جھکتے تھے۔ عیسائیوں کا صفایا کرتے جاتے تھے اور ان کی فوج جس صف پر ٹوٹتی تھی اسے الٹ دیتی تھی۔ جو عیسائی ان لوگوں کے سامنے آ جاتے تھے انہیں اس آسانی سے قتل کر ڈالتے تھے جیسے وہ موم کے بنے ہوں۔

اس وقت عیسائیوں پر تین طرف سے نرغہ ہو گیا تھا ایک طرف سے سنقالہ پاشا کاظم اور احمد سعید دوسری طرف سے ابراہیم پاشا اور حسن سنقلی پاشا سامنے سے سلطان، سعد الدین اور جعفر پاشا حملے کر رہے تھے۔ ان میں سے ہر سردار بڑے ہی جوش سے حملہ کر رہا تھا اور ان کے ساتھی ان سے بھی زیادہ زور و قوت سے لڑ رہے تھے۔

دراصل اس وقت لڑائی کا زور بہت ہی زیادہ بڑھ گیا تھا خون کے فوارے ابل رہے تھے۔ ہاتھ اور سر کٹ کٹ کر اچھل رہے تھے۔ دھڑ گر رہے تھے تلواریں کھٹا کھٹ چل رہی تھیں۔ فریقین کے بہادر اس ہولناک منظر کو دیکھ کر بجائے ڈرنے کے اور جوش میں آ رہے تھے اور جوش میں آ کر بڑی پھرتی اور تیزی سے حملے کر رہے تھے۔

Marfat.com

سقالہ پاشا نے اپنے سپاہیوں میں نیا جذبہ پیدا کرنے کے لیے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اس نعرہ کو سنتے ہی جیسے مسلمانوں کا کسل دور ہو گیا ہو شکستگی جاتی رہی ہو۔ انہوں نے اللہ اکبر کا پرزور نعرہ لگایا اور اس تیزی سے حملہ کیا جیسے وہ تازہ دم ہوں۔ انہوں نے عیسائیوں میں گھس کر تلواروں سے ان کا قیمہ کرنا شروع کر دیا۔ آدھ گھنٹے میں کئی ہزار آدمی مار ڈالے

عین اسی وقت سلطان نے بھی نعرہ تکبیر بلند کر کے اور بھی شدت سے حملہ کیا۔ اس حملہ کی تاب عیسائی نہ لا سکے۔ وہ ایک دم پیچھے ہٹے۔ سلطان کے ہمراہیوں نے بڑھ کر ایک حملہ اور کیا۔ بے شمار عیسائی کشتہ ہو کر گرے۔ عیسائیوں پر بدحواسی چھا گئی وہ تیزی سے پسپا ہونے لگے۔

عیسائیوں کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھ کر ہر طرف کے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ سب نے اپنی اپنی طرف سے نعرے لگا کر بڑی ہی سختی سے حملے کر دیئے۔ ان پیہم حملوں نے عیسائیوں کو گھاس پھوس کی طرح پامال کر ڈالا مسلمانوں نے انہیں ایسی پھرتی سے قتل کیا کہ خود عیسائیوں کو شبہ ہو گیا کہ وہ سب مارے جائیں گے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ بچے گا۔

ان پر مسلمانوں کی ہیبت طاری ہو گئی۔ وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ مسلمان انسان نہیں ہیں اور اگر انسان ہیں بھی تو ایسے قوی جن کا مقابلہ دوسرے انسان نہیں کر سکتے۔

اس خیال نے عیسائیوں کو بزدل بنا دیا۔ وہ گھبرا کر تیزی سے پیچھے ہٹنے لگے۔ لیکن ان کے پیچھے کئی صفیں تازہ دم عیسائیوں کی کھڑی تھیں وہ ان سے جا ملے۔ سقالہ پاشا نے دیکھا وہ سمجھ گئے کہ جب تک پچھلی صفوں کو نہ توڑا جائے گا اس وقت تک ..... عیسائیوں کو بھاگنے کا موقعہ نہ ملے گا۔ انہوں نے بھی اللہ اکبر کا پرزور نعرہ لگایا عیسائی مجبوری کی حالت میں کھڑے لڑتے رہیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کاظم اور احمد سعید کو اپنا آدھا لشکر دے کر پیچھے کی طرف بھیجا یہ دونوں پرجوش نوجوان تیزی سے اس دستہ کو لے کر عیسائیوں کو پچھلی صفوں پر حملہ آور ہوئے اور کچھ اس شان سے حملہ کیا کہ عیسائی لڑکھڑا گئے۔

مگر ان کی تعداد کافی تھی وہ بھی تلواریں سونت کر مسلمانوں پر لوٹ پڑے مسلمان بھی ڈٹ گئے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ ایسی خونریز کہ خون کا دریا یہاں بھی بہہ گیا۔

Marfat.com

اور دم کے دم میں لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ مرنے والوں میں یہاں بھی عیسائی ہی زیادہ رہے۔ یہ بیچارے جوش اور دلیری سے لڑتے تھے لیکن ترک ان کے سروں پر تلواریں مار کر انہیں مار مار کر پیچھے ہٹا دیتے تھے۔

اس جگہ لڑائی کو تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کاظم کی سمجھ میں ایک تدبیر آ گئی۔ انہوں نے اپنے لشکر کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ عیسائیوں کی کئی صفیں سامنے کی طرف سے ٹوٹ کر ان پر حملہ آور ہوئیں۔ کاظم پیچھے ہٹتے گئے۔ یہاں تک کہ وہ ان عیسائیوں کو ایک میل سے بھی زیادہ فاصلہ پر ہٹا لے گئے۔ یہاں انہوں نے رک کر سختی سے حملہ کیا۔ ہر مسلمان شیر کی طرح جھپٹا اور عیسائیوں کو ٹھکانے لگانے لگا۔

جو صفیں ان لوگوں پر حملہ آور ہوئی تھیں۔ ان کی جگہ وہ عیسائی آ گئے جنہیں سلطان ستالہ پاشا اور ابراہیم پاشا دبا تے چلے آ رہے تھے۔ سلطانی لشکر نے بڑھ کر ان پر سختی سے حملہ کیا۔ ان عیسائیوں میں اب لڑنے کی سکت باقی نہیں رہی تھی۔ وہ تیزی سے پسپا ہونے۔

ادھر کاظم اور احمد سعید نے اپنے سامنے والے عیسائیوں پر پے در پے حملے کر کے ہزاروں کو مار ڈالا جو باقی بچے وہ گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے بھاگتے ہی عیسائیوں میں عام بھگدڑ پڑ گئی۔

سجمنڈ اب بھی میکسمیلن کے پاس کھڑا تھا۔ ان دونوں نے عیسائیوں کو بھاگ کر آتے ہوئے دیکھا۔

سجمنڈ نے جلدی سے کہا۔ ان بھگوڑوں کو روکیے ورنہ جنگ کا پانسہ پلٹ جائے گا۔

میکسملن نے للکار کر سپاہیوں کو روکنا چاہا لیکن وہ ترکوں کی تلواروں کا ذائقہ چکھ کر آئے تھے۔ کیا رکتے۔ کسی نے بھی اس کی آواز نہ سنی۔ برابر بھاگتے رہے سجمنڈ نے پھر کہا" روکیے ان بزدلوں کو"۔

میکسمیلن ان کے رکنے سے ناامید ہو گیا تھا۔ اس نے کہا۔"ان بدبختوں کو روکنا دشوار ہے"۔

سجمنڈ: میں ترکوں کو جانتا تھا۔ میں نے ان سے اپنی سپاہ کو اس ہوشیاری سے لڑایا کہ

Marfat.com

صرف دس ہزار آدمی ضائع ہوئے لیکن یہ حضرت مسیح ہی کو خبر ہے کہ آج کس قدر آدمی ضائع ہو چکے ہیں۔

میکسمیلن: طعنہ نہ دو سجمنڈ۔ یہ وقت طعنے دینے کا نہیں ہے۔

اس وقت عیسائی بری طرح بدحواسی سے بھاگتے ہوئے آئے۔ میکسمیلن نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔ اس کا چہرہ لٹک گیا۔

Marfat.com

پینتیالیسواں باب

فتح کامل

میکسمیلن نے حکم دیا کہ اپنے کیمپ میں واپس چلو۔ تمام افسر جو اس کے ساتھ تھے چل پڑے۔ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ تیزی سے چل کر جلد سے جلد اپنے کیمپ میں پہنچ جائے۔ اس وقت وہ اپنے کیمپ ہی کو پناہ گاہ سمجھ رہے تھے۔ آخر دوڑ بھاگ کے وہ اپنے کیمپ میں پہنچ ہی گئے۔

ان کے کیمپ میں پہنچتے ہی بھاگے ہوئے سپاہی دوڑ دوڑ کر وہاں آنے لگے۔ سیجمنڈ آرچ ڈیوک اور میکسمیلن دیکھ رہے تھے کہ جو عیسائی بھاگ کر آ رہے ہیں وہ اس قدر خوفزدہ ہیں کہ ان کے چہرے فق پڑے ہوئے ہیں جیسے شیروں کے سامنے سے بچ کر بھاگ آئے ہوں۔

میکسمیلن نے کہا "سخت خوفزدہ ہیں یہ لوگ۔

آرچ ڈیوک: خود مجھے بھی اس کی حیرت ہے یہ تو گھبرائے ہوئے اور سہمے ہوئے ہیں۔

سیجمنڈ: یہ ترکوں کی تلواریں دیکھے ہوئے ہیں۔

میکسمیلن: ہم کہہ چکے تم طعنہ زنی نہ کرو۔

سیجمنڈ: میں طعنہ زنی نہیں کر رہا بلکہ حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں۔ پولش لوگ خاصے بہادر ہیں لیکن ترکوں سے بہت ڈرتے ہیں۔

میکسمیلن: ہم نے حملہ میں احتیاط نہیں کی یہ غلطی ہوگئی۔ ورنہ تم دیکھتے کہ ترکوں کو میدان جنگ چھوڑنا پڑتا۔

اس عرصہ میں ہزار ہزار اور دو دو ہزار کے گروہ بھاگ بھاگ کر آ رہے تھے۔ وہ اس طرح کانپ رہے تھے جیسے ان کا تعاقب کیا جا رہا ہو۔ آرچ ڈیوک نے کہا

Marfat.com

"کہیں ترک تعاقب میں تو نہیں آرہے ہیں"۔

میکسمیلن: ان کی یہ جرأت نہیں ہو سکتی۔

ڈیوک: لیکن یہ لوگ اس قدر کیوں گھبرا رہے ہیں۔

میکسمیلن: احمق ہیں ترک یہاں نہیں آسکتے اور اگر آجائیں گے تو ایک ترک بھی زندہ نہیں جانے دیا جائے گا۔

ابھی اس فقرہ پورا ہی ہوا تھا کہ میکائیل گھوڑے پر سوار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا آیا وہ اس قدر پریشان اور خوفزدہ تھا کہ آدابِ شاہی کو بھی بھول گیا۔ قیصر کے سامنے کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہو کر نہیں آسکتا تھا۔ اس نے میکسمیلن کے پاس آکر کہا "حضور بھاگئے۔ بدبخت ترک تعاقب کیے چلے آرہے ہیں۔

میکسمیلن: کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارے حواس درست ہیں؟

میکائیل: بالکل درست ہیں جلدی کیجئے ورنہ وہ آیا ہی چاہتے ہیں میں نے خود انہیں بھاگ کر عیسائیوں کے پیچھے آتے ہوئے دیکھا ہے۔

میکسمیلن: خوف نہ کرو۔ وہ یہاں نہیں آسکتے۔

میکائیل کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ تلواروں کی کھٹا کھٹ کی آواز آئی۔ میکائیل نے گھبرا کر رکابوں پر کھڑے ہو کر دیکھا۔ اس نے کہا "لیجئے حضور وہ بدبخت ترک آگئے۔ دیکھ لیجئے کیمپ کے اندر ہی لڑائی شروع ہو گئی۔

میکسمیلن: بڑی دلیری کی انہوں نے۔

وہ ڈیوک اور سیجمنڈ گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

میکائیل نے سچ کہا تھا ترک عیسائیوں کے تعاقب میں دوڑے چلے آئے تھے اور عیسائیوں سے ان کے کیمپ میں آکر لڑنے لگے تھے۔ علم نبوی لہرا رہا تھا۔ خود سلطان اس کے نیچے لڑ رہے تھے۔ ترکوں کی آمد برابر جاری تھی۔ وہ گروہ گروہ آرہے تھے۔ ہر دہ گھوڑے دوڑا کر آتا اور آتے ہی عیسائیوں پر ٹوٹ پڑتا۔

عیسائی اپنے تمام کیمپ میں پھیل گئے تھے۔ وہ کیمپ کو پناہ گاہ سمجھ کر آئے تھے۔ لیکن یہاں بھی پناہ نہ ملی۔ ترک پیچھے ہی چلے آئے اور آتے ہی لڑائی شروع کر دی۔ خوفزدہ عیسائی مقابلہ کیا کرتے۔ بھاگنے اور چھپنے لگے۔ ترکوں نے انہیں قتل کر کر کے ان کی لاشوں

Marfat.com

سے کیمپ بھر دیا۔

جب عیسائیوں نے اپنے کیمپ میں بھی پناہ نہ دیکھی تو وہاں سے بھی بھاگ نکلے۔ میکائیل نے آرچ ڈیوک، ہمنڈ اور میکسیملن سب بھاگے[1] اور اس بری طرح اور بدحواسی سے بھاگے کہ کیمپ میں سے کوئی چیز بھی نہ لے جا سکے۔ تمام سامان جوں کا توں چھوڑا۔ اس وقت جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ جانیں لے کر بھاگے۔ ان کے بھاگتے ہی عیسائیوں میں بھی عام بھگدڑ مچ گئی۔ جس کا جس طرف منہ اٹھا بھاگ نکلا۔

ترکوں نے اب بھی ان کا تعاقب نہ چھوڑا۔ انہیں اس بات کا غصہ تھا کہ ان سفاکوں نے بے گناہ مسلمانوں کو بھیڑوں کی طرح ذبح کیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ ایک ایک مسلمان کے بدلے میں ایک ایک ہزار عیسائی کو مار ڈالیں۔ ہر مسلمان کو اس قدر جوش تھا کہ وہ اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کر رہا تھا۔ عیسائیوں کے پیچھے بھاگا جا رہا تھا اور جلدی جلدی تلواریں چلا کر انہیں قتل بھی کرنا چاہتا تھا۔ اس طرح جس راستہ سے بھی عیسائی بھاگے اس راستہ پر ان کی لاشیں بچھتی چلی گئیں۔

سلطان عیسائی کیمپ میں رک گئے۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا "مسلمانو! اس خدا کا شکر کرو جس نے ظالم اور سفاک عیسائیوں کو شکست کامل دی۔ اب تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ تم زیادتی نہ کرنا جو تم سے لڑے اسے مار ڈالنا اور جو ہتھیار پھینک دے یا کمزور ہو کر گر پڑے اسے قتل نہ کرنا بلکہ گرفتار کر لینا۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ فتح کامل کے نشہ میں چور ہو کر ظلم و زیادتی نہ کر بیٹھنا"۔

جن مسلمانوں نے سلطان کا یہ فرمان سنا۔ انہوں نے پکار کر دوسروں کو آگاہ کر دیا اور اس طرح سلطان کا حکم ہر مسلمان کے کانوں میں پہنچ گیا۔

سلطان مع رسالہ شاہی کے کیمپ میں رہ گئے۔ شیخ السلام سعد الدین جو اس زمانہ کے مشہور مورخ بھی تھے۔ سلطان کے پاس ہی رک گئے۔ سلطان نے رسالہ کو مالِ غنیمت جمع کرنے کا حکم دیا۔ سپاہی گھوڑوں سے اتر پڑے۔ کیمپ کا تمام سامان خیموں میں گھس گھس کر لا لا کر سلطان کے سامنے ڈھیر کرنے لگے۔

---

[1] از تاریخ عالم اسلام جلد چہارم صفحہ ۱۵۳

Marfat.com

لیکن جعفر پاشا، سقالہ پاشا، ابراہیم پاشا، حسن سقلی پاشا، کاظم اور احمد سعید اپنے اپنے رسالے لیے دشمن کا پیچھا کرتے رہے۔ عیسائی اپنے ہوش و حواس کھو کر بھاگے کہ انہوں نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ جس طرف وہ بھاگ رہے ہیں وہاں دریائے سینا کی دلدل ہے بھاگتے بھاگتے وہ دلدل میں جا پھنسے۔

دلدل ایسی تھی کہ جو چیز اس میں ایک دفعہ گر جاتی تھی وہ باہر نہیں نکلتی تھی اندر ہی دھنستی چلی جاتی تھی۔ چونکہ عیسائیوں کے پیچھے ترک تھے اور ترکوں کی تلواروں سے وہ سخت خوفزدہ ہو گئے تھے۔ اس لیے ترکوں سے بچنے کے لیے دلدل میں جا کودے اور دلدل نے انہیں اپنی گرفت میں لے کر غرق کرنا شروع کر دیا۔ ہزاروں عیسائی زندہ ہی دلدل میں دفن ہو گئے۔ قدرت نے ان سے اس بات کا انتقام لیا کہ انہوں نے مسلمانوں کو زندہ جلایا تھا۔ خدا نے انہیں دلدل میں پھنسا کر ان کا دم گھوٹ گھوٹ کر نہایت ہی بری طرح سے ان کی جانیں لیں۔

جب عیسائیوں نے یہ دیکھا کہ جو لوگ دلدل میں کودے وہ سب غرق ہو گئے۔ اور بے چیخ چیخ کر انہوں نے جانیں دیں تو وہ سہم کر کنارہ پر کھڑے ہو گئے اور مسلمانوں کے آتے ہی انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور "امان امان" چلانے لگے۔

مسلمانوں نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی انہیں گرفتار کر لیا۔ پچیس ہزار سے زیادہ عیسائی گرفتار ہوئے۔

اس طرف کے مسلمان قیدیوں کی بھاری جمعیت ساتھ لے کر واپس دوسری طرف جو مسلمان گئے تھے وہ بھی واپس آتے ہوئے ملے۔ ان کے ساتھ بھی قیدی تھے۔ یہ سب مل کر عیسائیوں کے کیمپ میں آئے اور سلطان کو فتح کامل کی مبارکباد دی۔

اس زبردست معرکہ میں ایک لاکھ عیسائی میدان جنگ میں مارے گئے۔

پینتیس ہزار گرفتار ہوئے اور جو دلدل میں غرق ہوئے وہ شمار نہیں کئے جا سکتے۔

مال غنیمت میں بے شمار دولت ملی۔ ہر عیسائی بادشاہ کے ساتھ نقدی ہی تھی اور سونے چاندی کے برتن بھی تھے۔ قیمتی ساز و سامان بھی تھا۔ لاکھوں خیمے۔ اور فرش

سلہ از تاریخ عالم اسلام جلد چہارم صفحہ ۱۳۱ ۵

Marfat.com

ہاتھ آئے۔

پچانوے نئی، مضبوط اور عمدہ توپیں اور بے شمار گولہ بارود ہاتھ آیا۔ سلطان نے اپنی فوج میں مالِ غنیمت کے چار حصے تقسیم کر دیئے۔ ہر سپاہی کو ایک ایک ہزار روپیہ ملا۔ مسلمان ایک ہزار کے قریب شہید ہوئے۔ سلطان نے اس عظیم الشان فتح پر خدا کا شکر ادا کیا۔

Marfat.com

چھیالیسواں باب

مرسیا کا ملال

اس مشہور لڑائی میں جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ بہت سے ترک سپاہی اور افسر زخمی ہو گئے تھے لیکن ان میں سے بعض کے خفیف زخم آئے تھے اور بعض زیادہ مجروح ہو گئے تھے۔ حسن سقلی پاشا، سقالا پاشا اور جعفر پاشا زیادہ مجروح ہوئے تھے اور کاظم، احمد سعید اور ابراہیم پاشا کے معمولی زخم آئے تھے۔ صرف دو درویش ہستیاں باقی رہی تھیں جو بالکل بھی زخمی نہیں ہوئی تھیں ان میں ایک سلطان محمد خاں سوم تھے اور دوسرے شیخ الاسلام سعد الدین۔

سلطان نے تمام زخمیوں کی مرہم پٹی اسی روز کرا دی اور ان کے آرام و آسائش کا بھی انتظام کر دیا۔ مجروحوں اور زخمیوں کی تیمارداری مردوں سے زیادہ اور حسن سلیقہ کے ساتھ عورتیں کیا کرتی ہیں لیکن اسلامی لشکر کے ساتھ ایک بھی عورت نہیں تھی۔ مرد ہی مرد تھے سلطان نے چابکدستی اور ہوشیار و تجربہ کار مردوں ہی کو زخمیوں کی تیمارداری پر مقرر کیا لیکن کاظم کی تیمارداری کی اجازت مرسیا نے سلطان سے لے لی اور وہ ان کی تیمارداری کرنے لگی۔

کاظم کے زخم اگرچہ معمولی تھے لیکن کئی تھے۔ انہیں بخار ہو گیا اور شروع ہی رات سے اس قدر تیز بخار ہوا کہ کچھ خبر نہ رہی۔ مرسیا ان کے خیمہ میں رہ کر ان کی دیکھ بھال میں مصروف ہوئی۔ رات گذرتی رہی اور وہ برابر بیٹھی جاگتی رہی۔ یہاں تک کہ آدھی رات آ گئی۔ جاگنے سے اس کی مے پاش نگاہیں اور بھی مخمور ہو گئیں اور وہ نہایت ہی دلکش معلوم ہونے لگیں۔

اس وقت کاظم کچھ بڑبڑانے لگے۔ مرسیا چونکی ہو کر سننے لگی۔ وہ بے ربط فقرے کہہ رہے تھے۔ شروع میں تو کچھ جنگ ہی کا تذکرہ کرتے رہے لیکن دفعۃً انہوں نے مرسیا کا نام لیا۔ مرسیا نے ان طرف کان لگا دیئے اور ہمہ تن متوجہ ہو گئی۔ انہوں نے کہا مرسیا

Marfat.com

...... ہاں ہاں مرسیا .... اس نے میرا دل توڑ دیا .... مجھے دھوکا دیا ...... حسین شاید دھوکا ہی دیا کرتے ہیں .... ریحانہ .... وہ اچھی لڑکی معلوم ہوتی ہے۔ مگر .... مگر وہ بھی حسین ہے۔ ہاں میں اس سے بھی ڈرتا ہوں .... سلمیٰ .... ضرور ایک خاموش طبیعت لڑکی ہے ...... لیکن ...... لیکن وہ بھی حسین ہے .... نہیں نہیں .... یہ سب ...... بس کچھ نہیں ...... کچھ نہیں ......

اچانک انہوں نے آنکھیں کھول دیں اور بے مدعا اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ مرسیا انہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ ان کے خیالات سے واقف ہو چکی تھی۔ اسے اس وقت اپنے اوپر غصہ آ رہا تھا۔ پچھتا رہی تھی کہ کیوں اس نے کاظم کے ساتھ برتاؤ کیا جس سے وہ نہ صرف اس سے بلکہ ہر حسین عورت اور لڑکی سے بیزار اور متنفر ہو گئے۔ سوچنے لگی کہ کیسے ان کے خیالات کو بدلے۔

رفتہ رفتہ کاظم ہوش میں آنے لگے۔ اس وقت انہیں خشکی بہت ستا رہی تھی۔ ہونٹ خشک ہو رہے تھے۔ تالو سوکھ رہا تھا۔ سخت پیاس معلوم ہو رہی تھی۔ مرسیا دیکھ رہی تھی اگر وہ اپنے خیالات میں مستغرق نہ ہوتی تو ان کی پیاس کو معلوم کر لیتی اور جلدی سے پانی پلا دیتی۔ لیکن وہ اپنے ہی خیال میں گرفتار ہو گئی تھی۔ بیٹھی انہیں دیکھ رہی تھی لیکن اس کی نظر تو ان پر تھی اور خیال اور کہیں تھا اس لیے دیکھتے ہوئے بھی کچھ نہ دیکھ رہی تھی۔

کاظم نے کراہنا چاہا لیکن بڑھی ہوئی خشکی نے کراہنے کی بھی اجازت نہ دی۔ اب وہ بالکل ہوش میں آ گئے تھے۔ اپنی حالت کو سمجھنے لگے تھے۔ انہوں نے چاہا کہ اٹھیں لیکن بخار، خوف اور خشکی نے اٹھنے نہ دیا۔ مرسیا نے انہیں حرکت کرتے دیکھا لیکن اب بھی کچھ نہ سمجھی آخر کاظم نے کہا۔

پانی

مرسیا ایک دم چونک پڑی۔ جلدی سے گھبرا کر اٹھی اب وہ سب کچھ سمجھ گئی تھی۔ دوڑی گئی اور گلاس میں پانی بھر کر لائی۔ اسے ان سے آنکھیں ملاتے شرم آتے لگی تھی۔ اس لیے نہیں کہ اسے حیا مجبور کر رہی تھی بلکہ اس لیے کہ کاظم اسے دھوکا باز اور عیار سمجھ چکے تھے۔

Marfat.com

کمرہ میں کافی روشنی ہو رہی تھی۔ مرسیا پانی لے کر پہنچی اور کاظم کو سہارا دے کر اٹھایا۔ کاظم نے ایک ہاتھ سے گلاس پکڑا اور دوسرا ہاتھ بستر پر ٹیک کر مرسیا کو دیکھا۔ اسے دیکھتے ہی ان کا ہاتھ کانپا گلاس چھوٹ کر نیچے فرش پر گرا اور ان کی زبان سے نکلا "تم"

مرسیا کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے۔ اس نے کہا "ہاں میں۔ ایک گنہگار"۔

کاظم بستر پر گر پڑے۔ انہوں نے مرسیا کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ مرسیا کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا لیکن کاظم نے نہیں دیکھا کیونکہ ان کا منہ دوسری طرف تھا۔

مرسیا اس بات کو اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ کاظم کو بے حد پیاس لگی ہوئی ہے۔ اگرچہ ان کے کئی خادم پاس ہی دوسرے خیمہ میں سو رہے تھے وہ چاہتی تو انہیں یا ان میں سے کسی کو جگا کر اس سے کہہ دیتی کہ اپنے آقا کو پانی پلاؤ۔ مگر اس نے یہ سوچا کہ خادم کیا کہیں گے کہ محض پانی پلانے کے لیے ہمیں جگایا یا خود ہی نہ پلا دیا۔

وہ پھر گلاس اٹھا کر باہر گئی اور پانی بھر کر لائی اور ادھر گئی جس طرف منہ کاظم پڑے تھے۔ اس نے دل پر جبر کر کے نازک سرخ ہونٹوں کو سفید موتیوں جیسے دانتوں کے نیچے دبا کر جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ غم کو ضبط کر رہی ہے۔ گلاس کاظم کے سامنے کر کے شیریں لہجہ میں کہا "میں جانتی ہوں آپ کو ایک عیارہ کے ہاتھ سے پانی پیتے تکلیف ہو رہی ہے لیکن اس وقت کوئی خادم یہاں موجود نہیں ہے۔

"لیجئے پی لیجئے"

کاظم نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ مرسیا کے آنسو نکل پڑے۔ کاظم نے کہا "تم...... رو رہی ہو"۔

مرسیا: شاید میری قسمت میں رونا ہی ہے۔ آپ فکر نہ کریں جب آپ اچھے ہو جائینگے...

مرسیا نے ایک لمبا سانس لیا اور اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکی۔ کاظم نے کہا "پھر کیا ہوگا"

مرسیا: آپ کو سخت پیاس معلوم ہو رہی ہے۔ ٹھیک طور پر بولا تک نہیں جاتا۔ پہلے پانی پی لیجئے۔ پھر باتیں کیجئے گا۔

کاظم: میری فکر نہ کرو مرسیا۔

Marfat.com

مرسیا: کیا آپ میرا قصور معاف نہیں کر سکتے؟

کاظم: تم نے میرا کوئی قصور نہیں کیا ہے۔ تم اپنی مرضی کی مالک تھیں جو مرضی میں آیا کیا۔

مرسیا: تم نہیں جانتے میں کس آگ میں جل رہی ہوں۔

کاظم: کوئی کسی کے متعلق کچھ نہیں سمجھ سکتا۔

مرسیا: تمہارے متعلق میں نے سمجھ لیا ہے۔

کاظم: کیا؟

مرسیا: ابھی بتا دوں گی مگر پہلے پانی پی لو۔

یہ کہہ کر اس نے گلاس بڑھایا۔ کاظم نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے اس کا گلاس والا ہاتھ پیچھے کر دیا۔ اس نے کہا "اگر کوئی اور وقت ہوتا تو میں آپ کو اپنی قسم دیتی لیکن اب اس قسم سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہاں میں تمہیں خدا کی قسم دیتی ہوں کہ پہلے پانی پی لو۔

کاظم: تم نے سخت قسم دلائی۔ اگرچہ ایسی قسم سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اسوقت.....

اچھا مجھے پانی پلاؤ۔۔

مرسیا نے پھر سہارا دیا۔ کاظم اٹھے۔ انہوں نے اس کے ہاتھ سے گلاس لینا چاہا لیکن کمزوری کی وجہ سے ہاتھ کانپنے لگا۔

مرسیا نے اپنے ہی ہاتھ میں گلاس لے کر ان کے ہونٹوں سے لگا دیا اور انہوں نے گھونٹ گھونٹ کرکے پانی پیا۔ پانی پی کر لیٹ گئے۔ تشنگی بجھانے سے ان کی حالت میں بڑا تغیر ہو گیا۔ خشکی دور ہوتے ہی طبیعت بہت کچھ بحال ہو گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد کاظم نے کہا "تم نے میرے متعلق کیا سمجھ لیا ہے؟

مرسیا: میں نے سمجھ لیا بلکہ سن لیا ہے آپ ابھی غفلت کی حالت میں بڑبڑا رہے تھے۔

کاظم: کیا کہہ رہا تھا۔

مرسیا: مجھے دھوکا باز اور عیار کہہ رہے تھے۔ میری وجہ سے آپ رئیسہ اور سلمٰہ سے بھی بیزار ہو رہے تھے۔

کاظم: غفلت میں بڑانے کا کوئی اعتبار نہیں۔

مرسیا: کاش میں نے یہ باتیں نہ سنی ہوتیں۔

اس وقت وہ طبیب آ گئے جو کاظم کا علاج کر رہے تھے۔ یہ دونوں انہیں

Marfat.com

دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ انہوں نے آکر نبض دیکھی اور کہا خدا کا شکر ہے۔ انہیں ہوش آ گیا ہے۔ صبح تک طبیعت بالکل ٹھیک ہو جائے گی لیکن اس بات کی کوشش کرنا کہ یہ زیادہ باتیں نہ کریں۔

طبیب چلے گئے اور یہ دونوں خاموش ہو گئے۔

مرسیا: آئندہ کا رواں جنگ بدر اور جنگ کربلا ہو گا۔

Marfat.com

سینتالیسواں باب

شاندار استقبال

دوسرے روز کاظم کی طبیعت درست ہو گئی۔ بخار اتر گیا۔ انہوں نے دیکھا کہ مرسیا ان کے ہی کمرہ میں نوجوانی کی شان سے سو رہی ہے چونکہ وہ رات بھر جاگتی رہی تھی۔ اس لیے صبح ہوتے اس کی آنکھ لگ گئی تھی اور اس وقت وہ شان دلربائی کے ساتھ سو رہی تھی۔

کاظم نے اسے دیکھا۔ انہوں نے آہستہ سے کہا "تو حسین دماہر ضرور ہے مگر عیسائی ہے اور یہ قدرتی بات ہے کہ اکثر عیسائی لڑکیاں بے مروت بے وفا اور خود غرض ہوتی ہیں۔

مرسیا کچھ کلبلائی۔ شاید وہ خواب دیکھ رہی تھی۔ جوانی میں، خواب بھی حسین ہی نظر آیا کرتے ہیں۔

وہ مسکرانے لگی۔ کاظم خیمہ سے باہر نکل آئے۔ اس وقت آفتاب نکل آیا تھا۔ دھوپ پھیل رہی تھی۔ کاظم نے صبح کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ سب سے پہلے انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر وہ پھر خیمہ میں گئے۔ مرسیا ابھی تک سو رہی تھی۔ اس کے حسین چہرہ پر خیمہ کے کسی سوراخ سے شعاعیں آ آ کر پڑ رہی تھیں جس سے اس کا چہرہ ایسا جگمگا رہا تھا کہ نظر نہ ٹھہرتی تھی۔ کاظم پھر خیمہ سے باہر چلے آئے اور اس وقت تک انتظار کرتے رہے جب تک مرسیا خود ہی اٹھ کر خیمہ سے باہر نہ آ گئی۔

دوپہر کے وقت سلطان نے انہیں طلب کیا۔ وہ گئے۔ ان سے پہلے سلطان کی خدمت میں تمام چھوٹے بڑے افسر پہنچ چکے تھے۔ احمد سعید بھی تھے۔ کاظم بھی سلام کر کے اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ سلطان نے ان کی مزاج پرسی کی۔

سلطان کو اپنے افسروں اور سپاہیوں سے بڑی محبت تھی۔ انہوں نے خاص اہتمام

Marfat.com

سے زخمیوں کی مرہم پٹی کرائی۔ ان کی تیمارداری کا انتظام کیا اور جہاں تک بھی ہو سکا تھا وہ زخمی سپاہیوں کو پوچھنے کے لیے ان کے خیموں اور چھولداریوں پر گئے تھے۔ سپاہیوں پر اس کا بڑا اثر پڑا تھا۔ وہ سلطان کے اور بھی زیادہ وفادار اور جان نثار بن گئے تھے۔

سلطان نے افسروں سے مخاطب ہو کر کہا "خدا کا ہزار ہا شکر و احسان ہے کہ اس نے دشمنوں کو زبردست ہزیمت دی۔ ان کے ایک لاکھ سپاہی میدانِ جنگ میں کام آئے۔ بے شمار دلدل میں پھنس کر ڈوب گئے۔ چھتیس ہزار گرفتار کر لیے گئے نہ معلوم کس قدر زخمی ہوئے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس جنگ میں دشمن نے اپنے دو لاکھ[1] آدمی ضائع کر دیئے اور پچاس ہزار زخمی ہو کر ناکارہ ہو گئے۔ یہ خدا نے ہمیں ایسی زبردست فتح عطا فرمائی ہے جس کی مثالیں چند ہی ہیں۔ اس ہزیمت سے تمام یورپ کی کمر ٹوٹ گئی ہے اور ان پر ترکوں کی دھاک بیٹھ گئی ہے۔ یہ شکست انہیں مدت تک یاد رہے گی اور چونکہ یورپ کے ہر ملک کے سپاہی اس جنگ میں شریک تھے۔ پوپ کی سپاہ بھی تھی اور سب ہی مارے گئے اور زخمی ہوئے ہیں۔ اس لیے اب کسی ملک میں بھی اس قدر کس بل باقی نہیں رہا ہے کہ وہ سر ابھارنے کی جرأت کر سکے۔

ہم نے یہ مہم مظلوم مسلمانوں کا انتقام لینے کے لیے شروع کی تھی۔ خدا نے ہماری مدد کی اور ہم نے ایسا انتقام لیا ہے کہ عیسائی دنیا عرصہ دراز تک یاد کرے گی۔ اگر ہم چاہیں تو اس وقت یورپ کے اکثر ملکوں پر قبضہ کر سکتے ہیں لیکن ہمیں ملک گیری کی ہوس نہیں ہے دوسرے اگر ہم ایسا کریں تو یہ ہماری طرف سے زیادتی ہوگی اور اللہ تعالیٰ زیادتی کو پسند نہیں کرتا۔ اس لیے جو گوشمالی ہم نے عیسائیوں کی ہے۔ اسی قدر کافی ہے۔ اب ہم واپس چلے جائیں گے۔ یہاں صرف صدرِ اعظم (وزیر ابراہیم پاشا) اور ان کا لشکر رہے گا۔ صدر اعظم ہنگری ٹرنسلوینیا اور وریشیا پر قبضہ کر کے وہاں امن و امان قائم کریں گے۔ باقی لشکر واپس چلنے کے لیے تیار ہو جائے جو لوگ زخمی ہو گئے وہ سب بھی ساتھ چلیں۔

ہاں ہم صدر اعظم سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر انہیں زیادہ لشکر کی ضرورت ہو تو جس قدر اور چاہیں روک لیں۔

---

[1] بعض مورخوں نے یہی لکھا ہے۔ صادق، صدیقی، سردھنوی

Marfat.com

ابراہیم پاشا: میرے ساتھ دس ہزار لشکر رہ جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں یہ بہت کافی ہے

سلطان: اب تم عیسائی آبادی کی طرف بڑھو گے۔ اس کا خیال رکھنا کہ کسی عیسائی فرد پر ظلم نہ ہونے پائے۔

جن لوگوں نے بغاوت کی تھی اور سقاکوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر مظالم کیے تھے انہیں بھی معاف کر دینا۔ نہ انہیں سزا دینا۔ نہ ان سے کوئی انتقام لینا۔ بلکہ عام معافی کا اعلان کر دینا۔ اسلام درگذر کی تعلیم دیتا ہے اور خدا معاف کرنے والے کو پسند کرتا ہے ہمیں اسلامی تعلیم پر عمل کرنا چاہیئے

ابراہیم پاشا: یہ خانہ زاد ہر حکم کی تعمیل خوش اسلوبی سے کرے گا۔

اسی وقت سے سلطانی لشکر نے واپسی کی تیاری شروع دی اور ابراہیم پاشا کی فوج وہاں سے آگے کوچ کرنے کے اہتمام میں مصروف ہوئی۔ کئی روز تیاریوں میں لگ گئے۔ اس عرصہ میں جو لوگ معمولی طور پر زخمی ہوئے تھے وہ اچھے ہو گئے اور زیادہ مجروح ہو گئے تھے وہ بھی اچھے ہونے لگے۔

ابھی سلطان نے کوچ نہیں کیا تھا کہ سجمنڈ کا ایک عیسائی قاصد معافی کی درخواست لے کر پہنچا۔ معافی کی درخواست کے ساتھ یہ استدعا بھی تھی کہ اس کی بہن مرسیا کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ سلطان نے اسے معاف کر دیا۔ اور مرسیا کی واپسی اس کی مرضی پر رکھی چنانچہ سلطان نے مرسیا سے کہلا دیا کہ وہ مختار ہے۔ اگر قسطنطینہ چلنا چاہیئے تو چلے۔ واپس جانا چاہیئے تو اس کے بھائی کے پاس بھیج دیا جائے۔

مرسیا غور و فکر میں مبتلا ہو گئی۔ بڑے غور و خوض کے بعد اسے واپس ہی جانا مناسب معلوم ہوا چنانچہ اس نے سلطان سے اپنی خواہش ظاہر کر دی۔ سلطان نے اسے اجازت دے دی اور اس کے بدلے میں کوئی فدیہ نہیں لیا۔

جب مرسیا جانے لگی تو کاظم کے پاس آئی اس وقت وہ بڑی غمگین تھی۔ اس نے بھرائی ہوئی آواز سے کہا "میں جا رہی ہوں"۔

کاظم: آج پوچھنے آئی ہو...... کیوں۔ کیا سمجھ کر۔؟

"میں نے آپ کو اپنا چاہا لیکن نہ اپنا سکی۔ یہ میری بدقسمتی ہے۔ مجبوری اور بے بسی میں غلطی ہو گئی۔ آپ نے معاف نہ کیا۔

Marfat.com

کاظم : خدا ہی کو یہ منظور تھا۔ میں نے اپنا وجود تک تم پر قربان کرنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن تم نے مجھے ٹھکرا دیا۔ میرا دل توڑ دیا۔

اچھا خدا حافظ۔

مرسیا کے آنسو نکل آئے وہ رونے لگی اور روتے ہی رونے اس نے کہا "خدا تمہیں ہر آفت سے بچائے اور خوش و خرم رکھے۔

وہ چلی گئی۔ کاظم کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کے دو موٹے قطرے ٹپک پڑے۔ مگر فوراً ہی سنبھلے اور دوسرے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

اس سے اگلے روز سلطان نے کوچ کر دیا اور اپنے آنے کی اطلاع قاصدوں کے ذریعہ سے روانہ کر دی۔ عظیم الشان فتح کی اطلاع پہلے بھیج چکے تھے۔

قسطنطنیہ میں ہر شخص کو معلوم ہو گیا تھا کہ سلطان محمد خاں سوم نے عیسائیوں سے زبردست انتقام لیا ہے۔ ان کے لشکروں کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ان کی جمعیتوں کو توڑ دیا ہے ان پر نہایت شاندار فتح حاصل کر کے سارے یورپ پر ترکوں کی دھاک بٹھا دی ہے اور اب وہ واپس آ رہے ہیں۔

سلطانہ والدہ کو اپنے بیٹے کی کامیابی سے بڑی خوشی ہوئی۔ ان کی خوشی اس وجہ سے اور بڑھ گئی کہ ان کے بیٹے نے ایک لاکھ سے زیادہ عیسائیوں کو مار ڈالا تھا۔ انہوں نے اعلان کر دیا کہ سلطان کا استقبال ان کی شان کے مطابق کیا جائے۔ لوگوں نے بڑی خوشی سے استقبال کی تیاریاں شروع کر دیں۔ کوچہ و بازار سجائے جانے لگے۔ سڑکوں پر سبزہ اور پھولوں کی تختہ بندی کر دی گئی مسجدوں میں حکومت کی طرف سے مرمت اور صفائی ہوئی غرض ہر عمارت، ہر کوچہ، ہر گلی، ہر بازار، ہر دکان اور ہر مکان سجا کر دلہن بنا دیئے گئے

جس روز سلطان کا قسطنطنیہ میں داخل ہونے والا تھا اس روز صبح ہی سے تمام سڑکیں اور سارے بازار خوش پوش لوگوں سے بھر گئے۔ بڑی گہما گہمی اور چہل پہل ہونے لگی۔ لوگ عید کی سی خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔

دوپہر سے دو گھنٹے پہلے سلطان کی سواری قسطنطنیہ کے اندر داخل ہوئی۔ توپوں نے گرج کر سلامی دی اور سلطان کی آمد کا اعلان کر دیا۔ شروع میں توپیں ایڈریانوپل کے دروازہ پر داغی گئیں۔ اس کے بعد جہاں جہاں توپیں تھیں سر ہونے لگیں۔ سارا شہر توپوں کی آواز سے گونج

Marfat.com

اٹھا۔ لوگ سڑکوں کی طرف دوڑنے لگے۔

سلطان کی سواری نہایت شان کے ساتھ آرہی تھی۔ قسطنطنیہ کے باشندوں نے زبردست استقبال کیا۔ سلطان پر پھولوں کی، روپوں کی اور اشرفیوں کی بارش کی۔ سلطان زندہ باد کے نعروں سے زمین اور آسمان گونج اٹھے۔

جب سلطان محلسرا میں داخل ہوکر اپنی والدہ کے حضور میں پہنچے تو انہیں سلام کیا تو سلطانہ صفیہ نے جو سلطانہ والدہ تھیں بیٹے کی پیشانی چوم لی اور کہا "میرے فرزند! تم نے ظالم وسفاک عیسائیوں سے انتقام لے کر میرے دل کو ٹھنڈا کیا ہے۔ خدا تمہیں خوش رکھے۔"

انہوں نے سلطان کے اوپر سے اشرفیاں اور جواہرات نچھاور کیے۔

Marfat.com

اڑتالیسواں باب

شادکامی

کاظم اور احمد سعید بھی سلطان کے ساتھ آ گئے تھے۔ ان دونوں کے مکانات یوں تو علیحدہ علیحدہ تھے لیکن تھے ایک ہی محلہ میں اور پاس ہی پاس ان دونوں نے انتقام لینے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی۔ جس قدر وہ ستائے گئے تھے ان کے عزیز افراد، دوست و احباب اور دوسرے مسلمان بباک میں جتنے مارے گئے تھے ان دونوں نے ان میں سے ایک ایک کے بدلے میں دس دس مار ڈالے تھے اگرچہ اس سے ان کا دل تو ٹھنڈا نہیں ہوا تھا لیکن انتقام کی کچھ نہ کچھ آرزو نکل گئی تھی۔

مسعود بک مرحوم و مغفور کی بیوی اور لڑکی دونوں کاظم کے پاس تھے اور جس قدر عورتیں اور لڑکیاں قلعہ تزغوذر سے کاظم کے ساتھ آئی تھیں ان میں سے کچھ کاظم کے پاس اور کچھ احمد سعید کے مکان میں تھیں۔

رفتہ رفتہ ان عورتوں اور لڑکیوں کو اپنے عزیزوں کے مارے جانے کی اطلاع ہو گئی تھی۔ یہ قدرتی بات ہے کہ انہیں سخت صدمہ ہوا تھا لیکن انہوں نے ضبط و صبر کیا تھا۔

اب جب کہ احمد سعید اور کاظم جنگ سے واپس آئے اور انہوں نے بیان کیا کہ اس جنگ میں عیسائیوں کے دو لاکھ سے زیادہ آدمی ضائع ہوئے اور یہ جنگ دنیا کی ان مشہور لڑائیوں میں شمار کی گئی ہے جس میں قوموں کی قسمتیں بدل گئی ہیں۔ یورپ میں گھر گھر ماتم بپا ہے جو عیسائی کربیز کے مقام پر مارے گئے ہیں وہ یورپ کے تمام شہروں کے چنیدہ لوگ تھے تو ان مظلوموں کے کچھ آنسو پُچھ گئے تھے۔

کاظم اور احمد سعید زخمی بھی ہو گئے تھے اور انہیں آرام بھی ہو گیا تھا لیکن ابھی تک انہوں نے غسلِ صحت نہیں کیا تھا۔ جنگ اور سفر میں غسل صحت بھی کیا ہوتا۔ اب دو تو [illegible] تیاری

Marfat.com

کی کسی جشن کی تیاری نہیں ۔ بے چارے غمزدہ جشن کیا کرنے اور خوشی کیا منانے طے یہ کیا کہ مساکین کو کھانا کھلا دیں اور بباک کی عورتیں اور لڑکیاں جو آئی ہیں انہیں بھی شریک کر لیں ۔ حالانکہ وہ ان ہی کے پاس تھیں اور وہ ہی دونوں ان کے کفیل تھے ۔

پہلے کاظم کے یہاں سے مہمان جمع ہوئے رئیسہ اور اس کے پاس جو عورتیں اور لڑکیاں رہتی تھیں نجمہ کی مہمان بن کر آئیں ۔ ان میں کئی سن رسیدہ عورتیں بھی تھیں ۔

ظہر کی نماز پڑھ کر کاظم جب آئے تو اندر سے ایک چھوٹی لڑکی انہیں بلانے آئی ۔ اس لڑکی کی ماں موجود تھی اور باپ اور بھائی بباک میں مارے گئے تھے ۔ کاظم نے اول اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور پھر گود میں اٹھا کر اندر داخل ہوئے ۔ ان کے آنے سے پہلے ہی پردہ ہو گیا تھا ۔ انہوں نے صحن میں آکر لڑکی کو گود سے اتار دیا اور وہ "بھائی جان آگئے" کہتی ہوئی دوڑی چلی گئی ۔

جب کاظم اپنے کمرہ میں پہنچے تو سلمہ آئی چونکہ ان دونوں میں بہن بھائی کا رشتہ قائم ہو گیا تھا اس لیے پردہ معمولی رہ گیا تھا ۔ اس نے آکر کہا "آج ایک بات کہیں ہم"۔

کاظم نے بغیر اس کی طرف دیکھے ہوئے کہا "کہو" ۔

سلمہ : اقرار کرو کہ تم ہماری بات مان لوگے ۔

کاظم : خوب ۔ بات کہنے سے پہلے اقرار کرنا چاہتی ہو ۔

سلمہ : بڑی اچھی بات ہے ۔

کاظم : اچھا کہو ۔ ہم مان لیں گے ۔

سلمہ : بباک کی تمام عورتوں کی یہ رائے ہے کہ...... ہم شرم معلوم ہوتی ہے ۔

کاظم : تو مت کہو ۔

سلمہ : لیکن کہنا ضروری ہے ۔

کاظم : تو کہہ ڈالو

سلمہ : نجمہ اور رئیسہ کی شادی کر دو ۔

کاظم : نجمہ کے متعلق تو ہم خود سوچ رہے ہیں لیکن رئیسہ کے متعلق بھائی احمد سعید سے کہنا چاہئے

سلمہ : بباک کی سن رسیدہ عورتوں نے سب کچھ طے سا کر لیا ہے ۔ بھائی احمد سعید سے ذکر

Marfat.com

آچکا ہے وہ رضامند ہیں۔ تمہاری رضامندی کی ضرورت ہے۔

کاظم: عزیز بہن میری رضامندی تمہاری رضا میں ہے۔

سلمہ: شکریہ۔ تو کہہ دوں ہم نے کیا طے کیا۔

کاظم: شوق سے کہو

سلمہ: دیکھیئے بُرا نہ مانیئے گا اور منظور ہی کر لی جائے گی۔

کاظم: اگر تمہاری یہی خوشی ہے تو ہم ضرور منظور کر لیں گے۔

سلمہ: تو سنیئے طے یہ ہوا ہے کہ تمہاری شادی رتیبہ کے ساتھ اور نجمہ کی...... تم ناراض نہ ہو جانا۔

کاظم: کہو کہو۔ ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔

سلمہ: نجمہ کی احمد سعید کے ساتھ ہو جائے۔

کاظم: یہ انتخاب تمہارا ہے۔

سلمہ: میرا بھی سمجھئے۔

کاظم: اچھا اور کس کا ہے؟

سلمہ: امی جان کا

کاظم: تب مجھے لب کشائی کا کیا موقع ہے۔

سلمہ: اچھا ایک بات پوچھیں۔

کاظم: پوچھو۔

سلمہ: تم نے رتیبہ کو دیکھا ہے۔

کاظم: اتفاقیہ

سلمہ: میں یہ کب کہتی ہوں قصداً دیکھا ہے۔ کیسی ہے۔

کاظم نے مسکرا کر کہا "بری ہے"۔

سلمہ: جی چراغ لے کر ڈھونڈو تو ایسی لڑکی نہ ملے گی۔

کاظم: کیا خوبی ہے اس میں۔

سلمہ: یہ کہو کیا کمی ہے اس میں

کاظم: پہلی بات تو یہی ہے کہ وہ شوخ و شریر ہے

Marfat.com

سلمہ: تمہارے لیے وہی موزوں ہے۔

کاظم: کیوں؟

سلمہ: ذرا ٹھیک کرتی رہے گی۔

وہ کہہ کر وہ ہنس پڑی۔

کاظم نے کہا "شاید سب ہی لڑکیاں شریر ہوتی ہیں"!

سلمہ: اپنی بھی تو کہو۔ تاک جھانک کرتے پھرتے تھے........ کیوں شرمندہ کیوں ہو گئے۔

کاظم: یہ کس نے کہا تم سے؟

سلمہ: جیسے تم دیکھتے پھرتے تھے۔

کاظم: بڑی شوخ ہو۔

سلمہ: تو میں امی جان سے کہے دیتی ہوں کہ تم نے منظور کر لیا ہے۔

کاظم: جیسی تمہاری مرضی۔

سلمہ: تو کھلاؤ مٹھائی۔

وہ ہنس کر بھاگ گئی۔ کاظم کو اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ سلمہ کی والدہ اس اس نیک کام میں کوشش کر رہی ہیں۔

چند ہی روز کے بعد سلمہ کی والدہ نے کوشش کر کے دونوں کے نکاح کی تاریخ مقرر کرا دی۔ کاظم کو یہ فکر ہوا کہ انہیں ایام میں سلمہ کا بھی نکاح ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ کئی روز وہ سوچتے اور تلاش کرتے رہے۔ ان کی ملاقات ایک روز نعیم بک سے ہو گئی۔ یہ وہ نعیم بک تھے جو ترغوز سے امدادی دستہ لے کر بباک گئے تھے مگر بباک کی بربادی کی خبر سن کر واپس لوٹ آئے تھے۔ وہ بھی جنگ میں شریک ہوئے تھے اور سلطان نے انکی بہادری کے سلسلہ میں انہیں ترقی دیدی تھی۔

انہوں نے سلمہ کے لیے نعیم بک کو تجویز کیا۔ وہ نوجوان اور خوش طبع تھے لیکن ان سے ذکر کرنے سے پہلے سلمہ کی والدہ کی رائے لینا ضروری تھا مگر نعیم بک نے خود ہی یہ سلسلہ شروع کر دیا۔ انہوں نے باتوں باتوں میں اپنی آرزو ظاہر کی اور کہا "مسعود بک مرحوم کی خواہش تھی کہ مجھے اپنے خاندان میں شامل کر لیں وہ تو جنت سدھار گئے۔ لیکن

Marfat.com

ان کی بیگم موجود ہیں۔ اگر تم اس نیک کام میں کوشش کرو تو میں شکر گذار ہوں گا

کاظم: اس رشتہ کو میں بھی اچھا سمجھتا ہوں لیکن جب تک بیگم سے مشورہ نہ کر لوں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ کوشش ضرور کروں گا

نعیم بیگ نے شکریہ ادا کیا اور چلے گئے

کاظم نے اسی روز سلمہ کی والدہ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا "ہاں ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے بھی اس کا ذکر کیا تھا میں کچھ غیر مناسب نہیں سمجھتی"

کاظم نے یہ خوشخبری نعیم بیگ کو دے دی۔ وہ بہت خوش اور شکر گذار ہوئے۔ سلمہ کے عقد کی تاریخ بھی مقرر ہو گئی۔

قاعدہ ہے کہ کسی کی کوئی تاریخ مقرر کی اور آئی چنانچہ ان کی شادی کی تاریخیں بھی آگئیں اور شرعی طریقہ پر نکاح ہو گئے جب رئیسہ دلہن بن کر آئی ہے تو دیکھنے والے اس کی خوبصورتی، رعنائی اور دلربائی دیکھ کر حیران رہ گئے۔ عصر کی نماز پڑھ کر کاظم جب مکان میں آئے تو نجمہ دوڑی ہوئی ان کے پیچھے آئی اور کہا "بھائی جان......"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر شرما کر بھاگ گئی۔ کاظم اس کمرہ میں پہنچے جس میں رئیسہ تمام حشر سامانیوں کے ساتھ جلوہ گر تھی۔ کاظم کو دیکھتے ہی چہرہ پر نقاب کھینچنے لگی۔ کاظم نے جلدی سے ہاتھ پکڑ لیے اور کہا "شرارت تو نہ کرو گی"

رئیسہ مسکرا دی۔ ہزاروں جلوے اس کے تبسم میں تڑپنے لگے۔ اس کے بعد نجمہ کی محمد سعید سے اور سلمہ کی نعیم بیگ سے شادی ہو گئی۔

Marfat.com

انچاسواں باب

امن وامان

ابراہیم پاشا دس ہزار لشکر کے ساتھ ہنگری کے مضافات میں رہ گئے تھے۔ یہی وہ علاقہ تھا جس میں مسلمانوں پر مظالم ہوئے تھے۔ یہیں وہ عیسائی تھے جنہوں نے مسلمانوں کو مٹایا تھا یہی سرزمین مرکز شر و فساد تھی۔

لیکن جب سے یورپ کے متفقہ لشکر کو کر ببزر کے دلدلی میدان میں شکست فاش ہوئی تھی۔ ہنگری کے علاقہ کے عیسائی بے پناہ اور بے وارث رہ گئے تھے۔ جو بانی شر فساد تھے جنہوں نے بغاوت میں سرگرم حصہ لیا تھا۔ وہ سہم گئے۔ سمجھ گئے کہ ترک انہیں قتل کیے بغیر نہ مانیں گے۔ وہ آبادیاں چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جنگلوں میں جا چھپے لیکن تھوڑے ہی دنوں میں انہیں بھوک نے پریشان کر دیا۔ کپڑے پھٹ گئے۔ زندگی سے تنگ آگئے۔ ان میں سے کئی روز کی صحرانوردی اور گرفتاری کے خوف سے نیم مردہ سے ہو گئے۔ انہوں نے خودکشی کرنی چاہی لیکن آدمی چالاک تھے۔ خودکشی سے بہتر یہ سمجھا کہ ابراہیم پاشا کے پاس حاضر ہو جائیں ان سے مدد چاہیں۔ اگر وہ معاف کر دیں گے تو زندگی بچ ہی جائے گی۔ معاف نہ کریں گے تو مار ڈالیں گے تو یورپ کے عیسائی ہمارے قتل کیے جانے کی خبریں سن کر بھڑک اٹھیں گے اور وہ پھر شاید مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور ہمارے اور جو بھائی مارے مارے پھر رہے ہیں ان کی جانیں بچ جائیں۔

لیکن عربی مورخ لکھتے ہیں کہ ابراہیم پاشا کی خدمت میں حاضر ہونے کا خیال انہیں اس لیے ہوا کہ انہوں نے سن لیا تھا کہ سلطان نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ جو مفرور باغی معافی مانگیں انہیں معاف کر دینا۔

چنانچہ کئی عیسائی ابراہیم پاشا کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے

Marfat.com

بھوک سے بے حال ہو رہے تھے۔ نہایت پریشان اور سخت خوفزدہ تھے۔ انہوں نے رحم کی درخواست کی۔ ابراہیم پاشا نے انہیں تسلی دی۔ اوّل کھانا کھلایا۔ پھر کپڑے دیئے اور جب ان کے حواس درست ہو گئے تب ان سے کہا۔

"دوستو!

تم نے بغاوت بھی کی۔ فساد بھی کیا۔ لوٹ مار بھی کی۔ مسلمانوں کو ذبح بھی کیا۔ لیکن تمہارا قصور پھر بھی نہیں۔ قصور ان نوابوں کا ہے جو اس ہنگری کے علاقہ میں، کثرت سے ہیں اور جن کا پیشہ لوٹ مار ہے۔ انہوں نے تمہیں بھڑکایا۔ تم ان کے کہنے میں آگئے۔ میں تمہیں معاف کرتا ہوں مگر ہدایت کرتا ہوں کہ تم اب ان نوابوں کے کہنے میں نہ آنا۔ فساد نہ کرنا۔"

یہ لوگ بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا "ہم حضرت مسیح کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ آئندہ کبھی ترکوں کے خلاف بغاوت نہ کریں گے بلکہ اپنے ملک کے لٹیرے نوابوں سے لڑیں گے آپ نے سچ کہا ان ہی بدبختوں کے کہنے میں آکر ہم نے بغاوت کی اور وہی ہمیں موت کے سامنے کر کے اپنا دامن بچا گئے۔

ابراہیم پاشا: ہم تمہیں مجبور نہیں کرتے کہ تم نواب ڈاکوؤں سے لڑ۔ لیکن اگر تم ملک میں امن و امان قائم کرنا چاہتے ہو تو ضرور ان ڈاکوؤں کو مٹا ڈالو۔

یہ عیسائی چلے گئے۔ ان کی معافی کی خبر عام ہو گئی۔ لوگ جوق در جوق آنے اور معافی مانگنے لگے۔ ابراہیم پاشا نہ صرف انہیں معاف کر دیتے بلکہ انہیں کھانا[1] کھلاتے۔ کپڑے دیتے اور زاد راہ دے کر رخصت کر دیتے۔

ابراہیم پاشا کے اس حسنِ سلوک کو دیکھ کر ان کے ماتحت افسر آزردہ ہوتے۔ آخر جب ان سے نہ رہا گیا تو انہوں نے کہا "آپ یہ کیا کر رہے ہیں کہ جن لوگوں نے بغاوت و شورش میں حصہ لیا مسلمانوں کو ستایا آپ انہیں معاف کر رہے ہیں۔ زاد راہ اور تحائف دے رہے ہیں"۔

ابراہیم پاشا نے کہا "میں وحشیوں اور درندوں کو انسان[2] بنانے اور انسانیت

---

[1] از تاریخ عثمانیہ خاندان [2] از تاریخ عالم اسلام چہارم

Marfat.com

کا سبق دینے کے لیے ایسا کر رہا ہوں"۔

چنانچہ جو باغی اور فسادی آتے ابراہیم پاشا انہیں معاف کر دیتے۔ ان باغیوں کی علیحدہ ایک جمعیت قائم ہوئی اور یہ جمعیت ان عیسائی نوابوں پر حملہ آور ہوئی جو ڈاکو تھے جن کا پیشہ ڈاکو زنی تھا۔ ترکوں کا دشمن بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ ان عیسائیوں نے تمام ڈاکو نوابوں کا خاتمہ کر کے ان کے علاقوں پر ترکوں کا قبضہ کرا دیا۔

ابراہیم پاشا نے عیسائیوں پر اس لیے رحم و مہربانی نہیں کی تھی کہ وہ ان کے ساتھ مل کر ڈاکو نوابوں کا خاتمہ کر ڈالیں بلکہ انہوں نے ایک تو سلطان کے فرمان کی وجہ سے دوسرے ملک میں امن وامان قائم کرنے کی غرض سے انہیں معاف کیا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ یہ لوگ خود ہی ڈاکوؤں کے سر ہو گئے اور ان کا خاتمہ کر ڈالا۔

لیکن ایک عیسائی مورخ کو ڈاکوؤں کے استقبال کا بھی بڑا صدمہ ہوا ہے۔ اس مورخ کا نام ہیمر ہے۔ اس نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ

> "ابراہیم پاشا وزیر اعظم سرحد کے عیسائی باشندوں کو رام کرنے کا ڈھب خوب جانتے تھے۔ انہوں نے تحائف دے دے کر انہیں اپنا بنا لیا۔ اور انہیں عیسائیوں کے ہاتھوں سے جنہیں انہوں نے انعامات دیئے تھے ان لٹیروں کو جنہوں نے خود بخود ڈاکوؤں (نوابوں) کے خطابات حاصل کر لیے تھے اور جو چونتیس سال سے سرویہ، ہنگری اور ٹرینسلونیا وغیرہ میں تباہی برپا کرتے پھر رہے تھے۔ نابود کرا دیا۔ سلطنت عثمانیہ کے لیے یہ سودا کیا سستا رہا"۔

گویا عیسائیوں کو اس بات کا بھی افسوس ہوا کہ ہنگری کے علاقہ سے ان ڈاکوؤں کا خاتمہ ہو گیا جو ۳۴ سال سے ملک میں اودھم مچا رہے تھے اور جو عیسائیوں اور مسلمانوں دونوں ہی کو لوٹ لیتے تھے۔

میکائیل ورلیشیا کا گورنر تھا سلطان نے اسے مقرر کیا تھا۔ اس نے قیصر جرمنی سے سازش کر کے بغاوت کر دی تھی۔ وہ حریص اور لالچی تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ ترکوں نے یورپ کے متحدہ لشکر کو ہزیمت دے دی اور قیصر جرمنی کا حال پتلا ہو گیا ہے تو اس نے سلطان سے معافی کی درخواست کی لیکن یہ بات جرمن فوج کے ایک سپہ سالار

Marfat.com

کو جو ٹرنیسلونیا میں فوجیں لئے پڑا تھا معلوم ہو گئی۔ اس سپہ سالار کا نام بھشا تھا۔ اسے میکائیل پر بڑا غصہ آیا۔ اس نے اپنا ایک آدمی بھیج کر ۱۶۱۱ء میں اسے قتل کرا دیا اس طرح وہ مکار اور باغی جس نے حرص وطمع میں آ کر باب عالی سے بغاوت کی تھی۔ ایک عیسائی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

میکائیل کے مارے جاتے ہی در لیشیا۔ مالڈیویا اور ٹرینسلونیا کے صوبوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ قیصر جرمنی میں یہ کس بل ہی نہ رہا تھا کہ وہ اس خانہ جنگی کو روکتا۔ نہ عیسائیوں پر اس کا اس قدر اثر رہا تھا کہ وہ اس کا کہا مانتے۔ ان تینوں صوبوں میں زبردست بدامنی پھیل گئی۔ عیسائیوں کو عیسائی مارنے اور مٹانے لگے۔ گویا قدرت ان سے مسلمانوں کا انتقام لینے لگی۔

ادھر قیصر جرمنی کا اس قدر دیوالہ نکل گیا کہ وہ ورلیشی اور فرنچ سپاہیوں کو تنخواہیں تک نہ دے سکا بلکہ تنخواہیں کیا رسد تک بھی فراہم نہ کر سکا۔ جب یہ سب ہی بھوکے مرنے لگے تو ابراہیم پاشا کے پاس چلے آئے۔ ابراہیم پاشا نے ان کی بڑی عزت اور مدارات کی۔ انہیں کھانے، پہننے کو دیا۔ نقدی دی۔ غرض حسن سلوک کر کے انہیں رام کر لیا۔

وہ اس قدر مانوس ہو گئے کہ انہوں نے ابراہیم پاشا سے یہ درخواست کی کہ اگر انہیں مدد دی جائے تو وہ ان صوبوں پر تاخت کریں جن میں خانہ جنگی ہو رہی ہے۔

ابراہیم پاشا نے انہیں مدد دی۔ انہوں نے ورلیشیا۔ مالڈیویا اور ٹرینسلونیا کے صوبوں پر حملہ کر دیا اور ترکوں کی مدد سے ان تینوں صوبوں پر قبضہ کر کے امن و امان قائم کر دیا۔ جب ان صوبوں میں امن وامان ہو گیا اور خانہ جنگی موقوف ہو گئی تب ان عیسائی سپاہیوں نے ابراہیم پاشا سے درخواست کی کہ ان صوبوں پر قبضہ کر لیں۔ چنانچہ انہوں نے قبضہ کر لیا اور پھر یہ تمام علاقہ ترکوں کے قبضہ میں آ گیا۔

— عیسائی مورخوں کو یہ بات بھی ناگوار گذری چنانچہ انہوں نے لکھا ہے۔

— بدقسمتی سے قیصر جرمنی کا دیوالہ نکل گیا۔ وہ ورلیشی اور فرنچ سپاہیوں

Marfat.com

کو تنخواہ اور رسد نہ دے سکا۔ یہ سپاہی بھوک سے تنگ آکر ابراہیم پاشا کے پاس چلے آئے اور عربلوں نے ان کی بڑی مدارات کی اور انہیں آگے بڑھ کر دریشیا، مالڈیویا اور ٹرینسلونیا کے عیسائیوں سے لڑوا کر ان پر قبضہ کر لیا۔

غرض اس باغی علاقہ پر تسلط ہو کر امن وامان ہو گیا۔

Marfat.com

فتح مصر	صادق حسین صدیقی	85-00
عمادالدین زنگی	صادق حسین صدیقی	100-00
نازنین عرب	صادق حسین صدیقی	90-00
بہادر حور	صادق حسین صدیقی	100-00
جنگ فلسطین	صادق حسین صدیقی	100-00
ساعقہ	صادق حسین صدیقی	100-00
فتح کافرستان	صادق حسین صدیقی	75-00
غزوات النبی	صادق حسین صدیقی	75-00
ہاشمی دوشیزہ	صادق حسین صدیقی	90-00
فتوح العجم	صادق حسین صدیقی	125-00
حور عرب	صادق حسین صدیقی	75-00
شہزادہ خضر خاں	صادق حسین صدیقی	100-00
سلطان فیروز شاہ تغلق	صادق حسین صدیقی	100-00
معرکہ صلیب	صادق حسین صدیقی	80-00
عجیب جنگ	صادق حسین صدیقی	80-00
بت شکن	صادق حسین صدیقی	100-00
سنگدل ملکہ	صادق حسین صدیقی	90-00
جنگ اصفہاں	صادق حسین صدیقی	75-00
بنت حلب	صادق حسین صدیقی	90-00
افریقہ کی دلہن	صادق حسین صدیقی	75-00
محبوبہ اور خان	صادق حسین صدیقی	75-00
جوش جہاد	صادق حسین صدیقی	75-00
فتح کابل	صادق حسین صدیقی	75-00
سعید و فلپانہ	صادق حسین صدیقی	80-00
حور مراکش	صادق حسین صدیقی	80-00

Marfat.com

گھر بیٹھے بغیر استاد کی مدد کے ملکی و غیر ملکی زبانیں سیکھیے

عربی اردو بول چال	پروفیسر غلام احمد حریری	60-00
کلید عربی اردو بول چال	پروفیسر غلام احمد حریری	30-00
معجم الاشرف سہ لسانی لغات (فارسی عربی اردو)	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	150-00
اشرف اللغات اردو عربی فارسی	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	50-00
فارسی اردو بول چال	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	30-00
خود آموز فارسی	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	65-00
سندھی اردو بول چال	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	40-00
پشتو اردو بول چال	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	50-00
روسی اردو بول چال	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	50-00
فرہنگ روسی اردو بول چال	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	50-00
سویڈش اردو ریڈر	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	50-00
چائنیز اردو ریڈر	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	75-00
ڈچ اردو ریڈر	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	60-00
اطالوی اردو ریڈر	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	50-00
ہسپانوی اردو ریڈر	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	70-00
جرمن اردو ریڈر	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	60-00
جرمن فریز بک	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	75-00
فرنچ اردو ریڈر	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	60-00
ترکش اردو ریڈر	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	60-00
ڈچ اردو ڈکشنری	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	90-00
ڈینو نارویجین ریڈر	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	75-00
پرتگالی اردو ریڈر	پروفیسر محمد اشرف ایم اے	25.00
جرمن اردو ڈکشنری	پروفیسر علی گوٹ ایم اے	50-00
جاپانی اردو بول چال	پروفیسر محمد امین ایم اے	50-00
جاپانی اردو ڈکشنری	پروفیسر محمد امین ایم اے	50-00
انگلش اردو ریڈر	پروفیسر عبد الروف انجم	50-00
فرنچ اردو ڈکشنری	پروفیسر عبد الروف انجم	60-00
جاپانی فرہنگ	ڈاکٹر محمد امین	

Marfat.com

جنگ خندق	صادق حسین صدیقی	90-00
فتح شوستر	صادق حسین صدیقی	65-00
سراج الدولہ	صادق حسین صدیقی	65-00
سلطان بایزید یلدرم	صادق حسین صدیقی	50-00
عرب کا چاند	صادق حسین صدیقی	75-00
مغل اعظم اکبر	صادق حسین صدیقی	60-00
مشرق کی حور	صادق حسین صدیقی	50-00
عجمی شہنشاہ	صادق حسین صدیقی	75-00
عروس بغداد	صادق حسین صدیقی	75-00
فتح یرموک	صادق حسین صدیقی	75-00
انقلاب افغانستان	صادق حسین صدیقی	125-00
دوشیزہ ہند	صادق حسین صدیقی	60-00
فتح خیبر	صادق حسین صدیقی	80-00
اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا	صادق حسین صدیقی	125-00
محمد بن قاسم	صادق حسین صدیقی	100-00
فتح بیت المقدس	صادق حسین صدیقی	75-00
سلطان محمد غوری	صادق حسین صدیقی	65-00
عربی دوشیزہ	صادق حسین صدیقی	100-00
دامس ابوالہول	صادق حسین صدیقی	50-00
دوشیزہ کابل	صادق حسین صدیقی	100-00
بہادر کرد	صادق حسین صدیقی	80-00
خلیفہ اعظمؓ	صادق حسین صدیقی	95-00
فتوح الشام	صادق حسین صدیقی	60-00
غیاث الدین بلبن	صادق حسین صدیقی	75-00
دکن کے چار چاند	صادق حسین صدیقی	زیر طبع
فتح ایران	صادق حسین صدیقی	زیر طبع
حور ایران	صادق حسین صدیقی	زیر طبع
[illegible]	[illegible]	[illegible]

Marfat.com

بغداد کی رات

مصنف قمراجنالوی

الف لیلیٰ کی ایک ہزار راتوں سے زیادہ حسین و رنگین رات دجلہ اور نیل کے دامنوں میں لپٹی ہوئی رات، آسمان کی پنہائیوں میں بکھرے ہوئے ستاروں سے آراستہ رات۔

جسے صاحب طرز ادیب قمراجنالوی مستند تاریخوں اور بے شمار کتابوں کے حوالوں سے آراستہ کر کے آپ کے لئے پیش کرتے ہیں۔

قیمت (حصہ اول - دوم) =/500

ایک تاریخ - ایک ناول

صاحب طرز ادیب جناب اسلم راہی ایم اے کا شاہکار ناول

ابلیکا

جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک دنیا کی تاریخ پیش کی گئی ہے۔ جس کے بغیر آپ کی لائبریری مکمل نہیں ہو سکتی۔

قیمت حصہ اول	200:00	ISBN 969-38-0501-9
قیمت حصہ دوم	200-00	ISBN 969-38-0189-x
قیمت حصہ سوم	250-00	ISBN 969-38-0196-6
قیمت حصہ چہارم	200-00	ISBN 969-38-0206-3
قیمت حصہ پنجم	250-00	ISBN 969-38-0247-0
قیمت حصہ ششم	250-00	ISBN 969-38-0266-7
قیمت حصہ ہفتم	275-00	ISBN 969-38-319-1

بڑا سائز سفید کاغذ مضبوط جلد (5000) پانچ ہزار سے زائد صفحات اپنے آرڈر سے جلد از جلد مطلع فرمادیں۔

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور

Marfat.com

Marfat.com